ناظرہ قرآن پڑھانے اور حفظِ قرآن کروانے کے
لئے 122 صفحات پر مشتمل ایک راہنما کتاب



(حصہ 1)

قرآن سیکھیں اور سکھائیں

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

ناظرۂ قرآن پڑھانے اور حفظِ قرآن کروانے کے لئے راہنما کتاب

قرآن سیکھیں اور سکھائیں

(حصہ اوّل)

ابو حماد محمد لیاقت رضا عطاری

ابو فراز محمد اعجاز نواز عطاری مدنی

مجلس مدارس المدینہ و مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا رَسُوۡلَ اللہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصۡحٰبِكَ یَا حَبِیۡبَ اللہ

نام کتاب	:	قرآن سیکھیں اور سکھائیں (حصہ اوّل)
پیشکش	:	مجلس مدارس المدینہ والمدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)
پہلی بار	:	ربیع الآخر ۱۴۴۱ھ، دسمبر 2019ء
تعداد	:	10000 (دس ہزار)
کل صفحات	:	120 (ایک سو بیس)
ناشر	:	مکتبۃ المدینہ فیضانِ مدینہ محلہ سوداگران پرانی سبزی منڈی کراچی

تصدیق نامہ

تاریخ: ۲ صفر المظفر ۱۴۴۱ ہجری　　حوالہ نمبر: 236

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ

تصدیق کی جاتی ہے کہ کتاب "**قرآن سیکھیں اور سکھائیں (حصہ اوّل)**" (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) پر مجلس تفتیش کتب و رسائل کی جانب سے نظرِ ثانی کی کوشش کی گئی ہے۔ مجلس نے اسے عقائد، کفریہ عبارات، اخلاقیات، فقہی مسائل اور عربی عبارات وغیرہ کے حوالے سے مقدور بھر مُلاحَظہ کر لیا ہے، البتہ کمپوزنگ یا کتابت کی غلطیوں کا ذِمّہ مجلس پر نہیں۔

مجلس تفتیش کتب و رسائل (دعوتِ اسلامی)

10-10-2019

www.dawateislami.net　Email:ilmia@dawateislami.net

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! عاشقانِ رسول کی سنتوں بھری مدنی تحریک دعوتِ اسلامی مسلسل ترقی کا سفر طے کر رہی ہے اور اس کے شعبہ جات بھی بڑھتے چلے جا رہے ہیں تا دمِ تحریر 107 شعبہ جات سے زائد ہو چکے ہیں، ان میں سے ایک قدیم اور عظیم شعبہ مدرسۃ المدینہ بھی ہے جو تقریباً سن 1990 سے قائم ہے اور بچوں اور بچیوں کو حفظ و ناظرہ قرآنِ پاک کی تعلیم سے آراستہ کر رہا ہے۔ مدارس المدینہ کے مزید کئی شعبہ جات ہیں: ۞ مدارس المدینہ للبنین ۞ مدارس المدینہ للبنات ۞ مدارس المدینہ رہائشی ۞ مدارس المدینہ جزوقتی ۞ مدارس المدینہ جزوقتی برائے اسلامی بہنیں ۞ مدارس المدینہ کورسز۔

مدارس المدینہ للبنین:

مدارس المدینہ للبنین میں بچوں کو صبح 8:00 تا شام 4:00 بجے تک حفظ و ناظرہ قرآنِ کریم کی تعلیم دی جاتی ہے۔

مدارس المدینہ للبنات:

مدارس المدینہ للبنات میں بچیوں کو صبح 8:00 تا شام 4:00 بجے تک حفظ و ناظرہ قرآنِ کریم کی تعلیم دی جاتی ہے۔

مدارس المدینہ جزوقتی:

مدارس المدینہ جزوقتی میں بچوں کو مختلف مقامات پر مختلف اوقات میں پڑھایا جاتا

ہے، بعدِ فجر 1 گھنٹہ، 8:00 تا 11:00 اور 2:00 تا 4:00 اور شام 4:00 تا 6:00 بجے اور مغرب کے بعد 1 گھنٹہ ناظرہ قرآنِ کریم کی تعلیم دی جاتی ہے۔

مدارس المدینہ جزوقتی اسلامی بہنیں:

مدارس المدینہ کے اطراف میں رہنے والی بڑی اسلامی بہنوں کو دوپہر 11:00 تا 1:00 بجے تک ناظرہ قرآنِ کریم کی تعلیم دی جاتی ہے۔

مدارس المدینہ رہائشی:

پاکستان کے مختلف شہروں میں قیام و طعام کی سہولت کے ساتھ بچوں کو حفظ و ناظرہ قرآنِ کریم کی تعلیم دی جاتی ہے۔

مدارس المدینہ کورسز:

مدارس المدینہ میں پڑھانے کے خواہش مند اسلامی بھائیوں کو قاعدہ و ناظرہ کورس، مُدرِّس کورس اور تجوید و قراءت کورس کرایا جاتا ہے۔ کامیاب ہونے والے اسلامی بھائیوں کو مدارس المدینہ کے مختلف شعبہ جات میں پڑھانے کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔ مندرجہ بالا 6 شعبوں میں ہزاروں مُدرّسین / مُدرّسات ہیں جو بچوں / بچیوں کو حفظ وناظرہ قرآنِ کریم کی تعلیم تجوید کے ساتھ دینے میں مصروفِ عمل ہیں۔ تادمِ تحریر کُل مدارس المدینہ (ملک اور بیرونِ ملک) 3637 اور ان میں پڑھانے والے 9092 مدرسین و دیگر عملہ ہے اور بچوں اور بچیوں کی تعداد (169637) ہے۔ مدرسین / مدرّسات بچوں کو قرآنِ پاک حفظ وناظرہ کی تعلیم کو عام کرنے میں مصروفِ عمل ہیں۔ مگر ضرورت اس بات کی تھی کہ کوئی ایسی راہنما کتاب ہو جس میں مدرسین کو ناظرہ اور حفظ پڑھانے میں

آنے والی مشکلات کا حل، سبق، سبقی، منزل سُننے کا طریقہ، حاضری کی پابندی، کم وقت میں ناظرہ وحفظ قرآنِ کریم پڑھانے کا احسن انداز، بچوں / بچیوں کی اَخلاقی تربیت اور اس طرح کے دیگر مسائل کا حل دیا جائے جن کا مدرسین کو دورانِ تدریس سامنا کرنا پڑتا ہے۔اِنہی مقاصد کے پیشِ نظر مجلس مدارس المدینہ نے کئی سینئر و تجربہ کار مدرسین کی مشاورت و معاونت سے مواد تحریر کرکے دعوتِ اسلامی کی تحریری شعبے سے تعلق رکھنے والی علمی و تحقیقی مجلس **المدینۃ العلمیۃ** کی بارگاہ میں پیش کر دیا جنہوں نے مزید تحریری معیار کے مطابق مزید مواد کی شمولیت، ترتیب و تصحیح، تخریج، تفتیش، قرآنی آیات وحوالہ جات کی پیسٹنگ، فارمیشن، پُروف ریڈنگ، تقابل، نظر ثانی وغیرہ مختلف کام کرکے اسے کم وبیش 2 ماہ میں مکمل کر دیا اور اب یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اس کا نام **”قرآن سیکھیں اور سکھائیں“** تجویز فرمایا ہے۔اس کتاب میں جو بھی خوبیاں ہیں وہ یقیناً **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے فضل وکرم اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی عطاؤں، اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کی عنایتوں اور امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی پُرخلوص دعاؤں کا نتیجہ ہے اور جو خامیاں ہیں اُن میں ہماری کوتاہ فہمی کا دخل ہے۔ تمام تر کوششوں کے باوجود بتقاضائے بشریت غلطی کا امکان باقی ہے اہلِ علم حضرات اپنے مفید مشوروں اور قیمتی آراء سے ہماری حوصلہ افزائی فرمائیں اور جہاں کہیں غلطی پائیں تحریری طور پر ضرور آگاہ فرمائیں۔**اللہ** کریم ہماری اِس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور اسے ہماری بخشش و نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجلس مدارس المدینہ

ذوالحجۃ الحرام ۱۴۴۰ ہجری بمطابق اگست 2019 عیسوی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قرآن سیکھنے سکھانے کے فضائل:

(1) امیر المؤمنین حضرتِ عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبی اکرم نورِ مجسم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔“[1] **(2)** حضرتِ عُبیدہ ملیکی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ حضور نبی رحمت شفیع اُمّت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اے قرآن والو! قرآن کو تکیہ نہ بناؤ (یعنی سُستی اور غفلت نہ برتو) اور رات اور دن میں اِس کی تلاوت کرو جیسا تلاوت کرنے کا حق ہے اور جو کچھ اس میں ہے اس پر غور کرو تاکہ تمہیں فلاح ملے، اس کے ثواب میں جلدی نہ کرو کیونکہ اس کا ثواب بہت بڑا ہے۔“[2]

قرآنِ مجید حفظ کرنے کے فضائل:

قرآنِ کریم کو حفظ کرنا فرضِ کفایہ ہے اور صحابہ و تابعین اور علمائے دِینِ متین رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کی سنّت ہے اور اس کے فضائل حصر و شمار سے باہر ہیں۔ ترغیب کے لیے چند فضائل پیشِ خدمت ہیں:

(1) حضرتِ عبد اللّٰہ بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”صاحبِ قرآن کو حکم ہو گا کہ پڑھتے رہو اور (درجات) چڑھتے جاؤ اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھو جیسے تم اسے دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے کہ تمہارا مقام اس

1 . . . بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب خیر کم من تعلم القرآن وعلمه، ۳/۴۱۰، حدیث: ۵۰۲۷، دار الکتب العلمیة بیروت۔

2 . . . شعب الایمان، التاسع عشر من شعب الایمان۔۔۔الخ، فصل فی ادمان تلاوته، ۲/۳۵۱، حدیث: ۲۰۰۷، ۲۰۰۹۔

آخری آیت کے نزدیک ہے جسے تم پڑھو گے۔“[1]

(2) حضرتِ ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ حضور تاجدار مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”حافظِ قرآن اگر رات کو تلاوت کرے تو اِس کی مثال اُس توشہ دان کی ہے جس میں مُشک بھرا ہوا ہو اور اس کی خوشبو تمام مکانوں میں مہکے اور جو رات کو سو رہے اور قرآن اس کے سینے میں ہو تو اس کی مثال اس توشہ دان کی مانِند ہے جس میں مُشک ہے اور اس کا مُنہ باندھ دیا جائے۔“[2]

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! یہ قرآنِ مجید حفظ کرنے کے فضائل ہیں لہٰذا جس مسلمان سے بَن پڑے وہ قرآنِ پاک کو حفظ کر کے ان فضائل کو حاصل کرنے کی کوشش کرے اور جنہوں نے قرآنِ مجید حفظ کر لیا ہے انہیں چاہیے کہ اس کی روزانہ تلاوت کرتے رہیں تاکہ حفظ بھول نہ جائے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن ایک حدیثِ پاک کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”جس طرح بندھے ہوئے اونٹ چھوٹنا چاہتے ہیں اور ان کی مُحافظت واحتیاط نہ کی جائے تو رِہا ہو جائیں اس سے زیادہ قرآن کی کیفیت ہے، اگر اسے یاد نہ کرتے رہو گے تو وہ تمہارے سینوں سے نکل جائے گا، پس تمہیں چاہیے کہ ہر وقت اس کا خیال رکھو اور یاد کرتے رہو، اس دولت بے نہایت کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔“ اسی طرح ایک اور حدیثِ پاک کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”اے قرآن پڑھنے والو! قرآن کو تکیہ نہ بنالو کہ پڑھ کے یاد کر کے رکھ چھوڑا پھر نگاہ اٹھا کر نہ دیکھا بلکہ اسے پڑھتے رہو دن

---

1 . . . ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب:۱۸، ۴/ ۴۱۹، حدیث: ۲۹۲۳، دارالفکر بیروت۔

2 . . . ابن ماجه، کتاب السنة، باب فی فضل من تعلم القرآن وعلمه، ۱/ ۱۴۱، حدیث: ۲۱۷، دارالمعرفة بیروت۔

رات کی گھڑیوں میں جیسے اس کے پڑھنے کا حق ہے اور اسے اِفشا کرو کہ خود پڑھو، لوگوں کو پڑھاؤ، یاد کراؤ، اس کے پڑھنے، یاد کرنے کی ترغیب دو نہ یہ کہ جو پڑھے اور خدا اُسے حفظ کی توفیق دے اس کو روکو اور منع کرو۔" پھر فرماتے ہیں: "اُس سے زیادہ نادان کون ہے جسے خدا ایسی ہمت بخشے (کہ وہ قرآنِ پاک حفظ کرلے) اور وہ اسے اپنے ہاتھ سے کھو دے؟ اگر قدر اس کی جانتا اور جو ثواب اور درجات اس پر موعود ہیں اِن سے واقف ہوتا تو اسے جان و دل سے عزیز رکھتا۔"[1]

تلاوتِ قرآن کے آداب:

(1) قرآنِ مجید کو دیکھ کر پڑھنا زبانی پڑھنے سے افضل ہے کہ یہ پڑھنا بھی ہے اور دیکھنا اور چھونا بھی اور یہ سب چیزیں عبادت ہیں۔ (2) مستحب یہ ہے کہ باوُضو قبلہ رُو اچھے کپڑے پہن کر تلاوت کرے اور تلاوت کے شروع میں اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم پڑھنا مستحب ہے اور سورت کی ابتدا میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم پڑھنا سُنّت ہے ورنہ مستحب ہے۔[2] (3) قرآنِ مجید کو نہایت اچھی آواز سے پڑھنا چاہیے اور اگر (پڑھنے والے کی) آواز اچھی نہ ہو تو اچھی بنانے کی کوشش کرے۔ لحن کے ساتھ پڑھنا کہ حروف میں کمی بیشی ہو جائے جیسے گانے والے کیا کرتے ہیں یہ ناجائز ہے۔ بلکہ پڑھنے میں قواعدِ تجوید کی رعایت کرے۔ (4) لیٹ کر قرآن پڑھنے میں حرج نہیں جبکہ پاؤں سمٹے ہوں اور منہ کھلا ہو، یوں ہی چلنے اور کام کرنے کی حالت میں بھی تلاوت جائز ہے، جبکہ دل نہ بٹے ورنہ مکروہ ہے۔ (5) جب قرآنِ مجید ختم ہو تو تین بار "قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ" پڑھنا بہتر ہے، اگرچہ

---

1 ... فتاوی رضویہ، ۳/ ۶۴۴، ۶۴۵، رضا فاؤنڈیشن لاہور۔

2 ... بہارِ شریعت، ۱/ ۵۵۰، حصہ ۳، مکتبۃ المدینہ کراچی۔

تراویح میں ہو، البتہ اگر فرض نماز میں ختم کرے، تو ایک بار سے زیادہ نہ پڑھے۔[1] **(6)** مسلمانوں میں یہ دستور ہے کہ قرآنِ مجید پڑھتے وقت اٹھ کر کہیں جاتے ہیں تو قرآن بند کر دیتے ہیں کھلا ہوا چھوڑ کر نہیں جاتے، یہ ادب کی بات ہے، مگر بعض لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ اگر کھلا ہوا چھوڑ دیا جائے گا تو شیطان پڑھے گا، اس کی اصل نہیں، ممکن ہے کہ بچوں کو اس ادب کی طرف توجہ دلانے کے لیے یہ بات بنائی گئی ہو۔[2] **(7)** جب بلند آواز سے قرآنِ مجید پڑھا جائے تو تمام حاضرین پر سُننا فرض ہے جبکہ وہ مجمع قرآنِ مجید سننے کی غرض سے حاضر ہو ورنہ ایک کا سننا کافی ہے اگرچہ باقی لوگ اپنے کام میں مصروف ہوں۔ **(8)** مجمع میں سب لوگ بلند آواز سے پڑھیں یہ حرام ہے۔ اگر چند شخص پڑھنے والے ہوں تو حکم ہے کہ آہستہ پڑھیں۔ **(9)** جو شخص غلط پڑھتا ہو تو سُننے والے پر واجب ہے کہ بتا دے، بشرطیکہ بتانے کی وجہ سے کینہ و حسد پیدا نہ ہو اسی طرح اگر کسی کا مصحف شریف اپنے پاس عاریت ہے، اگر اس میں کتابت کی غلطی دیکھے تو بتا دینا واجب ہے۔[3]

قرآنِ پاک یاد کرنا آسان ہے:

پیارے پیارے مدرسین اسلامی بھائیو! اللہ پاک قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

وَ لَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۱۷﴾ ترجمۂ کنز الایمان: اور بیشک ہم نے قرآن یاد کرنے کے لیے آسان فرما دیا تو ہے کوئی یاد کرنے والا۔ (پ ۲۷، قمر: ۱۷)

تفسیر صِراط الجنان میں ہے: قرآنِ پاک یاد کرنے والوں کے لیے آسان ہے۔

---

1. ... بہارِ شریعت، ۱/ ۵۵۱، حصہ ۳۔
2. ... بہارِ شریعت، ۳/ ۴۹۶، حصہ ۱۶ ملخصاً۔
3. ... تفسیر صراط الجنان، مقدمہ، ۱/ ۲۲، مکتبۃ المدینہ کراچی۔

حضرت علامہ مفتی نعیم الدّین مراد آبادی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ”اس آیت میں قرآنِ پاک کی تعلیم حاصل کرنے، قرآنِ پاک کی تعلیم دینے، اس میں مشغول رہنے اور اسے حفظ کرنے کی ترغیب ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قرآنِ پاک یاد کرنے والے کی اللہ تعالٰی کی طرف سے مدد ہوتی ہے اور اس کو حفظ کرنا سہل و آسان فرما دینے ہی کا ثمرہ ہے کہ عربی، عجمی، بڑے حتّٰی کہ بچے تک بھی اس کو یاد کر لیتے ہیں اور اس کے علاوہ کوئی مذہبی کتاب ایسی نہیں ہے جو یاد کی جاتی ہو اور سہولت سے یاد ہو جاتی ہو۔“[1]

پیارے پیارے مدرسین اسلامی بھائیو! کسی بھی اہم کام کے کچھ نہ کچھ لوازمات ہوتے ہیں، اگر اس کام کو ان لوازمات کے ساتھ کیا جائے تو نہ صرف وہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچتا ہے بلکہ اس کے معیار اور حسن میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ جبکہ لاپرواہی و بے توجہی سے کیا جانے والا کام نہ صرف ادھورا رہ جاتا ہے بلکہ اسے جس مقصد کے حصول کے لیے کیا جا رہا ہے وہ مقصد بھی حاصل نہیں ہو پاتا اور جب معاملہ ربّ تعالٰی کے کلام کو ناظرہ پڑھانے یا حفظ کروانے کا ہو تو اس کی اہمیّت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ اگر اس کے تمام تر لوازمات کو پورا نہ کیا جائے تو یقیناً بچے اور بچیاں یا تو درست مخارج سے قرآنِ پاک پڑھ ہی نہ سکیں گے یا سبق، سبقی، منزل انہیں اچھی طرح یاد نہیں رہیں گے، یا سبق کچّا پکّا عارضی طور پر یاد ہو گا اور بالآخر بھول جائے گا۔ پھر اسی سبق سے سبقی بنتی ہے اور سبقی سے منزل بنتی ہے تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بچے تعلیمی کمزوری کا شکار ہو جاتے ہیں لہٰذا سب سے پہلے ہم یہاں یہ بیان کریں گے کہ سبق، سبقی، منزل یاد کرنے کے لیے ماحول کیسا ہونا چاہیے؟

---

[1] ... تفسیر صراط الجنان، پ ۲۷، قمر، تحت الآیۃ: ۱۷، ۹ / ۵۹۷۔

سبق، سبقی، منزل کیلیے سازگار ماحول:

بعض بچوں کو سبق اچھی طرح یاد نہیں ہوتا یا کچا ہوتا ہے، بار بار اٹک کے سناتے ہیں، ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے گھر میں سبق یاد نہیں کیا بلکہ ابھی کلاس میں بیٹھے بیٹھے سبق یاد کرنے کی کوشش کی ہے۔جب اُن سے سبق اچھی طرح یاد نہ ہونے یا سبق کچا ہونے کی وجہ پوچھی جاتی ہے تو عمومی طور پر جو وجوہات سامنے آتی ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں:

- امی، ابو یا بڑی باجی نے دودھ یا فلاں چیز لینے باہر بھیج دیا تھا۔
- چھوٹے بھائی کے لیے پنسل وغیرہ لینے چلا گیا تھا۔
- گھر میں دیگر بہن بھائیوں کا شور ہو رہا تھا۔
- گھر میں مہمان آئے ہوئے تھے۔
- جس کمرے میں سبق یاد کر رہا تھا وہاں مہمان آئے ہوئے تھے۔
- ابو یا بڑے بھائی کے ساتھ کسی کام سے باہر چلا گیا تھا۔
- سارے بہن بھائی سو گئے تھے اس لیے میں بھی تھوڑا سا سبق یاد کر کے سو گیا۔
- اُونچی آواز میں ٹی وی یا کمپیوٹر چل رہا تھا۔
- کمرے میں دیگر افراد بھی بلند آواز میں باتیں کر رہے تھے۔

غور کیجئے کیا مذکورہ بالا معاملات کی وجہ سے بچہ اپنا سبق، سبقی یا منزل اچھی طرح سے یاد کر پائے گا؟ ہرگز نہیں، یقیناً اسے ایک پر سکون اور سازگار ماحول چاہیے جس میں وہ اپنا سبق، سبقی یا منزل اچھی طرح یاد کر سکے، مدرسین کو چاہیے کہ اس حوالے سے بچے اور اس کے والد یا سرپرست کی شروع سے ہی تربیت کریں۔

والد یا سرپرست کی تربیت کے لیے ہدایات:

(1) ممکن ہو تو بچے کے سبق، سبقی یا منزل یاد کرنے کیلئے علیحدہ کمرہ مختص کر دیں۔

(2) لائٹ کا مناسب انتظام ہو، لائٹ نہ ہونے کی صورت میں متبادل انتظام ہو۔

(3) پانی وغیرہ کا بھی انتظام ہو تاکہ بچہ بار بار اُٹھ کر باہر نہ جائے۔

(4) دورانِ سبق کمرے میں کسی قسم کا شور شرابا نہ ہو۔

(5) دورانِ سبق بلاوجہ دیگر لوگوں کا آنا جانا بھی نہ ہو کہ بچے کی توجہ بٹے گی۔

(6) کمرے میں ایسی چیزیں نہ ہوں جن سے بچے کی توجہ بار بار ان کی طرف جائے جیسے پینٹنگ، تصاویر وغیرہ۔

(7) سبق یاد کرنے کا وقت بچے کے ذہن میں بٹھا دیں اور بار بار یاد بھی دلاتے رہیں۔

(8) ممکن ہو تو بچے کو سبق یاد کرنے سے قبل ہی کھانا وغیرہ کھلا دیا جائے یا کوئی چیز کھانے کے طور پر دے دی جائے تاکہ اُس کی توجہ نہ بٹے۔

(9) دورانِ سبق بچے کو جہاں تک ممکن ہو کوئی کام نہ بولا جائے۔

(10) ضروری کام ہو تو کسی اور کو یا سبق سے پہلے یا بعد میں بولا جائے۔

(11) سبق کے اوقات میں اس کمرے میں ٹی وی کمپیوٹر وغیرہ نہ چلایا جائے۔

(12) سردی گرمی کے اِعتبار سے مناسب اقدامات ہوں۔

(13) بچے کے سبق کے اَوقات میں کوشش کریں کہ کوئی بھی بیرونی کام (جیسے شادی میں شرکت، رشتہ داروں کے ہاں آنا جانا وغیرہ) نہ آئے مجبوری کی صورت میں بچے کو اس بیرونی کام سے پہلے ہی سبق یاد کروا دیں۔

(14) بچے کی نیند پوری کروائیں کہ نیند پوری نہیں ہو گی تو سبق یاد کرنے میں شدید دشواری کا سامنا ہو گا۔

(15) بچے کی صحت و تندرستی کا بھی خاص خیال رکھیں کہ ہلکی سی بیماری بھی بچے کے سبق یاد کرنے میں رُکاوٹ کا باعث بن سکتی ہے۔

(16) بچے کو سبق یاد کرتے ہوئے اِس بات کا پابند کریں کہ وہ بلند آواز سے پڑھے اس کا فائدہ یہ ہو گا کہ اس کی توجہ اِدھر اُدھر نہیں بٹے گی اور سبق جلدی یاد ہو جائے گا۔ امید ہے کہ جب بچہ یکسوئی کے ساتھ بلند آواز سے پڑھے گا تو یہ شکایت دور ہو جائے گی کہ گھر میں اتنی دیر پڑھنے کے باوجود سبق یاد نہیں ہوا وغیرہ۔

(17) سبق یاد ہونے کے بعد بچے سے کم از کم ایک بار ضرور سنیں۔

(18) سبق یاد کرنے سے پہلے اور بعد میں بھی بچے کی حوصلہ افزائی کریں۔

(19) ہر اُس بات سے بچیں کہ جس سے بچہ اِحساسِ کمتری کا شکار ہو یہ بچے کے سبق یاد کرنے پر اثر انداز ہو گا۔

بچے کی تربیت کے لیے ہدایات:

(1) اپنا سبق روزانہ وقتِ مقررہ پر یاد کریں۔

(2) جب سبق یاد کرنے کا وقت ہو تو خود ہی قاعدہ یا قرآنِ پاک لے کر بیٹھ جائیں۔

(3) سبق یاد کرنے سے پہلے تازہ وضو کرلیں اِس سے نیند نہیں آئے گی۔

(4) سبق یاد کرتے ہوئے بلند آواز سے پڑھیں اِس سے سبق جلدی یاد ہو جائے گا۔

(5) اَوّلاً سبق دیکھ کر یاد کریں اور جب یاد ہو جائے تو اسے زبانی بار بار دُہرائیں۔

(6)بیٹھے بیٹھے تھک جائیں تو کھڑے ہو کر یاد کریں لیکن چلنے پھرنے سے پرہیز کریں اِس سے توجہ بٹے گی اور سبق یاد کرنے میں مشکل ہو گی۔

(7)جب تک پورا سبق یاد نہ ہو جائے کوئی دوسرا کام نہ کریں۔

(8)سبق یاد کرتے ہوئے دیگر چیزوں کی طرف بالکل توجہ نہ دیں۔

(9)مکمل سبق یاد کرنے کے بعد ہو سکے تو والد صاحب یا بڑے بھائی کو سنا دیں۔

شعبہ ناظرہ میں بچے کا پہلا دن:

پیارے پیارے مدرسین اسلامی بھائیو! معاشرے کی بگڑتی ہوئی صورتِ حال آپ کے سامنے ہے، ہر طرف بے عملی کا دور دورہ ہے، ہر کوئی اپنا اوراپنے بچوں کا دُنیاوی مستقبل روشن کرنے کے لیے نت نئے خواب دیکھ رہا ہے، انہیں اعلیٰ سے اعلیٰ دُنیاوی تعلیم دِلوانے کیلئے کوشاں ہے، اِن حالات میں اگر کوئی شخص مدرسۃ المدینہ میں حفظ وناظرہ کی دِینی تعلیم کے لیے اپنے بچوں کو داخلے کے لیے لاتا ہے تو یقیناً یہ بڑی سعادت کی بات ہے، لہٰذا والد کے ساتھ ساتھ بالخصوص اس بچے کا مدرسے میں ایک اچھے انداز سے استقبال کرنا یا اسے خوش آمدید کہنا(Welcome کرنا) بہت ضروری ہے۔

بچے کا تعارف کس طرح لیں؟

پہلے دن جب بچہ ناظرہ کی کلاس میں آئے تو ناظرہ کلاس کے قاری صاحب خندہ پیشانی کے ساتھ مسکرا کر اُس بچے کا استقبال کریں اور نہایت ہی شفقت کے ساتھ سلام ومصافحہ کریں اور اسے اپنے ڈیسک کے سامنے بٹھالیں، سب سے پہلے کچھ اِس انداز سے بچے کا تعارف لیں تو بچے پر بہت اچھا اثر پڑے گا کہ ❁ بیٹا آپ کا نام کیا ہے؟ ❁ آپ کے

والد صاحب کا نام کیا ہے ؟(اگر والد ساتھ نہ ہوں۔)❁ آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں؟یعنی آپ کا گھر کہاں ہے؟ ❁ آپ کے کتنے بھائی ہیں؟اور وہ کیا کرتے ہیں؟ ❁ آپ کے والد صاحب کیا کام کرتے ہیں؟(اگر والد ساتھ نہ ہوں۔)❁ کیا آپ نے **"مدنی مرکز فیضانِ مدینہ"** دیکھا ہوا ہے؟ ❁ کیا آپ اپنے والدین کے ہاتھ چومتے ہیں؟ ❁ کیا آپ کے والد صاحب نے مدنی قافلے میں سفر کیا ہے؟❁ کیا آپ اپنے والد صاحب کے ساتھ دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں کبھی تشریف لائے ہیں؟❁ کیا آپ مدنی چینل دیکھتے ہیں؟ بچے کے حسب حال اِن میں سے کچھ تعارفی سوالات کیجئے۔ مذکورہ بالا کاموں میں اگر شرکت ہو تو حوصلہ افزائی کیجئے اور شرکت نہ ہو تو شرکت کی ترغیب بھی دلائیے۔

بچے کا کلاس میں تعارف:

اس کے بعد قاری صاحب کلاس کے تمام بچوں کو مخاطب کرکے نئے بچے کا یوں تعارف کروائیں: اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ آج ہماری کلاس میں یہ نئے بچے تشریف لائے ہیں، ان کا نام محمد بلال ہے، جس طرح آپ لوگ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ پیار محبت کے ساتھ رہتے ہیں اسی طرح محمد بلال کے ساتھ بھی خوش اَخلاقی کے ساتھ پیش آنا ہے، انہیں اگر کسی بات کی سمجھ نہ آئے تو آپ لوگوں نے اِن کی مدد کرنی ہے۔ اُمید ہے اِن کے آنے سے ہماری کلاس کا تعلیمی اور اَخلاقی معیار مزید بہتر ہو گا۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

اَخلاقی تربیت کے چند نکات:

بچے کی اَخلاقی تربیت کے لیے مزید درج ذیل مدنی پھول بھی پیش کیجئے:

❁ بیٹا اپنا یہ ذہن بنایئے کہ مجھے کبھی بھی جھوٹ نہیں بولنا۔ ❁ اپنے والدین کے کہے ہوئے ہر جائز کام کو فوراً کرنا ہے۔ ❁ پانچوں نمازیں باجماعت مسجد میں ادا کرنی ہیں۔ (بالغ ہونے کی صورت میں) ❁ گھر جاکر روزانہ اپنے امّی ابّو کے ہاتھ بھی چُومنے ہیں۔ ❁ گھر میں بھی عمامہ شریف سر پر سجانا ہے۔ ❁ روزانہ کم از کم 313 بار درودِ پاک پڑھنا ہے۔ ❁ راستے میں آتے جاتے سب کو سلام کرنا ہے۔ ❁ گھر میں سبق، سبقی، منزل کے لیے کم از کم ایک گھنٹہ پڑھنا ہے۔ اِن مدنی پھولوں کو بیان کرنے کے بعد اِن پر عمل کرنے کا ذہن دیجئے۔ (اگر بچہ اردو پڑھنا جانتا ہو تو) بچوں سے متعلق مکتبۃ المدینہ کا پاکٹ سائز کوئی ایک عدد رسالہ اس نئے بچے کو تحفے میں دے دیجئے اور کل تک مکمل رسالہ پڑھنے کا ہدف بھی دے دیجئے۔ بعد ازاں اسے سبق وغیرہ دے کر اس کی مخصوص جگہ پر بٹھا دیجئے۔

تجربہ یہی ہے کہ بچے کو ابتدائی دنوں میں، بالخصوص پہلے دن جو باتیں بتائی جاتی ہیں یا جن باتوں کو وہ دیکھتا ہے انہیں گھر جاکر نہ صرف بیان کرتا ہے بلکہ ان باتوں پر عمل کی کوشش بھی کرتا ہے۔ اس طرح والدین یا سرپرست پر بھی بہت اچھا اثر پڑتا ہے اور بعض اوقات والد یا سرپرست آکر بچوں کی بہاریں بھی بتاتے ہیں کہ ہمارا بچہ گھر میں ہمارے ہاتھ چومتا ہے، اِس نے نماز بھی شروع کر دی ہے، آپ جناب سے بات کرتا ہے، بڑی تمیز والا ہو گیا ہے، اِس کے اَخلاق بھی بڑے اچھے ہو گئے ہیں، اِس میں بڑی تبدیلی آگئی ہے۔

ایک ساتھ چند نئے بچوں کے لیے ہدایات:

بعض مدارس المدینہ میں داخلہ زیادہ ہوتا ہے اور داخلے کے دنوں میں ایک دن میں ہی کافی بچے آجاتے ہیں تو ایسا بھی کیا جا سکتا ہے کہ جتنے بھی نئے بچے آئے ہوں ان سب

کو ایک ساتھ بٹھا کر ہر ایک سے تعارف لے لیا جائے اور پھر ایک ساتھ اَخلاقی تربیت کے نکات پیش کرنے کے بعد انہیں عمل کی ترغیب دلائی جائے، نیز چند دنوں تک اِن تمام نئے بچوں کی کارکردگی بھی لی جائے کہ کس بچے نے کتنے مدنی پھولوں پر عمل کیا؟ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ بعض بچے ایک بالکل نیا کام ہونے کی وجہ سے اپنے امّی، ابّو کے ہاتھ چومنے میں شرمائیں اور پہلے دن یہ کام نہ کر کے آئیں۔ لٰہذا ہر ہر بچے سے ابتدائی چند دنوں تک مندرجہ بالا اَخلاقیات کے مدنی پھولوں سے متعلق کارکردگی لینا ضروری ہے۔

شعبہ حفظ میں بچے کا پہلا دن:

بعض بچوں کے ذہن میں یہ بات ہوتی ہے کہ ناظرہ پڑھنا تو قدرے آسان ہوتا ہے لیکن حفظ کرنا بڑا مشکل ہے جس کی وجہ سے شعبہ حفظ میں آتے وقت بچے گھبرائے ہوئے ہوتے ہیں۔ سبق زبانی یاد کیسے کرنا ہے؟ بچوں کو اِس حوالے سے بھی کوئی خاص معلومات نہیں ہوتیں جس کی وجہ سے بسا اوقات بچے حفظ کی کلاس میں آکر تھوڑے عرصے میں ہی دلبرداشتہ ہو جاتے ہیں اور اُن کے ذہن میں یہ بات بیٹھ جاتی ہے کہ حفظ کرنا بڑا مشکل ہے۔ بعض بچے تو پہلا پارہ حفظ کرتے ہوئے مدرستہ المدینہ چھوڑ کر چلے جاتے ہیں اور عُذر یہ بیان کرتے ہیں کہ میں حفظ نہیں کر سکتا مجھے سبق یاد ہی نہیں ہوتا وغیرہ۔ لہٰذا مدرسین کو اِس بات پر خاص توجہ دینی چاہیے کہ شعبہ حفظ میں جو بھی نئے بچے آتے ہیں انہیں ایسا ماحول فراہم کیا جائے، اُن کے ساتھ ایسا مشفقانہ رویہ اختیار کیا جائے، ابتدائی دنوں میں ان کو سبق یاد کروانے میں ایسی معاونت کی جائے کہ بچے کے ذہن میں یہ بات بیٹھ جائے کہ **"حفظ کرنا تو بہت آسان ہے۔"**

نئے بچے کا اچھے طریقے سے تعارف لیں اور کلاس میں تعارف کروائیں، اُس کی خوب حوصلہ افزائی کریں، ہو سکے تو اس کی ناظرہ کی اچھی کارکردگی کو بیان کریں، حفظ میں اس کی کارکردگی اور جذبہ بڑھانے کیلئے پہلے سے موجود طالب علموں کی اچھی کارکردگی بھی بیان کی جا سکتی ہے، بعض مدرسین بچے سے اِس انداز سے بھی گفتگو کرتے ہیں کہ **"آپ کے آنے سے چند دن پہلے فلاں بچہ آیا ہے اس نے تیسواں پارہ ایک ہفتے میں یاد کر کے سنایا ہے اور فلاں بچے نے 3 دن میں 30واں پارہ یاد کر کے سنایا ہے۔ آپ 30واں پارہ کتنے دن میں یاد کر کے سنائیں گے؟ امید ہے کہ آپ اُن کا بھی ریکارڈ توڑ دیں گے اور جلد از جلد 30واں پارہ یاد کر کے سنائیں گے۔ آپ جتنا چاہیں سبق یاد کریں آپ کو اختیار ہے آپ یاد کر کے سنا سکتے ہیں۔"** اس کے بعد بچے کو سبق یاد کرنے کا طریقہ بتاتے ہیں اور کلاس کے ذہین و اچھی کارکردگی والے بچوں میں سے کسی بچے کے ساتھ بٹھا دیتے تھے۔ اس کا فائدہ یہ ہوتا کہ نیا آنے والا بچہ خوب جوش و جذبے کے ساتھ زیادہ سے زیادہ سبق یاد کر کے آتا ہے۔ عام طور پر 30ویں پارے کی آخری 10 سورتیں اور دیگر کچھ سورتیں بچہ ناظرہ کی کلاس میں ہی یاد کر لیتا ہے اور مزید حفظ کی کلاس میں شروع کے چند دن بھرپور کوشش کرتا ہے اور یوں 3 دن میں یا ایک ہفتے میں تو تقریباً نیا بچہ 30واں پارہ حفظ کر لیتا ہے۔ مزید اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ شروع ہی میں بچے کی صلاحیّتوں کا اندازہ بھی ہو جاتا ہے۔ اب اگر ادائیگی میں کمزوری کا اندیشہ ہوتا ہو تو قاری صاحب 29ویں پارے سے بچے کی 26 لائنیں، 20 لائنیں یا 16 لائنیں مقرر کر دیتے ہیں۔

اور اس کے برعکس وہ نئے بچے جن کے ساتھ یہ انداز اختیار نہیں کیا جاتا وہ ذہنی طور پر کمزور ہو جاتے ہیں اور ان کے اندر خود اعتمادی کی بڑی کمی پیدا ہو جاتی ہے، ایسے بچوں کا

سبق 6۔8۔10 لائنوں سے آگے بڑھ نہیں پاتا اور یہ سلسلہ بھی 8 تا 10 پاروں تک رہتا ہے جس کا سب سے بڑا نقصان یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یا تو وہ بچے بہت دیر سے حفظ کرتے ہیں یا پھر بد ظن ہو کر مدرسہ ہی چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ لہٰذا تمام مدرسین کو چاہیے کہ نئے بچوں اور اُن کے ابتدائی ایام پر خصوصی توجہ دیں تاکہ بچے جلد از جلد آگے بڑھیں اور کلاس میں اُن کا دل بھی لگا رہے اور وہ اچھے طریقے سے حفظ مکمل کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔

بچوں کو سبق دینے کا طریقہ:

پیارے پیارے مدرسین اسلامی بھائیو! شعبہ حفظ ہو یا ناظرہ، سبق کی اِس میں بہت زیادہ اہمیت ہے۔ سبق پر ہی مکمل حفظ و ناظرہ کا انحصار ہے لہٰذا بچے کو سبق جتنا اچھا یاد ہو گا اور مدرّسین جتنے اچھے طریقے سے سبق دینے اور سننے پر توجہ دیں گے تعلیمی معیار میں اُتنا ہی نکھار آتا چلا جائے گا کیوں کہ یہی سبق، سبقی اور پھر یہی سبقی منزل بنتی ہے۔ بچوں کو سبق دینے کے حوالے سے درج ذیل ہدایات کو پیشِ نظر رکھیے:

❁ سبق دینے کے لیے ایک وقت مخصوص کر لیجئے اور اس وقت پر بچوں کو سبق دینا شروع کر دیجئے اور جو بچے خود سے سبق یاد کر کے آتے ہیں اُن سے بھی معلومات لے لیجئے کہ کون سا بچہ کل کتنا سبق سنائے گا؟

❁ کلاس میں کچھ بچے ایسے بھی ہوتے ہیں جنہیں قرآنِ پاک دیکھ کر پڑھنے میں بھی مشکل پیش آتی ہے، مدرس کو چاہیے کہ ایسے بچوں کا ناظرہ سبق کلاس میں چھٹی سے پہلے پہلے خود سن لیں تاکہ کل سبق میں لفظی غلطی ہونے کی وجہ سے سبق کمزوری کا شکار نہ ہو۔

❁ جو بچے عموماً ناظرہ درست طریقے سے پڑھ لیتے ہیں وہ بھی اپنا کل کا سبق اپنے

سے زیادہ پاروں والے بچے کو ناظرہ سنا کر جائیں۔

❁ قاری صاحب اس کا اہتمام فرمائیں کہ کون سا بچہ اپنا ناظرہ سبق کس بچے کو سنائے گا؟ اس کا باقاعدہ جدول بنائیں تاکہ مکمل کلاس کے بچے کم از کم ایک بار کُل سُنایا جانے والا سبق ناظرہ پڑھ لیں اور جو اَغلاط ہوں درست کرلیں کیونکہ قرآنِ پاک میں بعض آیات پڑھنے میں مشکل بھی ہوتی ہے، اِن کو ناظرہ پڑھنے کی باقاعدہ مشق نہ کی جائے تو یہ آیات زبان پر جلدی نہیں چڑھتیں لہٰذا اِن کی مشق ضروری ہے۔

سبق یاد کرنے کے چند طریقے

مدرسین کو چاہیے کہ سبق یاد کرنے کے حوالے سے بچوں کا درج ذیل ہدایات پر عمل کا ذہن بنائیں:

❁ بیٹھنے سے پہلے تازہ وضو کرلیجئے کہ اِس سے طبیعت بالکل فریش ہوجائے گی اور سبق یاد کرنے میں بڑی آسانی ہوگی اور ویسے بھی قرآنِ پاک کو بلا وضو چھونا منع ہے۔

❁ دورانِ سبق وضو ٹوٹ جائے تو فوراً نیا وضو کرلیجئے۔

❁ سبق شروع کرنے سے قبل یوں اچھی نیتیں کرلیجئے: ❖ سبق یاد کرنے سے قبل ربّ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کروں گا۔ ❖ اللہ پاک کی رضا کے لیے سبق یاد کروں گا۔ ❖ تلاوت کی سعادت حاصل کروں گا۔ ❖ سبق اچھی طرح یاد کروں گا۔ ❖ سبق پکا یاد کر کے ہی اٹھوں گا۔ ❖ سبق سنا کر اپنے والدین اور استاد صاحب کا دِل خوش کروں گا۔ ❖ سبق یاد ہونے پر رب تعالیٰ کا شکر ادا کروں گا۔ وغیرہ

❁ سبق شروع کرنے سے پہلے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں یوں دعا کیجئے: ”اے اللہ

پاک! میں اپنا سبق یاد کرنے لگا ہوں، تُو سبق یاد کرنے میں میری مدد فرما اور مجھے جلد از جلد پکا سبق یاد کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین"

۞ مکمل سبق کو پہلے چند بار دیکھ کر اچھی طرح پڑھ لیجئے تاکہ وہ زبان پر رواں ہو جائے اور یاد کرنے میں آسانی ہو۔

۞ سبق بلند آواز سے پڑھیے کہ اس طرح سبق جلدی ذہن میں بیٹھ جاتا ہے اور یاد کرنے میں بہت آسانی ہوتی ہے۔

۞ سبق یاد کرنے میں جلد بازی سے کام نہ لیجئے بلکہ سکون واطمینان سے یاد کیجئے کہ اس طرح سبق کے الفاظ ذہن میں بیٹھ جاتے ہیں اور سبق جلدی یاد ہو جاتا ہے۔

۞ اگر بیٹھے بیٹھے تھک جائیں تو کچھ دیر کے لیے کھڑے ہو جائیے۔

۞ سبق یاد ہو جانا ربّ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے اور نعمت کا شکر ادا کرنے سے نعمت میں زیادتی ہوتی ہے، اسی لیے جب سبق پکا یاد ہو جائے تو اُٹھنے سے پہلے ربّ تعالیٰ کا یوں شکر ادا کیجئے کہ "اے اللہ پاک! تیرا شکر ہے کہ تُو نے مجھے اپنا سبق یاد کرنے کی توفیق عطا فرمائی، آئندہ بھی اِسی طرح سبق یاد کرنے کی توفیق عطا فرمانا۔ آمین"

یاد کرنے کے اِعتبار سے بہتر ذہن والا بچہ:

۞ اگر آیات چھوٹی ہیں تو یاد کرنے کے اعتبار سے بہتر ذہن والا بچہ 2 یا 3 آیات کم از کم 5 بار پہلے دیکھ کر پڑھے پھر قرآنِ پاک بند کرکے پڑھے۔

۞ جب یہ آیات یاد ہو جائیں تو مزید 1۔2 یا 3 آیات دیکھ کر یاد کرے جب یہ بھی یاد ہو جائیں تو یاد کی گئی پچھلی آیات کے ساتھ ملا کر پڑھتا جائے۔

۞ اِسی طرح اگر آیت بڑی ہے مثلاً ایک یا ڈیڑھ لائن پر مشتمل ہے تو پھر بچہ ایک ایک آیت یاد کرتا جائے، آدھی آیت بھی یاد کر سکتا ہے۔یوں 12یا 16 لائنیں یا بچے کا جتنا بھی سبق ہو یاد کر سکتا ہے۔ بہتر ذہن والے بچوں کے لیے اس طرح سے سبق یاد کرنے میں آسانی ہے۔

۞ جب سبق یاد ہو جائے تو مکمل سبق 12یا 16یا جتنی بھی لائنیں مقرر ہوں گھر میں سے کسی کو ایک بار سُنا لیں اور اگر سُننے والا کوئی نہ ہو تو قرآنِ پاک بند کر کے سُنانے کے انداز میں ایک بار خود ہی پڑھ لیں۔

۞ مزید اپنے سبق کو چیک کرنے کے لیے کہ پکا یاد ہوا ہے یا نہیں اس طرح بھی کیا جا سکتا ہے کہ اگر مغرب کے بعد سبق یاد کر لیا تو عشاء کے بعد ایک بار پھر زبانی پڑھے۔ اگر دُرست پڑھنے میں کامیاب ہو جائے تو سمجھ لے کہ سبق پکا یاد ہو چکا ہے۔اِسی طرح صبح مدرسہ آنے سے پہلے بھی ایک بار زبانی سبق پڑھ لے اگر یاد ہے تو امید ہے کہ سبق پکا یاد ہو چکا ہے۔یوں ہی مدرسہ میں آنے کے بعد ایک بار پھر سبق زبانی پڑھ لے اب یقیناً سبق میں کوئی کمزوری باقی نہیں رہے گی۔

ممتاز ذہن والا بچہ:

۞ سبق یاد کرنے کے اعتبار سے ممتاز ذہن والا بچہ تو 3، 2 بلکہ 4 لائنیں بھی 5 مرتبہ دیکھ کر پڑھ لے اور پھر 5 مرتبہ قرآنِ پاک بند کر کے زبانی پڑھ لے تو اس کو یاد ہو جائیں گی۔

۞ پھر پچھلی یاد کی گئی لائنیں ساتھ ملاتا جائے اور آگے یاد کرتا چلا جائے۔

۞ ممتاز بچہ بھی اوپر دیے گئے طریقے کے مطابق یاد کیے گئے سبق کو مختلف اوقات

میں دُہرا کر یا کسی کو سنا کر سبق کے پکا ہونے کا یقین کر لے۔

کمزور ذہن والا بچہ:

✿ سبق یاد کرنے کے اعتبار سے کمزور ذہن والا بچہ بہتر ذہن والے بچوں کے طریقہ کے مطابق سبق یاد کرے تو اس کو بھی سبق یاد ہو جائے گا۔

✿ کمزور ذہن والے بچے کو 5 بار پڑھنے سے اچھی طرح یاد نہیں ہو گا بلکہ ایک آیت کو 10، 12 یا 15 بار پڑھے گا تو یاد ہو گا۔

✿ باقی طریقہ وہی ہے کہ پہلے دیکھ کر اور پھر قرآنِ پاک بند کر کے زبانی پڑھے۔

✿ بعض اوقات محنت کرنے سے کمزور ذہن والا بچہ بھی بہت اچھی کارکردگی دکھا دیتا ہے۔ مدارس المدینہ میں ماضی کے اس طرح کے کئی واقعات ہیں کہ قاری صاحبان کی خصوصی شفقتوں سے کئی ایسے بچے جو ذہنی طور پر کمزور تھے انہوں نے مسلسل محنت اور کوشش کی تو وہ بہت اچھے انداز سے قرآنِ پاک حفظ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

✿ قرآنِ پاک میں بعض آیات بہت آسان ہوتی ہیں اور ایک یا دو کلِمات کے فرق کے ساتھ وہی آیات بار بار آ رہی ہوتی ہیں یا ایک ہی آیت کا تکرار ہوتا رہتا ہے۔ اِس طرح کی آیات تو کمزور، بہتر، ممتاز سب بچے ایک یا دو بار پڑھنے سے یاد کر لیتے ہیں۔

کمزور بچوں پر خصوصی توجہ دیجئے:

پیارے پیارے مدرسین اسلامی بھائیو! کارکردگی خراب ہونے کے خوف سے کمزور ذہن والے بچوں کو بوجھ سمجھ کر نظر انداز کرنے کی بجائے ان پر خصوصی توجہ دیجئے، بلکہ انہیں ممتاز کیفیت پر لانے کو اپنے لیے چیلنج سمجھئے کہ مجھے اِن بچوں کو ممتاز کیفیت پر ضرور

لانا ہے، کیونکہ ممتاز یا بہتر بچوں کو تو ہر مدرس ہی پڑھا سکتا ہے اور پڑھانے کی خواہش رکھتا ہے لیکن ماہر مدرس وہ ہو گا جو کمزور بچوں پر محنت و کوشش کر کے انہیں ممتاز لانے میں کامیاب ہو جائے۔ اس کے لیے درج ذیل ہدایات پر عمل کیجئے:

❁ اس بات کا عزم کر لیجئے کہ مجھے اپنی کلاس کے کمزور بچے کو ہر صورت میں ممتاز کیفیت پر لانا ہے کہ جب تک آپ کسی کام کو کرنے کا پختہ اِرادہ نہیں کریں گے اُس وقت تک اُس کام کو کرنا بہت مشکل ہے۔

❁ رب تعالیٰ کی بارگاہ میں کمزور بچوں کے لیے بالخصوص دعا کیجئے کہ دعا مؤمن کا ہتھیار ہے، یوں دعا کیجئے: اے ربِّ کریم! میری کلاس کے کمزور بچوں کو ذہین بنادے، اُن کی کمزوریوں کو دور فرمادے، اُنہیں جلدی سبق یاد ہو جائے، اُن کی سبقی اور منزل بھی پکی ہو جائے، مجھے اور میرے اِن تمام طلبا کو فیضانِ قرآن سے منور فرمادے۔ آمین

❁ بچے کی کمزوری کے اَسباب پر غور کیجئے کہ کیا وجہ ہے کہ بچہ سبق یاد کرنے، سبق سنانے یا دیگر معاملات میں کمزوری کا شکار ہے؟ پھر اُس کمزوری کو دور کرنے کی بھرپور کوشش کیجئے۔

❁ بچے کی کمزوری پرکھنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ کمزور بچے کے دوستوں، والدین یا اس کے بھائیوں وغیرہ سے اس کی غیر موجودگی میں تاثرات لیجئے اور پھر اُن کی روشنی میں اُس کی کمزوری کو جاننے کی کوشش کیجئے۔ مثلاً ایک بچہ کلاس میں نہایت ہلکی آواز میں سبق سناتا ہے، سہما سہما رہتا ہے، جب اس کے والدین یا دوستوں سے معلوم کیا تو پتا چلا کہ وہ بالکل درست اور اُونچی آواز میں بلاخوف بات کرتا ہے۔ اِس سے اندازہ لگایا جا

سکتا ہے کہ اُس بچے کو فقط کلاس میں ہی مسئلہ ہے باہر کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ بچوں کی پڑھائی میں کمزوری کے چند عمومی اَسباب اور اُن کا حل پیشِ خدمت ہے:

(1) اُستاد یا طلبا کا ڈر: بعض بچے استاد کی شخصیت یا بعض بچوں کے رویوں کی وجہ سے پہلے دن سے ہی خوف زدہ ہو جاتے ہیں اور اُن کا یہ خوف اگر دور نہ کیا جائے تو وہ ان کے دل میں قرار پکڑ لیتا ہے اور بالآخر بچہ کمزور ہو جاتا ہے اور اس کے دیگر نقصانات بھی ظاہر ہوتے ہیں، اس کا حل یہ ہے کہ ایسے بچے کے دل سے خوف کو دور کیا جائے، مدرس اس بچے پر خصوصی شفقت کرے، اسے اپنے قریب بٹھائے اور اُس سے مسکرا کر بات کرے، اگر کسی بچے کو ڈانٹ ڈپٹ بھی کرنی ہو تو اس بچے کے سامنے نہ ڈانٹے کہ وہ تو پہلے ہی خوفزدہ ہے، اِس سے مزید خوفزدہ ہو جائے گا، اسی طرح کلاس کے بچوں کو بھی اس بات کی تاکید کرے کہ اس بچے کے ساتھ کوئی غصے سے بات نہ کرے اور نہ ہی لڑائی وغیرہ کرے۔ یہ وجہ عموماً ایسے بچوں میں پائی جاتی ہے جو عمر میں سب سے چھوٹے ہوں، اُمید ہے کہ اِن اقدامات سے اس بچے کا خوف دور ہو جائے گا۔

(2) والدین کا ڈر: اگر کسی بچے کے گھر کا ماحول ہی ایسا ہے کہ وہاں ڈانٹ ڈپٹ یا مار پیٹ کی جاتی ہے اور وہ بچہ گھر کے ماحول سے ہی خوفزدہ ہے تو ایسی صورت میں اس کے والد یا سرپرست کو بلا کر اچھے طریقے سے مدنی تربیت کی جائے، اُنہیں اِس بات کا ذہن دیا جائے کہ ”قرآنِ پاک کی تعلیم بڑی لطافت والی ہوتی ہے، اس میں ذوق و شوق بہت ضروری ہے اور ڈانٹ ڈپٹ کرنا بچے کے ذوق کو بُری طرح متاثر کرتا ہے، تھوڑا سا بھی ذہنی انتشار بچے پر بہت بُرا اثر ڈالتا ہے، برائے کرم آپ نہ صرف اس بچے پر بلکہ اپنے تمام

بچوں پر شفقت فرمایا کریں، بلاوجہ انہیں ڈانٹنے سے پرہیز کریں۔'' والد یا سرپرست کو ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت اور قافلوں میں سفر کا ذہن دیں۔

(3)والدین کی عدم توجہ: بعض لوگ بچے کا مدرسے میں داخلہ کروا کر بے فکر ہو جاتے ہیں، گھر میں اُن پر توجہ نہیں دیتے، لاپرواہی کرتے ہیں جس کی وجہ سے بچہ کمزور ہو جاتا ہے، ایسی صورت میں بھی والد یا سرپرست کو بلا کر اس کی مدنی تربیت کی جائے، بچے پر توجہ نہ دینے کی وجوہات معلوم کی جائیں، انہیں بچے کیلئے وقت نکالنے کی نہ صرف ترغیب دلائی جائے بلکہ انہیں طریقے بھی بتائے جائیں کہ آپ اپنے بچے کے لیے اِس اِس طرح ایک مخصوص وقت نکال سکتے ہیں۔

(4)خوداعتمادی کی کمی: بعض بچے استاد کی ڈانٹ ڈپٹ یا دیگر بچوں کی متاثر کن کارکردگی کی وجہ سے خود اعتمادی کی کمی کا شکار ہو جاتے ہیں جو اُن کی کارکردگی پر اثر انداز ہو کر انہیں کمزور کر دیتی ہے، ایسے بچوں کو بالخصوص سب کے سامنے ڈانٹنے سے قطعی طور پر گریز کریں، ایسے بچے کی سبق یاد کرنے میں خود مدد کریں اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر اس کی حوصلہ افزائی کریں، کلاس کے دیگر بچوں کے سامنے بالخصوص اس کی کارکردگی بیان کریں، اس کے والد یا سرپرست کو بلا کر اُن کے سامنے اس کی حوصلہ افزائی کریں، اس کے قریب بیٹھنے والے بچوں کے سامنے اس کی دل جوئی کریں، پوری کلاس کے سامنے اس کی تلاوت کروائیں، نعت پڑھائیں یا بیان وغیرہ کروائیں اور پھر اس کی حوصلہ افزائی کریں، اس سے امید ہے کہ اس کی خود اعتمادی میں اضافہ ہوگا اور اُس کی کارکردگی بہتر ہوگی۔

(5)کلاس میں دل کا نہ لگنا: بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب نیا بچہ کلاس میں آتا

ہے تو اس کا کوئی دوست نہیں بنتا جس سے وہ کلاس میں تنہائی کا شکار ہو جاتا ہے اور یہ تنہائی اس کی کارکردگی پر اثر انداز ہوتی ہے، اگرچہ ایسے بچے بہت کم ہوتے ہیں کیونکہ بچے بہت جلد ہی ایک دوسرے سے مانوس ہو جاتے ہیں اور دوست بنا لیتے ہیں لیکن بعض بچوں کی شخصیت ایسی ہوتی ہے کہ ان سے دیگر بچے جلدی مانوس نہیں ہوتے، ایسی صورت میں مدرس کو چاہیے کہ وہ نئے بچے کے کلاس میں آتے ہی کلاس میں اچھی کارکردگی والے بچے کو اس کا رفیق بنا دے تاکہ ابتدا ہی سے بچہ احساسِ کمتری کا شکار نہ ہو۔

(6) ماحول سے اُنسیت نہ ہونا: ویسے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ہمارا مدنی ماحول ایسا ہے کہ چھوٹا ہو یا بڑا ہر شخص بہت جلد ہی مانوس ہو جاتا ہے اور مدنی رنگ میں رنگ جاتا ہے، لیکن بعض تھوڑی سی بڑی عمر کے نئے بچے اس ماحول کو بہت جلدی قبول نہیں کرتے اور مدنی لباس، عمامہ شریف وغیرہ پہننے میں جھجک محسوس کرتے ہیں، ایسے بچوں پر سختی کرنے کی بجائے نہایت ہی نرمی کے ساتھ پیش آنا چاہیے اور انہیں آہستہ آہستہ ان چیزوں سے مانوس کرنا چاہیے، ایسے بچوں کی تعداد کم ہوتی ہے۔

(7) پڑھائی کا ذہن نہ ہونا: بعض بچوں پر والدین بچپن سے توجہ نہیں دیتے جس کی وجہ سے وہ ایسی عادتوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں جو پڑھائی سے دل اُچاٹ کر دیتی ہیں، مثلاً بُری صحبت کا ہونا، آوارہ گردی کرنا، گیم کھیلنے کی عادت پڑ جانا وغیرہ۔ اِن میں بعض بچے ایسے بھی ہوتے ہیں جو پہلے بھی کسی مدرسے میں پڑھتے رہے ہیں لیکن اسی وجہ سے انہیں وہاں سے نکال دیا گیا اور اب وہ مدرسۃ المدینہ میں آ گئے ہیں۔ ایسے بچوں کی مدنی تربیت کرنے اور کمزور کارکردگی کو بہتر یا ممتاز بنانے کے لیے چند ہدایات پیش خدمت ہیں:

(۱) یہ ذہن بنالیجئے کہ مجھے اِس بچے کو ضرور حافظِ قرآن بنانا ہے اور اب یہ بچہ میری کلاس سے ہی پکا حافظِ قرآن بن کر نکلے گا کیونکہ ایسے بچوں کے بارے میں بعض مدرسین بھی یہی ذہن بنالیتے ہیں کہ اِس کا تو پڑھنے کا ذہن ہی نہیں ہے لہٰذا اِس پر محنت کرنا فضول ہے، پھر اسے نظر انداز کرتے رہتے ہیں اور بالآخر وہ بچہ مدرسہ چھوڑ کر چلا جاتا ہے، ہو سکتا ہے وہ پہلے جس مدرسے میں پڑھتا رہا ہے وہاں کے مدرسین کا بھی اِس بچے کے بارے میں یہی ذہن ہو اور اِسی وجہ سے اُس نے وہ مدرسہ بھی چھوڑ دیا ہو۔

(۲) کچھ دیر کے لیے سوچئے کہ اگر بالفرض اس بچے کا حقیقتاً نہ پڑھنے ہی کا ذہن ہے تو کیا اس کا یہ ذہن پیدائشی بنا ہوا تھا یا بعد میں بنا؟ یقیناً بعد میں بنا، تو جب نہ پڑھنے کا ذہن بن سکتا ہے تو پڑھنے کا بھی ذہن بن سکتا ہے، بس آپ کو کوشش کرنی ہے۔

(۳) اس بچے کو اپنا بچہ سمجھیے کہ اگر یہ آپ کا بیٹا ہوتا اور اس کی یہ کیفیت ہوتی تو آپ اس پر کتنی محنت کرتے؟ اس کے ذہن کو کیسے تبدیل کرتے؟ ایسے کیا اقدامات کرتے کہ وہ حافظِ قرآن بن جاتا؟ بس اسی ذہن سے اس بچے کی تربیت کیجئے۔

(۴) مدرس کو چاہیے کہ ایسے بچوں کی پڑھائی میں عدم توجہ کو باریک بینی سے پرکھے اور اُن تمام اسباب کو دور کرنے کی کوشش کرتا رہے جو اِس عدمِ توجہ کا باعث بن رہے ہیں، مثلاً اگر اس بچے کو فضول گھومنے پھرنے کی عادت ہے تو اسے پانچوں نمازیں مسجد کی پہلی صف میں پابندی کے ساتھ پڑھنے کا ذہن دے اور اس حوالے سے والد یا سرپرست سے رابطہ کر کے بچے کی اصلاح کی کوشش کرے۔ اگر بچہ فضول گیم وغیرہ کھیلنے کا عادی ہے تو اسے مدنی چینل دیکھنے کی یوں ترغیب دلائے کہ آج آپ نے مدنی مذاکرہ دیکھنا ہے

اور اس میں جو سوالات وجوابات ہوں گے انہیں لکھ کر لانا ہے، یا نگرانِ شوریٰ کا بیان دیکھنا ہے اور اس بیان میں سے کم از کم 12 باتیں لکھ کر لانی ہیں۔ وغیرہ وغیرہ، یعنی اُسے ایسی مصروفیت دیں کہ جس سے وہ فضول مصروفیت سے بالکل کٹ جائے یا دُور ہوتا جائے۔

(۵) ایسا بچہ اگر جز وقتی میں ہو تو ان کے سرپرست سے رابطہ کر کے کل وقتی میں داخلہ دلوادیں بلکہ ممکن ہو تو رہائشی مدرسۃ المدینہ میں داخلہ کروادیں کہ ایسے بچے کا جتنا زیادہ وقت مدرسے میں گزرے گا اتنا ہی اُس کے لیے بہتر ہے۔

(۶) ایسے بچے کا رفیق مدرسے کے اُن بچوں کو بنانا چاہیے جو کارکردگی میں ممتاز ہوں ہوں تاکہ یہ بچہ اُن کی صحبت کے اثر کو قبول کرے اور اس کی کارکردگی بھی ممتاز ہو جائے۔

(۷) ایسے بچے پر اِس حوالے سے خصوصی نظر رکھنی چاہیے کہ کہیں دیگر بچے بھی اُس کی صحبت کا اثر قبول نہ کرلیں اور وہ بھی کارکردگی میں کمزور نہ ہوجائیں، چھوٹے یا کچے ذہن کے بچوں کو ایسے بچوں سے دُور رکھنا ہی بہتر ہے۔

(۸) ایسے بچوں کو مدرس کا اپنے ڈیسک کے قریب بٹھانا اور اُن پر ہر وقت نظر رکھنا بہت مفید ہے۔

(۹) مدرس کو چاہیے کہ ایسے بچے سے وقتاً فوقتاً گفتگو کرتا رہے اور باتوں ہی باتوں میں اُس کی ذہن سازی بھی کرتا رہے۔

(۱۰) ایسے بچوں کو سبق مدرسے میں ہی یاد کروانا زیادہ بہتر ہے کہ گھر میں اُن کو سبق

یاد کرنے کا ماحول میسر نہیں ہو گا، اسی طرح سبقی اور منزل پر بھی مدرسے میں ہی خصوصی توجہ دی جائے۔

(۱۱) عموماً ایسے بچوں کو ڈانٹ ڈپٹ کرنا یا سزا دینا بہت نقصان دہ ثابت ہوتا ہے لہٰذا اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔

(۱۲) ایسے بچے عموماً بہت ذہین ہوتے ہیں بس ان پر توجہ کی ضرورت ہوتی ہے اور بسااوقات یہ بچے آگے چل کر بڑی ترقی کرتے ہیں، دنیا کی دو بڑی اور مشہور کمپنیوں کے مالک دورِ طالب علمی میں اپنے کلاس میں نالائق سٹوڈنٹ شمار کیے جاتے تھے، استاد سے ڈانٹ کھانا ان کی روٹین میں شامل تھا، ان کے بارے میں یہی تاثر تھا کہ ان کا پڑھنے کا ذہن ہی نہیں ہے اور بالآخر انہوں نے سکول چھوڑ دیا لیکن بعد میں دنیا نے دیکھا کہ انہی نالائق بچوں نے ٹیکنالوجی کی دنیا میں انقلاب برپا کیا اور دو ایسی کمپنیاں بنائیں جو امیر ترین کمپنیاں ثابت ہوئیں۔ الغرض نالائق بچوں پر توجہ دی جائے تو وہی نالائق بچے بسااوقات بڑے بڑے لائق اور ذہین بچوں سے بھی سبقت و برتری حاصل کر لیتے ہیں۔

سبق سننے کے چند طریقے:

پیارے پیارے مدرسین اسلامی بھائیو! ناظرہ و حفظِ قرآن کی بنیاد سبق ہے، اگر بچوں کو سبق اچھی طرح یاد ہو گا تو ہی ان کی سبقی مضبوط ہو گی اور جب سبقی مضبوط ہو گی تو یقیناً منزل بھی مضبوط ہو گی، کیونکہ روز کے سبق مل کر سبقی بنتی ہے اور پھر یہی سبقی بعد میں منزل بن جاتی ہے۔ سبق کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے سبق سننے میں بہت زیادہ توجہ کی حاجت ہوتی ہے، مدرسین اسلامی بھائی بچوں کا سبق سننے کے حوالے سے درج ذیل ہدایات کو

پیشِ نظر رکھیں:

(1) سبق نِشاط یعنی چُستی کی حالت میں سنیں، سُستی کے ساتھ اُونگھتے ہوئے بچوں کا سبق سننے سے غلطیاں رہ جانے کا اندیشہ ہے جو سخت نقصان کا باعث ہے، سُستی یا اُونگھ سے بچنے کے لیے کم کھانے کے ساتھ ساتھ رات کو جلدی سونے کی بھی عادت بنائیں تاکہ نیند پوری ہو جائے اور صبح نِشاط یعنی چُستی برقرار رہے۔

(2) قاری صاحب ہر بچے کا سبق خود ہی سنیں، کلاس کے کسی بچے سے یہ کام ہر گز نہ لیں۔ (حفظ کی کلاس میں 3 حلقے ہوتے ہیں ایک حلقے کی سبقی منزل مدرس خود سنیں اور بقیہ 2 حلقوں کا آپس میں دور لگوائیں۔)

(3) کلاس شروع ہوتے ہی فوراً سبق سننا شروع کر دیں، پہلے اُن بچوں کا سبق سنیں جن کو اچھی طرح یاد ہو تاکہ اِس دوران اُن بچوں کو سبق دہرانے کا موقع مل جائے جن کو اچھی طرح یاد نہیں، سبق اپنے مقررہ وقت پر ہی سنیں۔

(4) سبق، سبقی یا منزل ہمیشہ قرآنِ پاک سے دیکھ کر سنیں اگرچہ آپ کی منزل بہت پکی ہو کہ قرآنِ پاک کی زیارت کے ساتھ ساتھ دیکھ کر سننے کے دیگر بھی کثیر فوائد ہیں جو زبانی سبق سننے سے حاصل نہیں ہو پاتے۔

تَعَوُّذ اور تَسْمِیَہ کی ادائیگی درست کروائیے:

بچوں کی ایک تعداد ہے جو تَعَوُّذ اور تَسْمِیَہ میں لحنِ جلی کی غلطی کرتے ہیں یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ کے اَعُوْذُ کے ”ع“ کو ہمزہ اور ”ذ“ کو ”زا“ پڑھتے ہیں، اسی طرح مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ کے ”طٰ“ کو ”طاں“ پڑھتے ہیں، ”جِیْم“ کی آواز ناک میں لے

جاتے ہیں اور اسی طرح بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم کے الرَّحْمٰن کے ”م“ کو ”ماں“ پڑھتے ہیں اوراسی طرح ”الرَّحِیْم“ کی ”م“ کی ادائیگی میں ناک میں آواز لے جاتے ہیں۔ تَعَوُّذ اور تَسْمِیَہ کی یہ اَغلاط عمومی طور پر مدنی منوں میں پائی جاتی ہیں لہٰذا تمام مدرسین سے التجاہے کہ سبق سنتے وقت اِن اَغلاط کو درست کروایئے، چند بار مشق کرانے اور بچے کی توجّہ دِلانے سے یہ اَغلاط درست ہو جائیں گی، ورنہ کئی حفاظ کو دیکھا گیاہے کہ مکمل حفظ کرنے کے باوجود تَعَوُّذ اور تَسْمِیَہ کی یہ اَغلاط مسلسل برقرار رہتی ہیں۔

سبق سنانے کی کیفیت:

(5) ممتاز سبق: ایسا بچہ جو لحنِ جلی اور لحنِ خفی کے بغیر سبق سناتا ہے اور سنانے کے دوران اٹکتا بھی نہیں اوراعتماد کے ساتھ اپنی مقررہ لائنیں سنا دیتا ہے تو سنانے کے اعتبار سے اس بچے کی کیفیت ”ممتاز“ ہے۔

(6) بہتر سبق: ایسا بچہ جو اپنی مقرر کردہ لائنیں سنا تو دیتا ہے مثلاً اگر 16 لائنوں میں ایک یادوبار اٹک جاتا ہے اور ایک، دوبار لحنِ خفی کرتا ہے یعنی غنّہ یامد وغیرہ کرنا بھول جاتا ہے تواُس کو غلطی بتادی جائے، سنانے کے اعتبار سے اس بچے کی کیفیّت ”بہتر“ ہے۔

(7) کچّا پکّا سبق: اگر بچہ اپنی مقرر کردہ لائنیں مثلاً 16 لائنیں سنانے میں کامیاب تو ہو جاتا ہے مگر کیفیت یہ ہوتی ہے کہ بار بار اٹکتا ہے اور بار بار پچھلی آیت بتانی پڑتی ہے یہ ”کچا پکا“ سبق ہے، ایسے بچے کو سبق یاد کرنے کے لیے کچھ وقت دیا جائے تاکہ وہ اپنا سبق دوبارہ پختہ یاد کر کے سنائے۔

(8) کچا سبق: ایسا بچہ جو سبق اس طرح سناتا ہے کہ لحنِ جلی اور لحنِ خفی کی کثرت

کرتا ہے مثلاً بار بار حرکت بدلتا ہے، کلمہ بدلتا ہے، حروف کے مَخرج بدلتا ہے، یا غنّہ ومد بار بار چھوڑتا ہے تو یہ سبق کی ''کمزور'' کیفیت ہے ایسے بچے کے سبق پر پنسل سے نشان لگا کر دیے جائیں اور ظہر کے بعد یا چھٹی سے پہلے اَغلاط کی درستی کے ساتھ دوبارہ مکمل سبق سنا جائے۔

(9) واضح رہے کہ کسی بھی بچے کا سبق جب آگے بڑھتا رہتا ہے تو وہ بچہ پابندی سے مدرسۃ المدینہ میں آتا رہتا ہے اور اپنی منزل یعنی ناظرہ یا حفظ کی طرف بڑھتا رہتا ہے لہٰذا کسی صورت بھی سبق کا ناغہ نہیں ہونا چاہیے۔

(10) بچوں کی کیفیت کو دیکھتے ہوئے اُن کی اَغلاط کی درستی کروائی جائے۔ جس بچے کو جتنی محنت کی حاجت ہو اُس پر اتنی ہی توجہ دے کر سبق درست کرواکر آگے سبق دے دیا جائے۔

(11) جن بچوں کی زیادہ اَغلاط ہوتی ہیں اُن کا ایک سے زیادہ بار سبق سنا جائے تاکہ غلطیاں دور ہونے کے ساتھ ساتھ ان کا سبق بھی آگے بڑھ جائے۔

مدرسہ میں ہی سبق یاد کرنے کیلئے وقت دیجئے:

کچھ بچے ایسے بھی ہوتے ہیں جو کافی ترغیب دلانے کے باوجود گھر سے سبق یاد کر کے نہیں آتے ایسے بچوں کے سبق کے کالم میں یہ لکھ دیا جاتا ہے کہ ''سبق نہیں سنایا'' یا ''سبق کا ناغہ'' وغیرہ۔ یہ لکھنے کے بجائے ایسے بچے کو مدرسۃ المدینہ میں ہی سبق یاد کرنے کے لیے وقت دیا جائے اور سبق آگے چلایا جائے ورنہ ایسے بچے دن بدن سبق میں کمزور ہوتے جائیں گے اور یقیناً یہ ان کے لیے سخت نقصان کا باعث ہوگا۔ اس حوالے سے تجربہ

یہی ہے کہ ایسے بچے ذہنی طور پر کمزور نہیں ہوتے بلکہ بسا اوقات گھر پر سبق یاد کرنے کا ذہن نہ ہونے کی وجہ سے، یا والد اور سرپرست کا یہ ذہن ہونا کہ یہ بچہ مدرسۃ المدینہ میں 8 گھنٹے پڑھتا رہتا ہے گھر میں پڑھنے کی کیا ضرورت ہے؟ یا گھر میں دِینی ماحول نہ ہونے کی وجہ سے گھر میں توجہ دینے والا کوئی نہیں ہوتا، لہٰذا بچہ گھر پر سبق یاد کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا، تو ایسے بچوں کو مجبوراً مدرسۃ المدینہ میں ہی سبق یاد کرنے کے لیے وقت دینا ضروری ہے۔ مدارس المدینہ میں مدرسین کی ایک تعداد ہے جو مدرسۃ المدینہ میں ہی بچوں کو اگلے دن کا سبق یاد کرنے کے لیے وقت دیتے ہیں اور بہت اچھی کلاس چلا رہے ہیں ان مدرسین کا یہ کہنا ہے کہ بچے گھروں میں اُس انداز میں سبق یاد نہیں کرپاتے جس انداز میں مدرسۃ المدینہ میں یاد کرسکتے ہیں، کیونکہ مدرسۃ المدینہ میں مدرس کی موجودگی اور کلاس میں تعلیم کا ایک ماحول ہوتا ہے، جبکہ گھروں میں کئی ایسے عوامل ہوتے ہیں جو یکسوئی کے ساتھ سبق یاد کرنے میں رُکاوٹ کا سبب بنتے ہیں، لہٰذا بہتر یہی ہے کہ جو بچے گھر سے سبق یاد کرکے نہیں آتے اُنہیں اُس دن کا سبق، سبقی، منزل سنانے کے بعد اگلے دن کا سبق یاد کرنے کے لیے باقاعدہ وقت دیا جائے تاکہ اگلے دن کا سبق بھی بچے مدرسۃ المدینہ میں ہی یاد کرکے جائیں، پھر بھی اگر سبق میں کوئی کمزوری رہ جائے تو گھر پر یا پھر اگلے دن دعائے مدینہ سے پہلے سبق کی یہ کمزوری دور کروالی جائے، اِس طریقے سے بچے کا سبق بھی چلتا رہے گا اور سبق یاد نہ ہونے کی وجہ سے بچوں کا جو حرج واقع ہوتا ہے وہ بھی نہیں ہوگا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

غلطی بتانے کے چند طریقے:

ہر مدرس کا یہ ہدف ہونا چاہیے کہ ”مجھے اپنی کلاس کے ہر ہر بچے کو سبق کی ممتاز کیفیت میں لانا ہے۔“ اِسی طرح مدرسۃ المدینہ کے ہر ہر ناظم کا بھی یہی ہدف ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اگر سبق ممتاز ہوگا تو سبقی بھی ممتاز ہوگی اور سبقی ممتاز ہوگی تو منزل بھی ممتاز ہوگی لیکن بعض بچوں کا سبق میں غلطی کرنا ایک عمومی بات ہے اور ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ کلاس میں تمام بچے بغیر کسی غلطی کے سبق سنادیں، بچے کو سبق میں غلطی بتانے کے حوالے سے چند ہدایات پیشِ خدمت ہیں:

(1) ایک ماہر مدرس کے اوصاف میں سے یہ بات بھی ہے کہ سبق سناتے ہوئے وہ بچے کو اس طرح غلطی بتائے کہ وہ بچہ جو سبق سنا رہا ہے اسے بھی نہ بھولے اور اپنی غلطی بھی درست کرلے۔

(2) مدرسین کو چاہیے کہ سبق، سبقی، منزل نہایت ہی توجہ سے سنیں اور بچے کی ہر طرح کی غلطی چاہے وہ لحنِ جلی ہو یا لحنِ خفی اُس پر خصوصی نظر رکھیں۔

(3) بعض مدرسین کی یہ عادت ہوتی ہے کہ جیسے ہی بچے نے غلطی کی فوراً بتادیتے ہیں جس کی وجہ سے بچہ گھبرا جاتا ہے اور آگے پڑھ نہیں پاتا۔ لہٰذا جہاں بچے نے غلطی کی اُس کو وہاں سے کچھ آگے تک پڑھنے دیا جائے، بسا اوقات بچہ خود ہی پچھلی آیت میں آکر غلطی درست کرلیتا ہے۔

(4) اگر کچھ آگے پڑھنے کے باوجود بچے نے پیچھے آکر غلطی درست نہیں کی تو بچے کو ایک آیت یا ایک لائین پیچھے سے بتایا جائے، اگر بچہ خود غلطی درست کرلے تو بھی غلطی

نہ بتائی جائے، حتی الامکان پیچھے سے بتاکر غلطی درست کروائی جائے۔

(5) پھر بھی بچہ غلطی درست نہ کر سکے تو اب مدرس وہ کلمہ یا آیت بلند آواز سے پڑھ کر غلطی بتائے پھر ساتھ ساتھ جہاں غلطی کی ہے اس آیت پر پنسل سے اس طرح کا نشان - لگا دیا جائے اور بچے کو یہ غلطی درست کرنے کے لیے 5، 7، یا 10 بار یہ آیت یاد کرنے کے انداز پر پڑھنے کا کہا جائے اور پھر اِسی طرح سبق سبقی منزل میں جتنی اغلاط ہوئی ہیں وہاں غلطی والی آیت کو یاد کرنے کا یہی انداز رکھا جائے۔

(6) ایسا بچہ جو بار بار غلطیاں کر رہا ہو اس کو بار بار پیچھے سے لگانے سے کافی وقت بھی لگتا ہے، لہٰذا ایسے بچوں کو غلطی بتانے کے ساتھ ساتھ غلطی والے حرف کے اوپر نشان لگاتے چلے جائیں اور اغلاط دوبارہ یاد کر کے سنانے کا ذہن بنائیں۔

(7) غلطی بتانے کا ایک اچھا انداز یہ بھی ہے کہ جہاں بچہ غلطی کر رہا ہے اس کو درست کر کے مدرس خود بُلند آواز میں پڑھ کر سنائے۔

(8) بہت کم مدرسین غلطی کو درست کرنے کے لیے پڑھ کر سناتے ہیں بلکہ صرف غلطی کا نشان لگا دیتے ہیں، اور یوں بولتے ہیں کہ غنہ کرو، مد کرو یا ادغام چھوڑ دیا ہے یا قلقلہ نہیں کیا وغیرہ۔ یوں بھی بچے کی غلطی کی طرف توجہ ہو جاتی ہے، مگر مدرسین جب اچھے لہجے میں ایک یا دو کلمات پڑھ کر سناتے ہیں تو بچے غلطی درست کرنے کے ساتھ ساتھ اسی لہجے کو اپنانے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔

(9) سبق سناتے ہوئے بچے کو بلا وجہ بار بار ٹوکنے سے پرہیز کریں کہ اس سے بچہ سبق نہیں سنا پاتا اور کنفیوز Confuse (یعنی ذہنی پریشانی کا شکار) ہو جاتا ہے۔

(10) کسی بچے کی زیادہ اغلاط ہوں تو جتنی اغلاط ہوئی ہیں ان کے مطابق مناسب وقت دے کر دوبارہ وہ آیات یا پورا سبق سن لیا جائے۔

(11) کوشش کیجئے کہ کسی بھی بچے کا اُس دن کا سبق، سبقی یا منزل کا ناغہ نہ ہو تمام اغلاط درست کرواکر اگلے دن کا سبق دیا جائے۔

لحنِ جلی اور لحنِ خفی کسے کہتے ہیں؟

لحن کا لغوی معنٰی غلطی اور لب ولہجہ ہے، اِصطلاحِ قُراء میں "لحن" سے مراد قرآن کریم کو تجوید کے خلاف پڑھنا ہے۔ لحن کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں: لحنِ جلی اور لحنِ خفی۔ (1) لحنِ جلی بڑی اور ظاہر غلطی کو کہتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فتاویٰ بزازیہ کے حوالے سے فرماتے ہیں: "اَللَّحْنُ حَرَامٌ بِلَاخِلَافٍ یعنی لحن سب کے نزدیک حرام ہے۔"[1] لحنِ جلی کی چار قسمیں ہیں: (۱) ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدل دینا جیسے "وَالتِّیْنِ" کو "وَالطِّیْنِ" اور "اَلْحَمْدُ" کو "اَلْهَمْدُ" پڑھنا۔ (۲) ساکن کو متحرک کردینا جیسے "جَمْعًا" کو "جَمَعًا" یا "جَعَلْنَا" کو "جَعَلَنَا" اور متحرک کو ساکن کر دینا جیسے "کِتٰبَ اللّٰهِ" کو "کِتْبَ اللّٰهِ" پڑھنا اور "جَعَلَنَا" کو "جَعَلْنَا" پڑھنا۔ (۳) حرکت کو حرکت سے بدل دینا جیسے "اَرَءَیْتَ" کو "اَرَءَیْتُ" پڑھنا یا "اَنْعَمْتَ" کو "اَنْعَمْتُ" پڑھنا۔ (۴) کسی حرف کو بڑھادینا جیسے "خَلَقَ" کو "خَلَقَا" "لَمْ یَلِدْ" کو "لَمْ یَالِدْ" پڑھنا کہ ان دونوں صورتوں میں الف بڑھادیا ہے، کسی حرف کو گھٹادینا جیسے "لَمْ یُوْلَدْ" کو "لَمْ یُلَدْ" پڑھنا کہ اس میں واو کو گھٹادیا ہے۔

---

1 ... فتاویٰ رضویہ، ۶/ ۳۴۳۔

(2) لحنِ خفی چھوٹی اور پوشیدہ غلطی کو کہتے ہیں یعنی اُن قواعد کا ترک کردینا جو تحسینِ حروف سے تعلق رکھتے ہیں، لحنِ خفی سے معنیٰ فاسد یعنی بگڑتے نہیں، لحنِ خفی مکروہ (یعنی ناپسندیدہ) ہے شرعاً اس غلطی سے بچنا مستحب ہے۔ لحنِ خفی صفاتِ عارضہ میں غلطیاں کرنے سے پیدا ہوتی ہے، مثلاً اِدغام، اِقلاب، اِخفاء، مدات وغیرہ میں غلطی کرنا۔[1]

پیارے پیارے مدرسین اسلامی بھائیو! لحنِ جلی اور لحنِ خفی کی تعریفات اور مثالیں خود بھی یاد کرلیجئے اور اپنی کلاس کے بچوں کو بھی یاد کروایئے اور انہیں اس انداز سے سمجھایئے کہ ان کی تلاوت و قراءت لحنِ جلی و لحنِ خفی سے پاک ہو جائے۔

سبقی سننے کا طریقہ:

سبقی سننے کے حوالے سے چند ہدایات پیشِ خدمت ہیں:

(1) دعوتِ اسلامی کے مدارس المدینہ میں سبقی ایک پارے سے لیکر سوا پارہ تک مقرر ہے۔

(2) شعبہ حفظ میں سبقی کی بہت زیادہ اہمیت ہے، بچوں کی جتنی سبق پر توجہ ہوتی ہے اُتنی سبقی پر نہیں ہوتی لہٰذا سبقی سننے میں مدرس کی توجہ زیادہ ہونی چاہیے۔

(3) حفظ کی کلاس میں 3 مدنی حلقے ہوتے ہیں، ایک مدنی حلقے کی سبقی مدرس خود سنے اور بقیہ دو حلقوں کے بچوں کا آپس میں دَور کروائے اور دَور والے بچوں کا ٹیسٹ لازمی لے۔

(4) سبقی میں روزانہ ایک سبق کا اضافہ ہوتا ہے، یہی سبقی منزل میں منتقل ہوتی ہے لہٰذا سبقی کو روزانہ سننا ضروری ہے۔

---

1 ... فیضان تجوید، ص۲۹ تا ۳۰ ملخصاً، مکتبۃ المدینہ کراچی۔

(5)جو مدرسین سبقی کو کچا نہیں ہونے دیتے اُن کے بچوں کی منزل پکی رہتی ہے۔

(6)مدرس کو چاہیے کہ سبقی کے آخری 3 اَسباق جو سبق سے متّصل ہوتے ہیں ان کو توجہ سے سنے، کیوں کہ بعض اوقات بچے سبق سنا تو دیتے ہیں لیکن اس میں کچھ نہ کچھ کمزوری ہوتی ہے یا اغلاط کے ساتھ سناتے ہیں تو اس کمزوری کو سبقی میں ہی دُور کیا جاسکتا ہے، اگر سبقی میں بھی توجہ نہ رہی تو بعد میں یہی کمزوری منزل میں منتقل ہو جاتی ہے لہٰذا کمزوری کو جتنا جلدی دُور کیا جائے اتنا ہی اس کو دُور کرنا آسان ہوتا ہے ورنہ یہی کمزوری منزل میں جاکر کچا پارہ ہونے کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔

(7)سبقی کا کسی صورت ناغہ نہیں ہونا چاہیے، جن کلاسز میں مدرسین کی سبقی پر زیادہ توجہ نہیں ہوتی انہی کلاسز کے بچوں کی منزل کے کچے پارے نکلتے ہیں۔

(8)جن بچوں کا سبق ممتاز کیفیت سے بھی زیادہ ہوتا ہے مثلاً 35، 40، 50، 60 لائنیں تو اس طرح کے بچوں کی سبقی ایک یا سوا پارہ سے زیادہ کرنی ہوگی کیونکہ سبق زیادہ ہونے کی صورت میں سبقی کا زیادہ ہونا بھی ضروری ہے۔

(9)بچے کا سبقی پارہ جس دن مکمل ہو مدرس اُسی دن مکمل پارہ خود سنے، اگر اغلاط ہوں تو دُرست کرواکر دوبارہ سنے اور پھر اُسی دن یا اگلے دن ناظم صاحب کو سبقی پارے کا ٹیسٹ دلوائیے۔

منزل سننے کا طریقہ:

منزل سننے کے حوالے سے چند ہدایات پیشِ خدمت ہیں:

(1)منزل میں سب سے پہلے مدرس کو اس بات پر توجہ دینی ہے کہ منزل میں جو بھی

نیا پارہ شامل ہو وہ کچا نہ ہو، اگر کچھ کمزوری ہو تو اس کو سبقی ہی میں دُور کروا لیجئے۔

(2) بچے کی منزل سننے میں ترتیب کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہے۔ مثلاً اگر کسی بچے کے 20 پارے ہیں اور انہوں نے آخر سے حفظ کیا ہے تو منزل سنانے کی ترتیب یوں ہو گی، 30،29،28،27،26۔

(3) اگر بچہ 1 پارہ منزل سنا رہا ہے تو اس بات کا لحاظ رکھا جائے کہ بچے کے 20 دن میں 20 پارے مکمل ہو جائیں، کسی دن کوئی ناغہ نہ ہو اور ترتیب بھی قائم رہے۔

(4) بعض بچوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ اگر ان کا کوئی پارہ کچا ہو تو منزل کے اُس پارے کو چھوڑ کر اگلا پارہ سنا دیتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ پارہ رہ جاتا ہے اور پھر دوبارہ اُس پارے کی باری بہت تاخیر سے آتی ہے جس کی وجہ سے وہ پارہ مزید کمزور ہو جاتا ہے مثلاً 20 پاروں والا بچہ اگر ترتیب سے روزانہ ایک پارہ سنائے تو چھٹیاں ڈال کر 24 ویں دن اُس کی منزل کا دور مکمل ہو گا اور اگر بچے نے ان 20 پاروں میں سے کوئی پارہ چھوڑ دیا تو اب 50 دن کے بعد اس پارے کی باری آئے گی، جو بچہ 24 دن کے بعد پارہ نہیں سنا پا رہا تو 50 دن کے بعد کیسے سنائے گا؟ اور پھر بچہ یہ کہنا شروع کر دیتا ہے کہ میرا یہ پارہ کچا ہو چکا ہے، میں یہ پارہ ایک دن میں نہیں سنا سکتا، مجھ سے پاؤ یا 2، 2 رکوع کر کے سن لیں اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض اوقات تو بچہ ایک ایک رکوع کر کے اُس پارے کو سنا رہا ہوتا ہے لہٰذا مدرسین کو چاہیے کہ ہر ہر بچے کی منزل کے پاروں کی ترتیب کا خاص خیال رکھیں۔

منزل سنانے کا شیڈول:

بچوں اور بچیوں کے مدارس المدینہ میں منزل سنانے کا شیڈول درج ذیل ہے:

کل پارے	ممتاز منزل	بہتر منزل
1 تا 5	ڈیڑھ پارہ	ایک پارہ
6 تا 10	ڈیڑھ پارہ	ایک پارہ
11 تا 20	دو پارے	ڈیڑھ پارہ
21 تا 30	دو پارے	ڈیڑھ پارہ

حفظ بھلا دینے کی وعیدیں:

یقیناً حفظِ قرآنِ کریم کارِ ثوابِ عظیم ہے مگر یاد رہے حفظ کرنا آسان، مگر عمر بھر اس کو یاد رکھنا نہایت دشوار، قرآنِ پاک یاد کرکے بھلانے دینے والے کیلئے قرآن و اَحادیث میں شدید وعیدیں بیان کی گئی ہیں، چنانچہ قرآنِ مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

وَ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰى ﴿۱۲۴﴾ (پ ١٦، طٰہٰ: ١٢٤)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا تو بے شک اس کے لیے تنگ زندگانی ہے اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے۔

کہے گا: اے میرے رب! تو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا میں تو انکھیارا تھا؟ اللہ تعالٰی فرمائے گا: یونہیں آئی تھیں تیرے پاس ہماری آیتیں سو تُو نے اُنہیں بُھلا دیا اور ایسے ہی آج تُو بُھلا دیا جائے گا کہ کوئی تیری خبر نہ لے گا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں: "وہ قرآنِ مجید بھول جائے اور ان وعیدوں کا مستحق ہو جو اس باب میں وارد ہوئیں۔" پھر آپ نے مذکورہ آیہ و ترجمہ لکھا۔[1] دو فرامینِ مصطفٰے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ملاحظہ کیجئے: (1) "میری اُمّت کے ثواب مجھ پر پیش کیے گئے، یہاں تک کہ تنکا جو مسجد سے آدمی نکال دیتا ہے اور میری اُمّت کے گناہ مجھ پر پیش ہوئے، تو اس سے

[1] ... فتاویٰ رضویہ، ٢٣/ ٦٤٦، بہار شریعت، ١/ ٥٥٣، حصہ ٣۔

بڑھ کر کوئی گناہ نہیں دیکھا کہ آدمی کو سورت یا آیت دی گئی اور اُس نے اُسے بھلا دیا۔"[1] (2) "جو قرآن پڑھ کر بھول جائے قیامت کے دن کوڑھی ہو کر آئے گا۔"[2]

ایک وقت میں کتنے بچوں کی سبقی/منزل سنیں؟

بعض مدرسین بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ میری منزل بہت پکی ہے۔ میں ایک وقت میں دو یا تین بچوں کی منزل سن لیتا ہوں۔ حالانکہ منزل کتنی ہی پکی کیوں نہ ہو مگر اُس کا ذہن تو ایک ہی ہے جب ایک بچے کی طرف توجہ ہوگی تو دوسرے سے توجہ ہٹ جائے گی، اگر ایک بچہ کوئی غلطی کرتا ہے تو اسے غلطی بتانی پڑے گی اتنی دیر میں دوسرا بچہ کئی آیات پڑھ کر آگے نکل چکا ہوگا، اگر ان آیات میں دوسرے بچے نے کوئی غلطی کی تو وہ غلطی رہ جائے گی اور مدرس غلطی کی اصلاح نہیں کر سکے گا۔ اِسی طرح بعض اوقات بچہ بار بار غلطی کرتا ہے تو بار بار غلطی والی آیت پڑھ کر سنانی پڑتی ہے یا اُس غلطی کے حوالے سے تربیت بھی کرنی ہوتی ہے تو جتنی دیر اُس غلطی والے بچے کو سمجھایا، یا اُس سے گفتگو کی اُتنی دیر جو دوسرا اور تیسرا بچہ سبقی یا منزل سنا رہا ہے اُس نے جتنی آیات پڑھیں اُن کو یہ مدرس توجہ سے نہیں سن سکتا کیونکہ ہر انسان ایک ہی دماغ رکھتا ہے۔ اِس طرح دو یا تین بچوں کی سبقی، منزل جو مدرسین سنتے ہیں وہ صحیح طور پر سبقی منزل سننے کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ لہٰذا تمام مدرسین سے مدنی التجا ہے کہ ایک وقت میں صرف اور صرف ایک ہی بچے کی سبقی، منزل سننے کا سلسلہ رکھیں۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ جن بچوں کا آپس میں دور ہو ان میں سے دو یا چار بچوں کو اپنے سامنے بٹھالیں تاکہ وہ آپس میں دور کرنے میں لاپرواہی کا

---

1 . . . ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب: ۱۹، ۴/۴۲۰، حدیث: ۲۹۲۵۔

2 . . . ابوداود، کتاب الوتر، باب التشدید فیمن حفظ القرآن ثم نسیہ، ۲/۱۰۷، حدیث: ۱۴۷۴، داراحیاء التراث العربی۔

مظاہرہ نہ کریں۔ لیکن سننا اس ایک بچے کا ہی کہلائے گا جس کی سبقی، منزل آپ ہاتھ میں قرآنِ پاک لے کر یا ڈیسک پر قرآنِ پاک کھول کر دیکھ کر سن رہے ہوں گے۔

دعوتِ اسلامی کے مدارس المدینہ میں مجلس مدرسۃ المدینہ کی طرف سے تمام مدرسین کو دیکھ کر سننے کا ہی عرض کیا گیا ہے۔ کیونکہ دیکھ کر سننے کے کثیر فوائد ہیں۔ زبانی سننے کے مقابلے میں دیکھ کر سننا زیادہ مفید اس لئے بھی ہے کہ قرآنِ پاک کو دیکھنا اور چھونا بھی باعثِ ثواب ہے۔

منزل کچی ہونے کے اَسباب اور اُن کا حل:

(1) منزل کچی ہونے کا بنیادی سبب سبقی کا کچا ہونا ہے کیونکہ سبقی ہی منزل بنتی ہے اور اگر سبقی کچی ہو گی تو منزل خودبخود کچی ہو گی لہذا تمام مدرسین کو چاہیے کہ بچوں کی سبقی پر خصوصی توجہ دیں، سبقی کو ہرگز کچا نہ ہونے دیں۔

(2) جب بچے کی منزل میں اضافہ ہو جائے تو سبقی سے متصل منزل والے پاروں پر توجہ نہ دینے سے بھی وہ پارے کچے ہو جاتے ہیں، مدرس کو چاہیے کہ ایسے بچوں کے وہ پارے جو سبقی سے تازہ نکل کر منزل میں شامل ہوئے ہیں ان متصل 5 پاروں کو ایک ایک پارہ کر کے یا آدھا آدھا پارہ کر کے خود سنے، اگر ان پر خصوصی توجہ نہ دی گئی تو یہ پارے کچے ہو جائیں گے۔

(3) وہ بچہ جس کے 15، 20 یا 25 پارے ہو جاتے ہیں تو ان میں ایسے پارے جنہیں بچے نے ابھی زیادہ نہیں سنایا اور ان کی باری بھی دیر سے آتی ہے تو وہ پارے بھی عموماً کچے ہو جاتے ہیں، اس کا حل یہ ہے کہ مدرسین ایسے تمام پاروں کا شیڈول بنالیں کہ فلاں

فلاں پارے ہر دوسرے یا تیسرے دن ضرور سنتے ہیں اور نارمل منزل بھی ساتھ ساتھ چلاتی ہے، جس طرح 5 یا اس سے کم پاروں والا بچہ بار باران پاروں کو سناتا رہتا ہے تو عموماً یہ ابتدائی پارے کچے نہیں ہوتے اسی طرح جس بچے کی منزل زیادہ ہوگئی ہے وہ بھی جب مدرس کو بار بار اپنے تمام پارے سناتا رہے گا تو اس کی منزل کبھی بھی کمزور نہیں ہوگی۔

(4) بعض مدرسین سبقی کے وہ پارے جن کو منزل میں داخل ہوئے تھوڑا عرصہ ہوا ہے خود نہیں سنتے بلکہ بچوں سے دور کرواتے ہیں اور عدم توجہ کی وجہ سے وہ پارے کچے ہو جاتے ہیں، اس معاملے میں بہت احتیاط کی حاجت ہے مدرس کو چاہیے کہ ایسے پاروں کو ایک عرصے تک خود سنے، ان کا ٹیسٹ بھی لے اور جب اسے اس بات کا یقین ہو جائے کہ اب یہ پارہ کافی حد تک پکا ہو چکا ہے تو اب کسی طالب علم کو سننے کے لیے دے سکتا ہے۔

(5) بعض مدرسین منزل کے صرف پکے پاروں پر زیادہ توجہ رکھتے ہیں تاکہ وہ کچے نہ ہو جائیں اور جو پارے کچے پکے ہیں اُن پر توجہ بہت کم دیتے ہیں جس کی وجہ سے وہ پارے بالکل کچے ہو جاتے ہیں، پکے پاروں پر اس لیے توجہ زیادہ دینا کہ وہ کچے نہ ہو جائیں ایک اچھی بات ہے لیکن اس کی وجہ سے کچے پاروں کو نظر انداز کر دینا یا ان پر کم توجہ دینا درست نہیں ہے، اس کا حل یہ ہے کہ مدرس پکے پاروں کے ساتھ ساتھ کچے پاروں کا شیڈول بھی لازمی بنائے کہ نارمل پکے پارے کی منزل کے ساتھ فلاں کچے پارے کا فلاں پاؤ یا رکوع ضرور سننا ہے امید ہے اس سے کچے پارے بھی جلد پکے ہو جائیں گے اور پکے پارے پکے ہی رہیں گے۔

(6) منزل کے بعض پارے کچے ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ پاروں کی

تعداد زیادہ ہو جاتی ہے اور بچے نے جس دن منزل والا پارہ سنانا ہوتا ہے صرف اسی دن اس کی تلاوت کرتا ہے تو زیادہ دن گزر جانے کی وجہ سے وہ پارہ کچا ہو جاتا ہے۔ یاد رکھیے یہ بات طے ہے کہ بچہ جس پارے کی جتنی زیادہ تلاوت کرے گا وہ پارہ اتنا ہی اس کے ذہن میں بیٹھے گا اور پکا ہوتا جائے گا اس لیے روز کی نارمل منزل اور کچے پاروں والی منزل کے ساتھ ساتھ ایک دو پارے نارمل تلاوت کا بھی شیڈول بنائیے تاکہ وہ پارے پکے رہیں اور جب انہیں بطورِ منزل سنایا جائے تو انہیں یاد کرنے میں آسانی ہو اور منزل پکی نہ ہو۔

کچی منزل کو پکا کرنے کا طریقہ:

عموماً بچے سے جب یہ پوچھا جاتا ہے کہ آپ کے کون کون سے پارے کچے ہیں؟ تو بچہ اُن تمام پاروں کو کچے پاروں میں لکھوا دیتا ہے جن کا ایک رکوع دو رکوع یا ایک پاؤ بھی کچا ہوتا ہے۔ ۞ مدرس کو چاہیے کہ بچے سے تفصیلی معلومات لینے کے ساتھ ساتھ ڈیلی رپورٹ اور پرسنل فائل کا جائزہ لے کر بچے کے کچے پاروں کا شیڈول بنائے۔ مثلاً کسی بچے کے 5 پارے کچے ہیں تو بچے سے پوچھا جائے کہ وہ کون سا پارہ کتنا سنا سکتا ہے؟ مثلاً پارہ نمبر 1 پاؤ پاؤ کر کے سنا سکتا ہے تو 4 دن میں اس پارے کو مکمل کیجیے۔ اِسی طرح پارہ نمبر 2 اگر زیادہ کچا ہے تو دو دو رکوع کر کے سنیئے۔ اگر بچہ 2 رکوع بھی نہ سنا پائے تو ایک رکوع یا ایک صفحہ ہی سن لیجیے۔ ۞ ہر مدرس اپنا یہ ذہن بنائے کہ مجھے کچے پاروں میں سے روزانہ کچھ نہ کچھ لازمی سننا ہے تاکہ بچے کی منزل جلد از جلد پکی ہو سکے۔ ڈیلی رپورٹ میں بھی ''کچا پارہ'' کے نام سے کالم بنایا گیا ہے کچے پاروں میں سے جو سنیں باقاعدہ اُس میں اندراج بھی فرمائیں۔ ۞ کچے پاروں میں سے بچہ جو بھی سنائے تو اس کی سبقی الگ سے سننے کی

ترکیب کیجیے اور جب پارہ مکمل ہو جائے تو ناظم صاحب کو ٹیسٹ بھی دلوایئے اور جتنے پارے پکے ہوتے جائیں ان کو الگ سے منزل میں سننے کی ترکیب بھی کیجیے۔ ورنہ کچھ دنوں بعد یہ پارے پھر کچے ہو سکتے ہیں ۔ یوں جتنے بھی کچے پارے ہوں ان کو پاؤ پاؤ2،2 رکوع 1، 1 رکوع کر کے تمام پاروں کو پکا کیجیے۔ ❁ بعض اوقات مدرسین کی کچے پاروں کے حوالے سے بہت زیادہ لاپرواہی کا سلسلہ ہوتا ہے کہ کئی کئی ماہ گزر جاتے ہیں کہ کچے پاروں کو پکا نہیں کیا جاتا اور بچہ منزل میں وہ پارے نہیں سنا رہا ہوتا اور اگر بچے سے یہ پوچھا جائے کہ آپ یہ پارے منزل میں کیوں نہیں سنا رہے تو جواب یہ ملتا ہے کہ میرے یہ پارے کچے ہیں اور اگر یہ پوچھا جائے کہ یہ پارے کب سے کچے ہیں تو بچہ کبھی چھ ماہ اور کبھی سال کا عرصہ بتا رہا ہوتا ہے۔ حالانکہ اگر بچے کے 5 پارے بھی کچے ہوں تو بچہ اگر کچھ پارے پاؤ پاؤ کر کے، کچھ دو دو رکوع کر کے بھی سنائے تو ایک ڈیڑھ ماہ میں منزل پکی ہو سکتی ہے ۔ ❁ ہمارے مدرسین اسلامی بھائی روزانہ کچی منزل کا شیڈول بنائیں اور اس کی پوچھ گچھ بھی کرتے رہیں تو بچوں کی منزل بہت جلد پکی ہو جائے گی۔

دیکھ کر منزل دہرانے کی برکت:

پاکستان کے صوبے خیبر پختونخواہ میں دعوتِ اسلامی کے زیرِ انتظام چلنے والے مدرسۃ المدینہ کے ایک مدرس نے بتایا کہ میری کلاس سے حفظ کرنے والے تمام بچے تراویح کی نماز پڑھا رہے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام بچے اپنا سبق سبقی اور منزل سنانے کے بعد اپنی منزل میں سے روزانہ 2 پارے دیکھ کر پڑھتے ہیں جس کی برکت یہ ظاہر ہو رہی ہے کہ جتنے بچے میری کلاس سے حفظ کر کے جا رہے ہیں تقریباً سب نمازِ تراویح میں

قرآن سنارہے ہیں اور سب کی منزلیں پختہ ہیں۔

عمر بھر قرآنِ پاک یادرکھنے کا ایک بہترین نسخہ:

حافظِ قرآن اسلامی بھائیوں کی ایک تعداد ہے جو سارا سال تلاوتِ قرآن کرنے سے محروم رہتی ہے۔جوں ہی رجب شریف کا مہینا تشریف لاتا ہے تو حفاظ رمضان شریف میں تراویح کی نماز پڑھانے کے لیے منزل کو یاد کرنا شروع کر دیتے ہیں سارا سال نہ پڑھنے کی وجہ سے ان کو منزل کسی حد تک بھول چکی ہوتی ہے اور ایک دن میں ایک پارے کو کئی بار دہرانے کے بعد یاد کرنے میں کامیاب تو ہو جاتے ہیں مگر اس کے لئے ان کو کافی کوشش کرنی پڑتی ہے ایسے اور دیگر تمام حفاظ یا ناظرہ خواں یا امام صاحبان جنہوں نے مکمل حفظ تو نہیں کیا ہوتا مگر چند پارے یا کچھ سورتیں حفظ کی ہوتی ہیں مثلاً سورۂ بقرہ، سورۂ یٰس، سورۂ رحمن، سورۂ ملک، سورۂ مزمل اور دیگر چھوٹی بڑی کچھ سورتیں یاد کی ہوں، آپ سب سے التجا ہے کہ فرض نمازوں کے علاوہ سنّتِ قبلیہ، بعدیہ اور نوافل میں ترتیب وار قرآن کی تلاوت شروع کر دیجئے اور اپنے پاس پڑھنے والے بچوں کو شروع ہی سے نمازوں میں قرآن پڑھنے کی ترغیب دلاتے رہیے۔پانچوں نمازوں میں فرض رکعتوں کے علاوہ سنتیں، نوافل، اور وتر کی کل 31 رکعتیں بنتی ہیں، اگر ہر رکعت میں کم از کم ایک رکوع بھی تلاوت کریں تو چھوٹے بڑے رکوع کے اعتبار سے تقریباً 15 دن میں ایک بار ختمِ قرآن ہو جاتا ہے۔اگر ڈیڑھ رکوع کے حساب سے پڑھیں تو 10 دن میں ختمِ قرآن ہو جاتا ہے۔
اگر روزانہ نمازوں میں ایک پارہ بھی پڑھیں تو ایک ماہ میں ایک بار قرآنِ پاک مکمل ہو جاتا ہے اور جو مکمل حافظ نہیں چند پارے یا سورتیں حفظ ہیں ان کو بھی چاہیے کہ نمازوں میں

اپنے حفظ کیے ہوئے پارے یا سورتیں ترتیب وار دہراتے رہیں۔

جن حفاظ اسلامی بھائیوں کا نمازوں میں قرآنِ پاک کی دہرائی کرنے کا معمول بن جاتا ہے ان کی منزل کبھی بھی کمزور نہیں ہوتی اوراس کا یہ فائدہ بھی حاصل ہو گا کہ نمازوں میں کھڑے ہوکر قرآن پاک پڑھنے کا ثواب بھی زیادہ ملے گا۔ جیسا کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا علی المرتضٰی كَرَّمَ اللهُ تَعَالٰى وَجْهَهُ الْكَرِيْم فرماتے ہیں: ''جو نماز میں کھڑے ہو کر قرآن کی تلاوت کرے اس کے لیے ہر حرف کے بدلے 100 نیکیاں ہیں اور جو بیٹھ کر تلاوت کرے اس کے لیے ہر حرف کے بدلے 50 نیکیاں ہیں اور جو نماز کے علاوہ باوضو تلاوت کرے اس کے لیے 25 نیکیاں ہیں اور جو بغیر وضو تلاوت کرے اس کے لئے 10 نیکیاں ہیں اور رات کا قیام افضل ہے کیونکہ اس وقت دل زیادہ فارغ ہوتا ہے۔''[1]

میں نے بھی حفظ کیا تھا:

پیارے پیارے مدرسین اسلامی بھائیو! حفظِ قرآن کی تکمیل کے بعد کئی بچے درسِ نظامی یا عصری علوم کے لیے جامعات یا سکول کالج میں چلے جاتے ہیں، اسی طرح طالبات یعنی بچیاں شادی وغیرہ کے بعد سُسرال چلی جاتی ہیں اور وہاں گھریلو کام کاج میں ایسی مصروف ہوجاتی ہیں کہ انہیں منزل دہرانے کا موقع ہی نہیں ملتا اور بالکل تازہ منزل کے بارے میں اِن سب کا یہی گمان ہوتا ہے کہ میری منزل تو پکی ہے، ایسے بچوں کا مدرسے والے ماحول کی طرح روزانہ منزل پڑھنے کا کوئی شیڈول بھی نہیں ہوتا، حالانکہ انہیں احساس بھی نہیں ہوتا کہ منزل کو مسلسل نہ پڑھنے کی وجہ سے وہ کچی ہوتی جارہی ہے

1 ... احیاء العلوم، ۱/ ۸۳۱، مکتبۃ المدینہ کراچی۔

اور بالآخر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ایک دو سال کے بعد تقریباً پوری منزل کچی ہو جاتی ہے حتی کہ ان کے لیے آدھا پارہ زبانی سنانا بھی مشکل ہو جاتا ہے اور بسا اوقات جب ان سے یہ پوچھا جاتا ہے کہ "کیا آپ حافِظِ قرآن ہیں؟" تو بعض منزل کچی ہونے کی شرمندگی کی وجہ سے یہ جواب دیتے ہیں کہ "میں نے بھی حفظ کیا تھا۔" یعنی اب تو منزل کچی ہونے کی وجہ سے حافظ کہلانے کے لائق نہیں ہوں۔ نہایت ہی افسوس ناک صورت حال ہے، مدرسے سے فارغ ہونے والے ایسے بچوں اور بچیوں، ان کے مدرسین، والد یا سرپرست کے لیے چند مفید ہدایات پیش خدمت ہیں:

(1) جب تک بچے کی منزل بالکل پکی نہ ہو جائے اسے مدرسے سے فارغ نہ کیا جائے بسا اوقات درسِ نظامی کے فی الفور داخلے کے لیے اس معاملے میں جلد بازی سے کام لیا جاتا ہے کہ بچہ وہیں جاکر منزل یاد کرلے گا لیکن وہاں کی پڑھائی میں مصروفیت کی وجہ سے بچے کو منزل دہرانے کا اتنا وقت نہیں ملتا جس کی وجہ سے منزل کمزوری کا شکار ہو جاتی ہے۔

(2) مدرسین مدرسے میں ہی بچوں کا اِس حوالے سے مدنی ذہن بناتے رہیں کہ آپ نے اپنی منزل کو ہمیشہ اور روزانہ اسی طرح پڑھتے رہنا ہے، جب آپ مدرسے سے فارغ ہو کر جامعۃ المدینہ وغیرہ میں بھی جائیں گے تو روز پابندی کے ساتھ اپنی منزل کے مقررہ 2 یا 1 پارہ ضرور پڑھتے رہیں۔

(3) مدرسہ میں پڑھائی کے دوران بچوں کی گھر میں منزل کی مستقل دہرائی کی ان کے والد یا سرپرست کے ذریعے ترکیب بنائی جائے کیونکہ بچوں کی جب گھر میں منزل کی دہرائی کی مستقل عادت بن جائے گی تو مدرسے سے فارغ ہونے کے بعد بھی وہ عادت امید

ہے کہ برقرار رہے گی۔

(4) بچوں کی نمازوں میں منزل پڑھنے کی عادت بنایئے کہ مدرسے سے فارغ ہونے کے بعد بھی بلکہ تاحیات نمازوں کا سلسلہ رہے گا اور اگر نمازوں میں منزل کی دہرائی کی عادت بن گئی تو امید ہے کہ ہمیشہ منزل کی دہرائی ہوتی ہی رہے گی اور منزل کچی نہیں ہوگی۔

(5) والد یا سرپرست کو اس بات کا پابند بنایا جائے اور مدنی ذہن دیا جائے کہ بچے کے مدرسے سے فارغ ہونے کے بعد وہ گھر میں بچے کی منزل کی مستقل دہرائی کی عادت بنائیں اور انہیں اس کی اہمیت سے آگاہ کریں اور کوشش کریں کہ ایک عرصے تک بچے کے والد یا سرپرست سے اس حوالے سے رابطے میں بھی رہیں۔

(6) منزل کی مستقل دہرائی کی عادت ڈالنے کے لیے بچوں کو اگر مدرسے میں ہی نوافل میں منزل کی دہرائی کی عادت ڈالی جائے تو اس سے بہت فائدہ ہوگا اور امید ہے کہ یہ عادت مدرسے سے فارغ ہونے کے بعد بھی برقرار رہے گی، اس سلسلے میں رمضان المبارک میں تراویح کی ترکیب بھی بنائی جائے۔

(7) فارغ ہونے کے بعد بالغ بچوں کی فی الفور رمضان المبارک میں تراویح سنانے کی ترکیب بنانی چاہیے کہ جو بچے ایک بار تراویح میں پورا قرآن سنادیں تو ان کی منزل کافی پکی ہو جاتی ہے اور پھر اگر وہ چند سالوں تک مسلسل سناتے رہیں تو بعض اوقات انہیں دیکھ کر پڑھنے کی بھی حاجت نہیں رہتی اور پورا قرآن زبانی ہی سنا سکتے ہیں، بالغ بچوں کے تراویح سنانے کے حوالے سے مدرسین اور والد یا سرپرست سب کو کردار ادا کرنا ہوگا، اگر مسجد میں تراویح کی ترکیب نہ بھی بنے تو جس جگہ ممکن ہو وہاں ترکیب بنالیجئے۔

بالکل کچی منزل پکی کرنے کے طریقے:

اگر کوئی ایسا بچہ / بچی یا اسلامی بھائی / بہن ہے جس نے مکمل حفظ کیا تھا مگر اس کی منزل انتہائی کچی ہو چکی ہے اور وہ آدھا پارہ یا ایک پاؤ بھی زبانی نہیں سنا سکتا البتہ اس کا یہ ذہن ہے کہ اس کی منزل پکی ہو جائے تو اُس کے لیے ذیل میں چند طریقے پیش کیے جارہے ہیں جن پر عمل کر کے وہ اپنی منزل کو پکا کر سکتا ہے۔

(1) اگر آپ کے پاس وقت ہے تو سب سے بہتر یہ ہے کہ آپ کسی مدرسے میں جزوقتی داخلہ لے لیں اور وہاں کسی اچھے اور تجربہ کار مدرس سے مشورہ کرکے منزل یاد کرنے کا شیڈول بنالیجئے اور پابندی کے ساتھ انہیں سنائیے۔

(2) روزانہ ایک پارے کو کم از کم 5 بار دیکھ کر تھوڑی اُونچی آواز سے پڑھیں، یوں فقط 10 پارے 2 ماہ تک پڑھیں، پھر مکمل دیکھ کر نہ پڑھیں بلکہ تھوڑا تھوڑا زبانی پڑھنا شروع کر دیں، جب آپ کسی پارے کو کلی طور پر 25 فیصد زبانی پڑھنا شروع ہو جائیں تو اب اس پارے کے ایک ایک رکوع کو زبانی یاد کرنا شروع کر دیں بہت ہی جلد وہ پارہ یاد ہو جائے گا یوں مستقل مزاجی کے ساتھ مکمل منزل کو یاد کر لیجئے، جو پارہ یا رکوع یاد ہوتا جائے اسے کسی نہ کسی کو سنانے کی ضرور ترکیب بنائیں کہ اس سے دوبارہ نہیں بھولے گا۔

(3) جن پاروں کے بارے میں آپ کو یقین ہے کہ ان پر مجھے کم محنت کرنی پڑے گی، ان میں سے پہلے پارے کو دن میں کم از کم پانچ بار پڑھنے کی ترکیب بنائیں، ایک ہفتہ پڑھنے کے بعد اب اس کے ایک ایک رکوع کو زبانی یاد کرنے کی ترکیب بنائیں۔ یوں وہ پارہ مکمل یاد ہو جائے گا اور اس سے آپ کا حوصلہ بڑھے گا اور دیگر پاروں کو یاد کرنا آسان

ہو جائے گا، پھر دیگر پاروں کے ساتھ بھی یہی حکمت عملی اختیار کیجئے اور ان کو بھی یاد کر لیجئے۔

(4) چار مہینوں تک روزانہ پانچ پاروں کی دیکھ کر تھوڑی اُونچی آواز سے تلاوت کریں، آسانی کے لیے ہر نماز کے بعد ایک پارے کی تلاوت کی جاسکتی ہے، یوں ایک ہفتے میں ایک قرآنِ پاک ختم ہو گا اور چھ دن کے بعد ہر پارے کی دوبارہ باری آئے گی، چار مہینوں تک ایک پارہ تقریباً 16 بار پڑھا جائے گا۔ اس کے بعد وہ پارے جن کے بارے میں آپ کا گمان ہے کہ وہ جلد یاد ہو جائیں گے ان کو تھوڑا زبانی دیکھ کر تلاوت کرنا شروع کر دیں اور جب آپ 25 فیصد کسی پارے کو زبانی دیکھ کر پڑھنے لگ جائیں تو اب اس کا ایک ایک رکوع کر کے زبانی یاد کر لیں، یوں تمام پاروں کو زبانی یاد کیا جاسکتا ہے۔

(5) اگر مذکورہ بالا طریقے مشکل ہوں تو کم از کم روزانہ 2 پاروں کی تلاوت کی عادت تو ضرور بنا لیجئے اور پھر ساتھ میں وہ پارے جن کے بارے میں آپ کو یقین ہے کہ انہیں میں جلدی یاد کر لوں گا ان کو ایک ایک رکوع کر کے یاد کرتے جایئے اور ساتھ میں ضرور کسی کو سناتے بھی جایئے کہ اس طرح وہ پارے اچھی طرح پکے ہوتے جائیں گے اور یوں ایک دن آئے گا کہ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کی منزل پکی ہو ہی جائے گی۔

(6) اگر بہت ہی زیادہ مصروفیت ہو اور وقت کی قلت ہو تو کم از کم ایک پارہ تو ضرور تلاوت کی عادت بنا لینی چاہیے، اگرچہ اس طرح منزل پکی کرنا بہت مشکل ہے لیکن کچھ نہ ہونے سے کچھ ہونا بہتر ہے کے مصداق فائدہ ضرور ہو گا اور ایک پارے کی عادت بنا لینے کے بعد اس میں اضافہ کرتے جایئے۔

کم عرصہ میں قرآنِ پاک حفظ کروانے کا طریقہ:

جب بھی حفظِ قرآن کی بات ہوتی ہے تو فوراً ذہن اس طرف جاتا ہے کہ اگر بچے کو حفظِ قرآن کے لئے مدرسے میں داخل کروائیں گے تو 5، 6 سال لگیں گے جس سے کئی لوگوں کا اپنے بچوں کو حفظ کروانے کا ذہن نہیں بنتا کیونکہ انہوں نے اپنے محلے یا رشتہ داروں میں اتنے عرصے میں حفظ کرتے ہوئے حُفاظ کو دیکھا ہوتا ہے اور بعض اوقات اتنے زیادہ عرصے میں حفظ کرنے والے بچوں کو قرآنِ پاک یاد بھی نہیں ہوتا یعنی وہ اس قابل نہیں ہوتے کہ نمازِ تراویح میں قرآن سنا سکیں اور زیادہ عرصہ لگنے کی وجہ سے عصری علوم بھی نہیں پڑھ پاتے اسی وجہ سے خاندان اور محلے میں دِینی یا دنیاوی اعتبار سے ان کی ساکھ متاثر ہو جاتی ہے تو ایسے برائے نام حفاظ سے متاثر ہو کر کئی لوگ اپنے بچوں کو مدرسے میں داخل نہیں کرواتے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کے مدارس المدینہ میں ایسے مدرسین ہیں جنہوں نے بچوں کی صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے ان پر خصوصی توجہ دی، تو گزشتہ چند سالوں میں ایسے بچے بھی سامنے آئے جنہوں نے 4 ماہ، 5 ماہ، 6 ماہ، 7 ماہ، 8 ماہ، 12 ماہ میں حفظِ قرآن کی تکمیل کی بلکہ ممتاز کیفیت میں فائنل امتحان بھی پاس کیا۔ 2018 کی کارکردگی کے مطابق مدارس المدینہ سے (421) بچوں / بچیوں نے 12 ماہ یا اس سے کم عرصے میں حفظ مکمل کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

بعض اوقات والد یا سرپرست کی طرف سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ہمارا بچہ سکول میں اوّل دوئم یا سوئم پوزیشن حاصل کرتا رہا ہے جبکہ مدرسے میں اس کی کوئی نمایاں

کارکردگی نہیں ہے، جس کی ایک وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ مدرسین بچوں کو زیادہ سبق نہیں دیتے اور مدرسین کا یہ ذہن ہوتا ہے کہ اگر بچے کو سبق زیادہ دیا تو سبقی اور منزل کمزور ہو جائے گی حالانکہ تجربہ کیے بغیر بچے کو صِرف اِس لیے زیادہ سبق نہ دینا کہ سبقی، منزل کمزور کر دے گا تو یہ درست نہیں ہے۔ ہاں اگر زیادہ سبق دینے کا چند بار تجربہ کیا اور سبقی، منزل میں کمزوری آگئی تھی تو بے شک شیڈول کے مطابق ہی سبق دیا جائے بہت زیادہ سبق نہ دیا جائے۔

مگر کلاس کے کئی بچے ایسے ہوتے ہیں جن کو مقرر کردہ شیڈول سے زیادہ سبق کی لائنیں دی جائیں تو وہ یاد کر لیتے ہیں تو ایسے بچوں کو سبق زیادہ ہی دیا جائے۔ مدرسے میں کچھ نہ کچھ ایسے بچے ہوتے ہیں جو حفظ کرنے میں کامیاب نہیں ہو پاتے، ان کے حفظ مکمل نہ کرنے کی وجوہات میں سے ایک وجہ بچے کا سبق کم ہونا بھی ہے۔ جب سبق کم ہوتا ہے تو ایک پارے پر بعض اوقات 2 ماہ، 3 ماہ یا 4 ماہ بھی لگ جاتے ہیں اور بچہ زیادہ وقت لگنے کی وجہ سے دل برداشتہ (Dis heart) ہو جاتا ہے اور بعض اوقات مدرسہ ہی چھوڑ دیتا ہے جبکہ زیادہ سبق سنانے والے بچے ایک ماہ میں، دو، تین یا چار پارے بھی ختم کر لیتے ہیں اور تجربہ یہی ہے کہ جن بچوں کا سبق زیادہ ہوتا ہے وہ مدرسہ چھوڑ کر بھی نہیں جاتے اور اچھے انداز میں کم عرصے میں حفظ کر لیتے ہیں۔ لہٰذا مدرسین کو چاہیے کہ بچے کی ذہنی کیفیت کو دیکھتے ہوئے جتنا ممکن ہو بچوں کو زیادہ سے زیادہ سبق یاد کرنے کا ذہن دیتے رہیں اور جتنا سبق زیادہ ہو اُسی قدر سبقی اور منزل بھی زیادہ رکھیں تاکہ سبقی اور منزل میں کسی قسم کی کمزوری نہ آئے اور بچے کم عرصے میں قرآنِ پاک حفظ کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔

قوتِ حافظہ ایک انمول نعمت ہے:

ایک زمانہ تھا جب انسان اڑتے پرندوں اور تیرتی مچھلیوں کو دیکھ کر متأثر ہوتا تھا، چمکتے چاند اور دَمکتے سِتاروں کو دیکھ کر حیران ہوتا اور بلند وبالا پہاڑوں کی شان وشوکت کے آگے مرعوب ہوتا تھا مگر جب اپنی دماغی صلاحیتوں کا استعمال کرتے ہوئے غور وفکر کے سمندر میں غوطہ زن ہوا تو کائنات مُسَخَّر (فتح) کرنے کا راز اس پر آشکار ہوگیا۔ اسی عقلِ انسانی کے ذریعے اس نے جہاز بنائے، سمندروں کا سینہ چیرتی کشتیاں اور بحری جہازوں کی صورت میں ایک نیا جہان آباد کر دیا۔ آسمان سے باتیں کرتی بلند وبالا عمارتوں کا وہ تسلسل قائم کیا جس کا ماضی میں تصور بھی ناممکن تھا۔ ہمارے بزرگانِ دِین، اَسلاف، بڑے بڑے حکما واطبّا اور نامور مسلمان سائنسدانوں نے اس نعمت کا بھرپور استعمال کیا اور ایسے کارنامے سرانجام دیے جو رہتی دنیا کے لیے یادگار بن گئے۔ یوں تو انسان کی تخلیق کے ابتدائی دور سے ہی قوتِ حفظ اور ذہانت کے حیران کر دینے والے نظارے دیکھنے کو ملتے رہے مگر سرکارِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اُمَّت کو حفظ وذہانت کی یہ قوت کامل واکمل طور پر عطا ہوئی جیسا کہ حضرتِ سَیِّدُنا قتادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ”**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اس اُمَّت کو حفظ اور یادداشت کی وہ غیر معمولی صلاحیت عطا فرمائی ہے جس سے گزشتہ اُمَّتیں محروم تھیں، گویا بے مثال قوتِ حفظ وذہانت اِس اُمَّت کا خاصہ ہے۔ مگر جوں جوں وقت زمانۂ رسالت سے دور ہوتا گیا اِس نعمت کے ظہور سے کمی واقع ہونے لگی اس کے اسباب پر غور کیا جائے تو اس شعر کے مصداق نظر آتے ہیں کہ،

دیکھے ہیں یہ دن اپنی ہی غفلت کی بدولت

سچ ہے کہ بُرے کام کا انجام بُرا ہے

ہر زمانے میں ایک مخصوص طبقہ ایسا رہا ہے کہ جنہیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ قوتِ حافظہ کی ایسی دولت عطا فرماتا ہے کہ چاروں طرف نہ صِرف اُن کا شُہرہ ہو جاتا ہے بلکہ وہ ایسے حیران کن کارنامے سر انجام دیتے ہیں کہ دنیا انگشت بدنداں (حیران) رہ جاتی ہے۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن اَسلاف کی عظیم یادگار تھے جن کے حفظِ قرآن کے بارے میں منقول ہے کہ روزانہ ایک پارہ یاد فرمالیا کرتے تھے اور یوں آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے 30 دن میں مکمل قرآنِ مجید حفظ فرمالیا تھا۔[1]

تین دن میں حفظِ قرآن:

حضرتِ سیّدنا ہشام بن کلبی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میرے چچا مجھے قرآنِ پاک حفظ نہ کرنے پر سرزنش (یعنی ڈانٹ ڈپٹ) کیا کرتے تھے، ایک دن میں اپنے کمرے میں گیا اور یہ قسم کھائی کہ جب تک قرآنِ پاک یاد نہ کرلوں، باہر نہیں نکلوں گا اس طرح میں نے تین دن میں قرآنِ پاک حفظ کرلیا۔[2]

تین ماہ میں حفظِ قرآن:

حضرتِ سیدنا امام ربانی مجدّدِ الفِ ثانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے صاحب زادے حضرتِ سیدنا محمد معصوم نقشبندی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ مادر زاد ولی (یعنی پیدائشی اللہ کے ولی) تھے اور انہوں نے صرف تین ماہ کی قلیل مدت میں مکمل

---

1 ... حافظہ کیسے مضبوط ہو؟، ص۸، ۹، مکتبۃ المدینہ کراچی۔

2 ... حافظہ کیسے مضبوط ہو؟، ص۲۶۔

قرآنِ کریم حفظ کرلیا تھا۔[1]

چار سال کی عمر میں حفظِ قرآن:

حضرتِ سیدنا عبد الوھاب شعرانی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی نقل فرماتے ہیں: حضرتِ سفیان بن عُیَیْنہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے چار سال کی عمر میں پورا قرآن حفظ کرلیا تھا۔[2]

حفظ میں زیادہ وقت لگنے کے اسباب

حفظ میں زیادہ وقت لگنے کے چند اَسباب یہ ہیں۔

سبقی پارہ ٹیسٹ پاس کرنے میں تاخیر:

کئی بچوں کا پارہ مکمل ہونے کے بعد سبقی پارہ ٹیسٹ مکمل ہونے تک کئی دن لگ جاتے ہیں۔ بعض اوقات توڈیلی رپورٹ میں ایک ہفتے تک یہی لکھا ہوا نظر آتا ہے "پارہ ٹیسٹ کی تیاری" حالانکہ مدرس نے روزانہ ہی ایک حلقے کی سبقی خود سننی ہوتی ہے اور دیگر دو حلقوں کے بچوں کا آپس میں سبقی کا دور کروانا ہوتا ہے اور اِن دور والے بچوں کا مدرس نے ٹیسٹ بھی لینا ہوتا ہے۔ اگر تیسرے دن بھی مدرس خود سبقی پارہ مکمل سنے تو کبھی بھی سبقی کمزور نہیں ہوتی اور جب بچہ روزانہ سبقی سنائے گا تو کیوں کر ٹیسٹ پاس نہ کرسکے گا؟ جن کلاسز میں مدرسین روزانہ توجہ کے ساتھ بچوں کی مکمل سبقی خود سنتے ہیں ان کلاسز میں سبقی پارہ کچا ہونے کی شکایت نہیں آتی اور نہ ہی سبقی پارہ ٹیسٹ پاس ہونے میں بچوں کا وقت ضائع ہوتا ہے۔ یہ شکایت انہی کلاسز میں ہوتی ہے جن کلاسز کے قاری صاحبان

---

1 ... حافظہ کیسے مضبوط ہو؟، ص۲۷۔

2 ... حافظہ کیسے مضبوط ہو؟، ص۲۷۔

سبقی خود نہیں سنتے، یا سنتے تو ہیں مگر کلاس میں بنائے گئے حلقوں کے حساب سے نہیں سنتے، یا ایک دو رکوع یا پاؤ سن کر بچوں کے ساتھ سبقی کا دور لگوا دیتے ہیں۔ حالانکہ مدرس نے روزانہ ایک حلقے کی سبقی خود سنی ہوتی ہے جو کہ بچے کے سپرد کر دی جاتی ہے جس کی وجہ سے سبقی پارہ کمزوری کا شکار ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں سبقی پارہ مکمل ہونے کے بعد بچے کی یہ کیفیت نہیں ہوتی کہ وہ سبقی پارہ ٹیسٹ پاس کر سکے۔ یوں بچہ ہر ہر سبقی پارے میں 3، 4 دن یا ایک ہفتہ اِضافی لگانے کے بعد سبقی پارہ ٹیسٹ پاس کرنے میں کامیاب ہوتا ہے تو یوں بچے کا کافی وقت ضائع ہو جاتا ہے۔

28 پاروں پر منزل کی دہرائی:

مدارس المدینہ میں طے شدہ اُصول ہے کہ جب بچے کے 28 پارے مکمل ہو جائیں گے تو اس کا سبق بند کر کے ایک بار منزل کی دہرائی کی جائے گی اور یہ اس لیے کیا گیا ہے کہ مکمل حفظ کرنے کے بعد بعض اوقات بچے مدرسۃ المدینہ میں رُکتے نہیں اور مدرسہ چھوڑ دیتے ہیں اور بعض اوقات منزل اس انداز میں پختہ نہیں ہوتی جس طرح ہونی چاہیے۔ اِسی وجہ سے یہ اُصول طے کیا گیا ہے کہ ہر بچہ ایک بار 28 پاروں پر مکمل 28 پارے منزل کی دُہرائی کرے گا اور اگر روزانہ 2 پارے بھی سنائے تو 14 دن میں 28 پارے مکمل ہو جاتے ہیں اور اگر روزانہ ایک پارہ بھی سنائے تو ایک ماہ میں 28 پارے منزل کی مکمل دہرائی ہو سکتی ہے۔ چونکہ اس دوران بچے نے سبق اور سبقی نہیں سنانی ہوتی صِرف منزل ہی سنانی ہوتی ہے یوں بچے کے پاس منزل یاد کرنے کے لیے کافی وقت ہوتا ہے۔ لیکن بعض مدرسین اِن بچوں پر توجہ نہیں کرتے جس کی وجہ سے بعض اوقات 2،

4،3یا5 ماہ تک بچے منزل کی دُہرائی کرتے نظر آتے ہیں اور یوں کافی وقت ضائع ہوتا رہتا ہے لہٰذا اس معاملے میں مدرسین کو سُستی نہیں کرنی چاہیے۔

بچوں کا سبق شیڈول سے کم ہونا:

مدارس المدینہ شعبہ حفظ میں پہلے پانچ پاروں میں بہتر کیفیت میں کم از کم 12 لائنیں سبق کا شیڈول ہے اور ایک تعداد ہے جو 12 لائنیں 16 لائنیں 26 لائنیں، بعض بچے تو 50 لائنیں یا اِس سے بھی زیادہ سبق سناتے ہیں۔ لیکن کلاس میں کچھ نہ کچھ ایسے بچے ہوتے ہیں جو 7-8-9-10 لائنیں سبق سناتے ہیں اور اس میں بھی کئی کئی دن ناغے چلتے رہتے ہیں جس سے بچوں کا وقت ضائع ہوتا رہتا ہے۔ حالانکہ یہی بچہ جب سکول پڑھتا تھا تو 7 سے 8 کتابیں پڑھتا تھا، ان کتابوں کا Home Work بھی کرتا تھا اور بعض کے سرپرست آکر بتاتے ہیں کہ سکول میں یہ بچہ پوزیشن بھی لیتا تھا لیکن مدرسۃ المدینہ میں 12 لائنیں بھی نہیں سنا پاتا۔ اگر ہمارے مدرسین ایسے بچوں کے سبق کو آہستہ آہستہ بڑھانا شروع کریں تو یہ بچے بھی شیڈول کے مطابق بہتر یا ممتاز کیفیت میں سبق سنا سکتے ہیں۔

بچوں کا سبق کیسے بڑھائیں؟

❁ ایسے بچے جن کا سبق کم ہو ان کا سبق اس انداز سے بڑھائیں کہ وہ بوجھ بھی محسوس نہ کریں اور سبق بھی بڑھ جائے۔ مثلاً ایک بچہ 8 لائنیں سبق سنا رہا ہے اور ہم نے 12 لائنیں سبق کرنا ہے، تو اس کا طریقہ یہ ہو گا کہ سب سے پہلے ہم نے بچے کی 1 لائن سبق بڑھانی ہے اور 3 دن تک یہی ایک لائن ہی چلائیں اگر بچہ 8 لائنیں سنانے کی بجائے 9

لائنیں سنانے میں کامیاب ہوجائے تو مزید اگلے 3 دن میں 10 لائنیں سبق کر دیں پھر اسی طرح ہر 3 دن کے بعد ایک لائن سبق بڑھادیں تو یوں 12 دن میں آپ 4 لائنیں سبق بڑھا سکتے ہیں۔ ❁ ہر لائن بڑھانے پر بچے کی خوب حوصلہ افزائی بھی کرتے رہیں۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ 8 لائنوں سے 12 لائنیں بڑھانے میں آپ کامیاب ہوجائیں گے۔ ❁ اگر کوئی ایسا بچہ ہو جس کو 3 دن میں بھی ایک لائن سبق بڑھانے میں مشکل کا سامنا کرنا پڑے تو 7 دن میں ایک لائن بڑھا کر 12 لائنیں ایک ماہ میں بھی کر سکتے ہیں۔ بالکل اسی طرح 12۔14۔16 لائنوں والے بچے کا سبق اگر بڑھانا چاہیں تو 3 دن یا سات دن میں 1 لائن یا 2 لائنیں یا ذہین بچوں کا ان کی ذہنی صلاحیت کو دیکھتے ہوئے زیادہ سبق بڑھایا جاسکتا ہے اور یوں بچوں کا بہت سارا وقت بچایا جاسکتا ہے۔ ❁ مکتبۃ المدینہ سے شائع ہونے والے قرآنِ پاک کے ہر صفحہ کی 16 لائنیں ہیں اور 9 اوراق ہیں، صِرف 28، 29 اور 30 ویں پارہ کے 10، 10 اوراق ہیں مثلاً ایک بچہ اگر پہلے 8 لائنیں سبق سنا رہا ہے تو اگر سبق میں کوئی ناغہ نہ ہو تو مکتبۃ المدینہ کے شائع کردہ قرآنِ پاک کے مطابق 36 دن میں ایک پارہ ختم ہو گا اور 4 ہفتہ وار چھٹیاں بھی شامل کریں تو 40 دن ایک پارہ ختم کرنے میں لگیں گے۔ اب صرف 4 لائنیں بڑھاتے ہیں تو اگر بچہ 12 لائنیں روزانہ سبق سناتا ہے تو ناغوں کے بغیر 27 دن میں پارہ مکمل ہو جائے گا اور اسی طرح بچہ اگر 16 لائنیں سبق سناتا ہے تو ناغے نکال کر 18 دن میں پارہ مکمل ہو جائے گا۔ یوں مکمل حفظ اور ناظرہ میں بچوں کا سبق بڑھا کر کافی وقت بچایا جاسکتا ہے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

کم اور زیادہ سبق سنانے کا ایک تقابلی جائزہ

سبق کی لائنیں	1 پارہ ختم کے کل ایام	مکمل حفظ کے کل ایام	مکمل حفظ کے کل ماہ	مکمل حفظ کے کل سال
8	36	1080	36	3سال
12	27	810	27	2سال،3ماہ
16	18	540	18	1سال،6ماہ
20	14	432	14	1سال،2ماہ
26	11	286	10	10ماہ

8لائنیں سنانے والے بچے اگر بغیر ناغہ کے سبق سنائیں تو 3سال لگیں گے اور اس میں ہفتہ وار، سالانہ اور رمضان تعطیلات بھی شامل کریں تو 3ماہ سے زائد یہ دن بھی بن جاتے ہیں اور اس کے مقابلے میں 26لائنیں سنانے والا بچہ 10 ماہ میں حفظ مکمل کر رہا ہے اگراِن کے بھی 3ماہ مزید لگیں تو 13 ماہ میں اِن کا حفظ مکمل ہو گا۔ لہٰذا تمام مدرسین اسلامی بھائیوں سے مدنی التجا ہے کہ اپنی کلاس کے ایک ایک بچے کے سبق کا جائزہ لیجیے، جن جن بچوں کا جتنا سبق بڑھانا ممکن ہے اُتنا سبق بڑھا کر اُنہیں جلد از جلد حفظِ قرآن کی تکمیل کی طرف بڑھایئے اور اُن کا قیمتی وقت ضائع ہونے سے بچایئے۔

مدنی قاعدہ میں زیادہ وقت کیسے لگتا ہے؟

۞ مدنی قاعدہ کی تختی نمبر1 میں بعض مدرسین بہت زیادہ وقت لگاتے ہیں، بعض مدرسین تو 1، 2ماہ اور کچھ تو 3 ماہ بھی لگا دیتے ہیں۔ حالانکہ تختی نمبر 1 میں کل 29 حروف ہیں اور کچھ حروف تو تقریباً ہر بچے کے درست ہی ہوتے ہیں۔ مثلاً: ب، ت، د، ز، ف،

ک، ہ، ی وغیرہ۔ اِن حروف کے علاوہ بقیہ 21 حروف بچتے ہیں اگر روزانہ 3 حروف بھی درست کروائے جائیں تو ایک ہفتے میں پہلا سبق مکمل ہو سکتا ہے، پھر بھی اگر کوئی کمی رہ گئی ہو تو آگے کے اَسباق میں درستی کرائی جاسکتی ہے۔

❁ تختی نمبر 2 میں بھی وہی حروف بار بار آتے ہیں۔

❁ تختی نمبر 3 میں صِرف حرکات کا فرق ہے باقی وہی پہلے سبق والے حروف ہیں۔

❁ تختی نمبر 4 میں حرکات کو روانی سے پڑھنا ہوتا ہے۔

❁ تختی نمبر 5 میں صرف تنوین کا فرق ہے۔

❁ تختی نمبر 2۔3۔4۔5 میں سے ہر سبق 2 یا 3 دن میں پڑھایا جاسکتا ہے۔

❁ تختی نمبر 7 میں حروفِ مدہ کی پہچان کروانی ہوتی ہے۔

❁ تختی نمبر 8 میں کھڑی حرکات کی پہچان کرانی ہوتی ہے۔

❁ تختی نمبر 9 میں صِرف حروفِ لین کا قاعدہ سمجھانا ہوتا ہے، باقی سبق پچھلے اسباق میں بچے نے پڑھا ہوتا ہے کوئی نئی چیز نہیں ہوتی، اس لیے اِن اَسباق کو بھی 1، 2 یا 3 دن میں پڑھایا جاسکتا ہے اور ہمارے مدرسین کی ایک تعداد ہے جو بہت کم عرصے میں ان اسباق کو پڑھاتے ہیں، لیکن بعض مدرسین کی اس طرف توجہ نہیں ہوتی جس کی وجہ سے ہر ہر سبق پر بچے کا کبھی ایک ہفتہ اور کبھی 2 ہفتے اور کبھی کبھار تو ایک ایک ماہ بھی لگ جاتا ہے۔ ناظرہ پڑھانے والے مدرسین اگر مدنی قاعدہ کے اِن اَسباق پر توجہ فرما کر اِن کو جلدی پڑھانے کی کوشش فرمائیں تو بچوں کا مدنی قاعدے میں کافی وقت بچایا جاسکتا ہے۔

ناظرہ قرآن پڑھانے میں وقت بچائیے:

۞ مدنی قاعدہ مکمل کرنے کے بعد 30 ویں پارے کے آخر سے ناظرہ شروع کروایئے۔ مثلاً پہلے سورۂ ناس پھر سورۂ فلق پھر سورۂ اِخلاص اسی طرح دیگر سورتیں شروع تک 30واں پارہ مکمل کروایئے۔

۞ 30ویں پارے میں مخارج وادائیگی اور روانی میں ہر ہر آیت اور سورت کی اچھے انداز سے بچوں کو مشق کروایئے، پھر اسی انداز میں 29 پارہ مکمل کرایئے اور اس کے بعد بچے کا سبق بڑھاتے جایئے۔ ۞ پارہ 28 اور 27 میں 2 رکوع تک بھی بچوں کو سبق دیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ بچوں کے پاس ناظرہ کی کلاس میں بہت وقت ہوتا ہے، اِسی طرح پارہ نمبر 26 اور 25 میں پاؤ، پاؤ سبق دیا جا سکتا ہے۔ پارہ نمبر 24 تا 1 تک بچوں کی صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے 1 پاؤ، آدھا پارہ، 3 پاؤ یا ایک ایک پارہ بھی سبق دیا جا سکتا ہے۔ ۞ کئی مدرسین اس انداز سے پڑھاتے بھی ہیں کہ وہ 30 واں اور 29 واں پارہ اچھے طریقے سے پڑھاتے ہیں اور اس کے بعد بچوں کو آدھا یا مکمل پارہ سبق دیتے ہیں اور ان کے بچے اچھے انداز میں ناظرہ کا ٹیسٹ بھی پاس کرلیتے ہیں۔ ۞ ایسے بچے جن کے ناظرہ میں 4 سے 5 پارے ہو چکے ہوں آپ ان سے آگے کے وہ پارے جو انہوں نے ابھی تک نہ پڑھے ہوں سُن کر چیک کریں تو وہ آپ کو کافی حد تک روانی سے پڑھ کر سنا دیں گے۔ ۞ اگر کہیں کہیں اٹکن یا غلطی آتی بھی ہے تو یہ کوئی بڑی بات نہیں کیونکہ اِن بچوں نے ابھی تک اُن پاروں کو پڑھا ہی نہیں ہے، جب پڑھ لیں گے تو یہ اَغلاط بھی درست ہو جائیں گی۔

۞ بعض ناظرہ کے مدرسین مدنی قاعدے کی طرح بچوں کو ایک ایک یا دو دو لائنیں سبق

دیتے رہتے ہیں، اس طرح بچوں کا بہت وقت ضائع ہو رہا ہوتا ہے، تمام مدرسین سے مدنی التجا ہے کہ بچوں کے قیمتی وقت کو ضائع ہونے سے بچائیں۔ بچوں کو جلد از جلد ناظرہ پڑھا کر شعبۂ حفظ میں شفٹ کیا جائے تاکہ بچے حفظ کر کے پھر درسِ نظامی (عالم کورس) کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ جن بچوں کو ناظرہ یا حفظ میں زیادہ وقت لگتا ہے بعض اوقات وہ درسِ نظامی کرنے سے بھی محروم ہو جاتے ہیں۔

قاعدہ و ناظرہ میں زیادہ وقت لگنے کی ایک وجہ:

بعض مدرسین مدنی قاعدے کے پہلے سبق پر ہی بچے کو اپنے جیسا قاری بنانا چاہتے ہیں اور پھر ناظرہ قرآن کے پہلے اَسباق میں ہی زینتُ القراء (یعنی بہت ہی بڑا قاری) دیکھنا چاہتے ہیں جس کی وجہ سے سبق بہت کم رکھتے ہیں اور بچہ وہ معیار دے نہیں پاتا، یوں بھی وقت ضائع ہو رہا ہوتا ہے۔ اس حوالے سے یہ عرض ہے کہ بچوں کی اصلاح بیشک کرتے رہیں لیکن ساتھ ساتھ آگے بھی بڑھاتے رہیں اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ مدنی قاعدے کے آگے کے اَسباق میں مخارج میں بہتری آتی رہے گی اور اسی طرح ناظرہ میں بچہ جب چند پارے پڑھ لے گا تو مخارج و رَوانی خود بخود بہتر ہوتی چلی جائے گی اور تجربہ بھی یہی ہے کہ جب بچہ آگے بڑھتا جاتا ہے تو اس کی رَوانی میں بھی بہتری آ جاتی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ 2018 کی کارکردگی کے مطابق مدارس المدینہ سے سات ہزار سات سو چھ (7706) بچوں و بچیوں نے 4 ماہ یا اس سے کم عرصہ میں مدنی قاعدہ و ناظرہ مکمل کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

ضرورت سے زیادہ سختی کا نقصان:

❁ بعض مدرسین کے سننے کا انداز بہت ہی سخت ہوتا ہے کہ بچہ سبق یاد ہونے کے

باوجود مدرس کو نہیں سنا پاتا، جیسے ہی بچہ اَٹکا مدرس سبق کچا کہہ کر بھیج دیتا ہے۔ اس طرح کے درجات میں کثرت سے بچوں کے سبق کے ناغے ہوتے ہیں۔ ۞ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض اوقات بچہ بہترین انداز میں سبق سنا رہا ہوتا ہے مثلاً بچے کا سبق 16 لائنیں ہے، بچے نے سارا سبق بہت اچھے انداز میں سنایا مگر آخری لائن میں اٹک گیا تو مدرس نے سبق کچا کہہ کر بھیج دیا، یہ انداز قطعاً درست نہیں۔ اس طرح کے بچے کو اگر تھوڑا سا وقت دیا جائے تو وہ اپنی اٹکن یا آخری لائن کی غلطی درست کرکے دوبارہ سنا دے گا اور بچے کا سبق آگے بڑھ جائے گا۔ ۞ جب سننے کے انداز میں ضرورت سے زیادہ سختی ہوتی ہے تو ایسی کلاسز میں بچوں کے سبق کے کثرت سے ناغے ہوتے ہیں اور ظاہر ہے جب روزانہ سبق آگے نہیں بڑھے گا تو بچے کو حفظ میں تاخیر ہوگی، ویسے بھی اسلام میں ہر کام میں میانہ رَوِی کو ہی پسند کیا گیا ہے تو یہاں بھی اسی چیز کی ضرورت ہے کہ مدرس کے سننے کا انداز نہ اتنا نرم ہو کہ بچے جیسے مرضی سنائیں مدرس ان کو آگے چلاتا جائے اور نہ ہی اتنا سخت ہو کہ بچہ کچھ سنا ہی نہ پائے بلکہ جو یاد ہو وہ بھی مدرس کے پاس آتے ہی بھول جائے، یہ طریقہ بھی درست نہیں۔ ۞ اس کا ایک اور نقصان یہ بھی ہوتا ہے کہ اس طرح کی کلاسز سے بچے کثرت سے چھوڑ کر جاتے ہیں، لہٰذا قاری صاحب کو چاہیے کہ ایسے بہتر انداز سے بچوں کا سبق، سبقی، منزل سنے کہ روزانہ ہر بچہ اپنا سبق، سبقی، منزل سنانے میں کامیاب ہو جائے اور اس کا کسی طرح کا ناغہ نہ ہو۔

سارا دن کوئی سبق سنانے آتا ہی نہیں:

بعض اوقات مدرسین سے جب اس حوالے سے بات ہوتی ہے کہ آپ کا رزلٹ

کیوں کمزور ہے یا ممتاز کیوں نہیں؟ تو عموماً یہ جواب ملتا ہے کہ "ہم کیا کریں ہم تو آٹھ سے چار بجے تک بیٹھے رہتے ہیں بچے سنانے کے لیے آتے ہی نہیں۔" اس طرح کے مدرسین کی یہ سوچ ہوتی ہے کہ ہر ہر بچہ سبق سبقی منزل بہترین انداز میں مجھے سنائے کسی کی کوئی غلطی نہ ہو اور لہجہ بھی اچھا ہو لیکن اس کے لیے مجھے کچھ نہ کرنا پڑے، تو میرے پیارے مدرس اسلامی بھائی! عظیم وبڑے مقصد کے لیے بڑی جد وجہد یعنی کوشش کرنی پڑتی ہے، جن مدرسین کی کلاس کا تعلیمی معیار 97، 98، 99 یا 100 فیصد ہوتا ہے اس کے پیچھے ان کی ذاتی کوشش اور اَن تھک محنت ہوتی ہے۔ تب کہیں جاکر 100 فیصد رزلٹ آتا ہے، اس کی چند وجوہات درج ذیل ہیں جن پر عمل کرکے آپ بھی اپنی کلاس کا 100 فیصد رزلٹ حاصل کرسکتے ہیں:

۞ 100 فیصد رزلٹ سے مراد یہ ہوتا ہے کہ اس کلاس میں پڑھنے والا ہر ہر بچہ لحن جلی اور لحن خفی کے بغیر اچھے لہجے سے قرآنِ پاک پڑھتا ہے۔ ۞ اور اس کے لئے ہر ہر بچے کا سبق، سبقی، منزل کو نہایت ہی توجہ کے ساتھ سننا نہایت ضروری ہوتا ہے۔ ۞ جن بچوں کا دَور ہوتا ہے ان کا بھی روزانہ ہی ٹیسٹ لینا ہوتا ہے۔ ۞ اِسی طرح اِن کلاسز کے قاری صاحبان مقررہ سبقی سے زیادہ سبقی سنتے ہیں۔ ۞ مقررہ منزل سے زیادہ منزل سنتے ہیں۔ ۞ بچوں کا سبق سبقی یا منزل زیادہ سے زیادہ خود سنتے ہیں۔ ۞ پورا دن کلاس کے بچوں کو سبقی منزل سننے، سنانے میں مصروف رکھتے ہیں اور پورا دن خود بھی سنتے رہتے ہیں۔ ۞ کئی بار اِس طرح کے درجات میں بغیر اطلاع جائزہ کے لیے حاضری ہوئی ہے ایسے درجات کے مدرسین کو تقریباً بچوں کا سبق سبقی منزل سننے میں مصروف ہی دیکھا

ہے اور بچے بھی ہر وقت پڑھتے ہی نظر آرہے ہوتے ہیں۔ ❁ شروع میں بچوں کو زیادہ دیر پڑھنے کی عادت ہی نہیں ہوتی چند منٹ پڑھتے ہیں پھر خاموش ہو جاتے ہیں، بار بار تربیت کے بعد ہی بچوں کی زیادہ دیر تک پڑھنے کی عادت بنتی ہے۔

بچوں کے سبق نہ سنانے کی وجوہات:

جن مدرسین کو یہ شکایت ہوتی ہے کہ بچے سنانے کے لیے نہیں آتے تو انہیں چاہیے کہ بچوں کے سبق نہ سنانے کی وُجوہات پر غور کریں اور انہیں دور کرنے کی کوشش کریں، اس حوالے سے چند ہدایات پیش خدمت ہیں:

❁ عموماً بچوں کو سبقی منزل پکی یاد نہیں ہوتی، جس کی وجہ سے وہ سنانے کے لئے نہیں آتے ورنہ جن بچوں کو سبق سبقی منزل پکی یاد ہوتی ہے وہ سب سے پہلے سنانے کے لئے آجاتے ہیں۔ ❁ جو بچے سبق، سبقی، منزل یاد نہیں کرتے ان کو سمجھانا اور بار بار سمجھانا یہ بھی مدرس کے ذمہ ہی ہوتا ہے۔ ❁ ایسے ہی جن بچوں کی سبق، سبقی، منزل میں اغلاط زیادہ آتی ہوں، اُن کی بار بار تربیت کرنا بھی مدرس کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ ❁ کلاس کے بچوں کی ایک تعداد ہوتی ہے جن کو سبق یاد کرنے کا طریقہ بھی درست معلوم نہیں ہوتا، ان کو بار بار سبق یاد کرنے کا طریقہ سمجھانا بھی مدرس کے ذمہ ہوتا ہے۔ ❁ بعض بچے کلاس میں ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو سبق یاد کرنے کا دُرست طریقہ بھی معلوم ہوتا ہے اور دیکھنے میں نظر آرہا ہوتا ہے کہ وہ پڑھ رہے ہیں مگر توجہ سے نہیں پڑھتے جس کی وجہ سے اُن کو سبق یا سبقی منزل کا پارہ پکا یاد نہیں ہوتا۔ ❁ مدرس کو کلاس میں اِس طرف بھی توجہ کرنی چاہیے کہ ہر ہر بچہ توجہ کے ساتھ یاد کرے نہ کہ اِدھر اُدھر کھیل کود میں

مشغول ہو کر یاد کرے۔ ❁ مدرس کی پوری کلاس پر مکمل گرفت ہونی چاہیے یعنی کلاس کا ہر ہر بچہ روزانہ اپنا سبق، سبقی، منزل طریقہ کار کے مطابق قاری صاحب کو سنائے، کسی بچے کا کوئی ناغہ نہ ہو، اس کی تمام تر ذمہ داری مدرس کی ہوتی ہے۔ ❁ جس مدرس کی کلاس میں روزانہ بچوں کا سبق روٹین سے آگے بڑھتا ہے اور اسی طرح سبقی منزل بھی روزانہ طریقہ کار کے مطابق مدرس سننے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو کہا جاسکتا ہے کہ اس کلاس میں صحیح معنوں میں تدریس ہو رہی ہے۔ ورنہ جہاں یہ کیفیت ہو کہ جو بچہ سنانے آئے، تو مدرس اُس سے سن لے اور جو نہ سنائے وہاں ڈیلی رپورٹ میں یہ لکھ دیا جائے کہ "بچے نے نہیں سنایا" تو یہ کام ہے تو بہت آسان مگر ہمیشہ یاد رکھیے کہ بہترین استاد کہتے ہی اس مدرس کو ہیں جو سب بچوں کو ان کی نفسیات کے مطابق شفقت اور حوصلہ افزائی کرتے ہوئے محنت وکوشش کے ساتھ لے کر چلے اور کلاس میں مقابلے کی فضا پیدا کرے۔ ❁ ذہین بچوں کو تو سارے ہی پڑھا لیتے ہیں، اصل کامیابی تو یہ ہے کہ جو بچہ سنانے کے لیے تیار نہ ہو، اچھے طریقے سے یاد نہ کرتا ہو، اس کو یاد کروائے اور اس سے سبقی منزل سُننے میں کامیاب ہو جائے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ مدارس المدینہ میں ایسے مدرسین بھی ہیں جو ایسا جذبہ اور اِس قسم کی صلاحیت رکھتے ہیں کہ جن بچوں کو کوئی پڑھانے کے لئے تیار نہ ہو ان بچوں کو بھی وہ بڑے اچھے طریقے سے پڑھا لیتے ہیں، ایک واقعہ پیشِ خدمت ہے۔

بچہ بولتا ہو تو میں پڑھا لوں گا:

ایک بار لاہور پنجاب پاکستان میں مدرسین کے سنتوں بھرے اجتماع میں ایک سینئر قاری صاحب نے سب کے سامنے کھڑے ہو کر یہ اعلان کیا کہ اگر بچے کو بولنا آتا ہو

اور ذہنی توازن درست ہو تو مجھے دے دیں اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ میں اس کو پڑھا کے دکھاؤں گا اور اِس حوالے سے اس مدرس کی کارکردگی بھی بہت اچھی ہے کہ جو بچے ذہین نہیں ہوتے وہ ان بچوں کو بھی چلالیتے ہیں اور تجربہ یہی ہے کہ جب مدرس کا یہ ذہن بن جاتا ہے کہ اس نے ہر صورت میں پڑھانا ہے تو پھر وہ اس کو چلانے کی کوشش بھی کرتا ہے۔ جس طرح اپنے بیٹے یا بھائی کے لیے آدمی کوشش کرتا ہے اور اس کو پڑھانے کے لیے ساری صلاحیتیں لگا دیتا ہے کہ کسی طرح یہ پڑھ لے تو اِسی طرح سب بچوں کے لیے کوشش کریں تو ربّ تعالیٰ کے فضل سے کمزور ذہن والے اور لاپرواہ بچے بھی پڑھ جاتے ہیں۔ لہٰذا تمام مدرسین سے التجا ہے کہ تمام بچوں کو اچھے انداز میں پڑھانے کی کوشش کیجئے تاکہ ہر بچہ حفظ و ناظرہ مکمل کرنے میں کامیاب ہو جائے۔

میرے پاس پڑھنے والے بچے کم عمر ہیں:

بعض مدرسین رزلٹ کمزور ہونے یا ممتاز نہ ہونے کا یہ بھی عذر بیان کرتے ہیں کہ میرے پاس پڑھنے والے بچے کم عمر ہیں اس لئے میرا رزلٹ کمزور ہے یا ممتاز نہیں ہے۔ جب کہ مدارس المدینہ کے شعبہ جز وقتی میں اکثر بچے کم عمر ہی ہوتے ہیں پھر بھی جز وقتی درجات کی ایک تعداد ہے جن کا رزلٹ ممتاز آتا ہے۔ کل وقتی مدارس المدینہ میں بھی بعض کم عمر بچے ضرور ہوتے ہیں لیکن کلاس کے سارے بچے کم عمر نہیں ہوتے اگر تین سے چار بچے 6، 7، یا 8 سال کے ہیں تو ان کی وجہ سے کلاس کمزور نہیں ہوتی۔ ویسے بھی عمر کا کم ہونا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ وہ حفظ نہیں کر سکے گا یا ناظرہ قرآن نہیں پڑھ سکے گا بلکہ بعض تو چھوٹے چھوٹے بچے بہت اچھا قرآنِ پاک پڑھتے ہیں (انٹرنیٹ پر اس طرح

کے بچوں کی سینکڑوں ویڈیوز موجود ہیں) اور بہت جلد حفظ بھی کر لیتے ہیں اور کئی تو 12 ماہ میں بھی حفظ کر لیتے ہیں ہمارے اَسلاف میں بھی بعض چھوٹی عمر کے بچوں کے حفظ کرنے کے واقعات ملتے ہیں ایک واقعہ پیشِ خدمت ہے:

7 دن میں قرآن پاک حفظ کر لیا:

حضرت سیدنا امام محمد بن حسن شیبانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ امام اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے ہونہار تلامذہ میں سے ایک ہیں، جب آپ نے علمِ دِین حاصل کرنے کا ارادہ فرمایا تو اپنے وقت کے عظیم و بے مثال معلم حضرت سیدنا امامِ اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی علمی درس گاہ کا انتخاب فرمایا۔ امامِ اعظم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ان کی کم عمری کی وجہ سے پہلے قرآنِ کریم حفظ کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ آپ واپس تشریف لے گئے لیکن سات دن ہی گزرے تھے کہ دوبارہ امام اعظم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی بارگاہ میں پہنچ گئے۔ امام اعظم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے آپ کو دیکھ کر فرمایا: "میں نے کہا تھا کہ آپ پہلے قرآنِ پاک حفظ کریں پھر آیئے گا۔" امام محمد رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے نہایت ادب سے عرض کی: "حضور! میں قرآنِ پاک حفظ کر چکا ہوں۔"[1]

بچے گھر سے یاد کر کے نہیں آتے:

یہ بات کسی حد تک درست ہے کہ بچوں کی ایک تعداد گھر سے سبق، سبقی، منزل یاد کر کے نہیں آتی اور والد یا سرپرست کی بھی اس طرف کوئی خاص توجہ نہیں ہوتی کہ وہ اپنے بچوں کو گھر میں یاد کرنے کے لیے بٹھائیں بلکہ بعض کی تو یہ سوچ ہوتی ہے کہ بچہ تو

---

1 ... حافظہ کیسے مضبوط ہو؟، ص ۵۱۔

سارا دن مدرسے میں پڑھتا رہتا ہے ہم نے 8 گھنٹے کے لیے آپ کے سپرد کر دیا ہے آپ مدرسے میں ہی سب کچھ یاد کروائیں۔اس حوالے سے جب کچھ سینئر مدرسین سے مشورہ ہوا تو انہوں نے یہ بتایا کہ ہم جس بچے کا سبق، سبقی، منزل سن لیتے ہیں اُس بچے کو اگلے دن کا سبق یاد کرنے کے لیے مدرسہ میں ہی وقت دے دیتے ہیں۔چونکہ سبق، سبقی و منزل سنانے کے بعد بچے کے پاس کافی وقت ہوتا ہے۔یوں بہت سارے بچے مدرسے میں ہی سبق یاد کر لیتے ہیں اور اگلے دن کی سبقی، منزل کی بھی ایک بار دُہرائی کر کے اسے یاد بھی کر لیتے ہیں اور بچوں کے سبق سبقی، منزل کے ناغے بھی بہت کم ہوتے ہیں۔مدرسین اسلامی بھائی بے شک گھر میں سبق، سبقی، منزل یاد کرنے کی ترغیب دلاتے رہیں اور یہ ترغیب جاری بھی رکھنی چاہیے اور کئی بچے گھر سے سبق یاد کر کے بھی آتے ہیں لیکن ایسے بچے جو سبق سبقی منزل میں ناغے کرتے ہوں ان کو بالخصوص اور بالعموم سب بچوں کو اگر مدرسۃ المدینہ میں ہی سبق سبقی منزل یاد کرنے کا وقت دیا جائے تو بچوں کے ناغے بھی ختم ہو جائیں گے اور بچے کم عرصے میں حفظ کرنے میں بھی کامیاب ہو جائیں گے۔

سرپرست تعاوُن نہیں کرتے:

جن مدرسین کا رزلٹ کمزور آتا ہے یا بہتر تو آتا ہے مگر 70 یا 75 فیصد تک ہوتا ہے یعنی 80 تا 100 تک نہیں ہوتا ان سے جب بات کی جاتی ہے کہ آپ کے ساتھ والے مدرسین کے رزلٹ تو ممتاز ہیں آپ کا کیوں نہیں ہے تو عموماً مدرسین رزلٹ کی کمزوری کے جو اَسباب بیان کرتے ہیں اُن میں سے ایک وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ بچے کے سرپرست تعاون نہیں کرتے۔یہ بات ذہن میں رکھیے کہ تمام سرپرست ایسے نہیں ہوتے کہ وہ

تعاون نہ کریں، بعض اپنی مجبوری کی وجہ سے مدرسۃالمدینہ میں نہیں آتے یا بعض اوقات مذہبی ذہن نہ ہونے کی وجہ سے مدرس کے بلانے پر آنے میں سُستی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ یا بعض سرپرست ایسے ہوتے ہیں کہ انہیں کاروبار یا ملازمت سے چھٹی لینے میں مسائل ہوتے ہیں جس کی وجہ سے بھی مدرسۃالمدینہ میں آنا کم ہوتا ہے۔ بعض سرپرست دن میں تین بار مدرسے کا چکر لگاتے ہیں ایک صبح چھوڑنے آتے ہیں اور چھٹی کے وقت واپسی لینے بھی آتے ہیں اور دوپہر کو کھانا دینے بھی آتے ہیں لیکن ان کے بچے کی تعلیمی کیفیت اتنی اچھی نہیں ہوتی جتنی ان کی ہوتی ہے جو بعض اوقات بلانے پر بھی نہیں آتے کیونکہ ان کا سبق سبقی منزل یاد کرنے کا ذہن بنا ہوتا ہے۔

لاہور کے ایک مدرسۃالمدینہ کے ایک بچے کو اس کے رشتہ دار نے مدرسۃالمدینہ میں داخل کروایا، بچے نے بہت ہی اچھے انداز میں حفظِ قرآن کی سعادت حاصل کی، جس دن بچے نے حفظ مکمل کیا اس دن بچے کے والد صاحب مدرسۃالمدینہ میں تشریف لائے۔ دورانِ حفظ تقریباً 2 سال تک ان کے والد صاحب مدرسۃالمدینہ میں نہیں آئے۔ اس طرح کے اور بھی بہت سارے واقعات ہیں کہ سرپرست مدرسۃالمدینہ میں نہیں آتے یا بہت کم آتے ہیں مگر ان کے بچے اچھے انداز میں پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ سرپرست کا کسی وجہ سے مدرسۃالمدینہ میں نہ آنا یا کم آنا رزلٹ کی کمزوری کا سبب نہیں ہے۔ اگر مدرس بچے کا ذہن بنانے میں کامیاب ہو گیا تو سرپرست آئیں یا نہ آئیں بچہ سبق سبقی منزل سناتا رہے گا۔ لہٰذا رزلٹ کی کمزوری کا سبب سرپرست کے تعاون و عدمِ تعاون سے نہیں ہوتا اور ایسا بھی نہیں ہوتا کہ کلاس کے تمام بچوں کے سرپرست تعاون نہیں

کرتے۔ بالفرض اگر یہ مان لیا جائے کہ سرپرست کا تعاون نہ کرنا رزلٹ کی کمزوری کا سبب ہے توجو سرپرست تعاون کرتے ہیں تو پھر اُن تمام بچوں کی تعلیمی کیفیت ممتاز ہونی چاہیے مگر ایسا بھی نہیں ہوتا۔ اگرچہ سرپرست کا تعاون کرنا فائدے سے خالی نہیں ہے مگر کمزوری کی اصل وجہ سرپرست کا تعاون نہ کرنا نہیں ہوتا بلکہ اپنی سُستیاں اور بچوں کا سبق، سبقی، منزل توجہ سے نہ سننا اور اسی طرح کی دیگر کمزوریاں ہوتی ہیں۔

بعض اوقات اس طرح بھی ہوتا ہے کہ مدرس کے چھوڑ جانے یا تبادلے کی وجہ سے دوسرا مدرّس اُس کلاس میں آجاتا ہے تو دیکھتے ہی دیکھتے دو تین ماہ میں انہیں بچوں کا رزلٹ ممتاز ہو جاتا ہے جبکہ سرپرست بھی وہی اور بچے بھی وہی ہوتے ہیں صِرف پڑھانے والا تبدیل ہوا ہے۔ تو اپنا ذہن بنایئے کہ مجھے ہی ذاتی طور پر اپنی کلاس کے بچوں پر کوشش کرنی ہے، ان کی کارکردگی کو ممتاز بنانا ہے۔

میرے پاس پڑھنے والے بچے اَن پڑھ ہیں:

بعض مدرسین رزلٹ کمزور ہونے کا یا ممتاز نہ آنے کا ایک عذر یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ میری کلاس کے بچے سکول کم پڑھے ہوئے ہیں یا انہیں اُردو پڑھنا نہیں آتی۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ایک کلاس میں اس طرح کے عموماً 3 سے 4 بچے ہوتے ہیں، اکثر بچے کچھ نہ کچھ سکول پڑھے ہوئے آتے ہیں اور کچھ نہ کچھ اردو ان کو پڑھنی آتی ہے۔ اگر کوئی ایسی کلاس ہے جس میں اس طرح کے بچے ہیں جن کو اردو نہیں آتی تو ان بچوں کو مدنی قاعدہ کے قواعد ایک ایک کرکے زبانی یاد کروائے جاسکتے ہیں۔ مثلاً ایک دن حروفِ مستعلیہ کی تعریف اور حروفِ مستعلیہ زبانی یاد کرائے جائیں، دوسرے دن حرکات کی تعریف،

تیسرے دن تنوین کی تعریف وغیرہ یاد کرائی جائے۔ اسی طرح دیگر قواعد بھی وائٹ بورڈ کے ذریعے سمجھا کر زبانی یاد کرائے جاسکتے ہیں اوراس طرح کے بچوں کو بعض مدرسین اسی انداز میں زبانی یاد کروارہے ہیں۔ ناظرہ قرآن کے امتحان میں قواعد معلومات اور قواعد پہچان کے صرف 10 نمبر ہیں اور حفظِ قران کے امتحان میں صرف 5 نمبر ہیں، مدارس المدینہ میں جن بچوں کو اردو نہیں آتی ان کی بھی ایک تعداد ہے جن کے قواعد معلومات و قواعد پہچان کے پورے پورے نمبر آتے ہیں۔ اگر کسی بچے کے کم نمبر آتے ہیں یا قواعد معلومات کا کوئی نمبر بھی نہیں آتا تو بھی اس بچے کے 95 نمبر آسکتے ہیں اور ان کی وجہ سے کسی بچے کا رزلٹ کمزور نہیں ہوسکتا۔ تو یہ بات قطعاً دُرست نہیں کہ میرا رزلٹ اس لیے کمزور ہے کہ بچے کو اُردو نہیں آتی۔ رزلٹ کمزور ہونے کی وجہ مدرس کی اپنی سُستی اور لاپرواہی ہوتی ہے، اگر مدرس بچوں کا سبق، سبقی، منزل، نہایت توجہ سے سنے تو یقیناً رزلٹ ممتاز آئے گا کیونکہ جن مدرسین کے رزلٹ ممتاز ہوتے ہیں وہ یہ عذر بیان نہیں کرتے حالانکہ ان کی کلاس میں بھی کچھ نہ کچھ بچے ایسے ہوتے ہیں جو اردو پڑھنا نہیں جانتے اور ویسے بھی جب بچہ مکمل ناظرہ قرآن پڑھ لیتا ہے تو اس کو اردو پڑھنے میں بھی آسانی رہتی ہے کیونکہ عربی آیات پڑھنے کے بعد بچے کو قواعد یاد کرنے میں بھی سہولت رہتی ہے۔ تمام مدرسین کو یہ ذہن بنانا چاہیے کہ مجھے ہر آنے والے بچے کو قرآن پڑھانا ہے کیونکہ یہ پڑھنے کے لئے مدرسۃ المدینہ میں آچکا ہے اور ناظرہ قرآن تو ہر مسلمان کے لئے درست مخارج سے پڑھنا ضروری ہے اور مسلمانوں کی اکثریت کو اس وقت درست مخارج سے قرآن پڑھنا نہیں آتا اور یہ ایسا خوش نصیب بچہ ہے کہ اس کے والدین نے خود

اسے مدرسۃ المدینہ میں درست مخارج سے قرآنِ پاک پڑھانے کے لئے کل وقتی مدرسۃ المدینہ میں آٹھ گھنٹے کے لئے اور رہائشی مدرسۃ المدینہ میں بارہ گھنٹے کے لئے ہمارے سپرد کر دیا ہے۔ ہمیں دل و جان سے اسے قبول کرنا چاہیے اور اگر کسی حوالے سے بچے میں کمزوری ہو بھی تو وسیع ذہن رکھتے ہوئے اسے چلانا چاہیے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ مدرسین کی اکثریت ایسے بچوں کو اِس وقت پڑھا بھی رہی ہے اور بعض اوقات ایسے بچے بہت جلدی حفظ و ناظرہ مکمل کرنے میں کامیاب بھی ہو جاتے ہیں۔

دورانِ حفظ بچوں پر خصوصی توجہ کی ضرورت کب ہوتی ہے؟

حفظِ قرآن کے ابتدائی پاروں میں تو بچے ذوق و شوق کے ساتھ مدرسۃ المدینہ میں آتے ہیں مگر جب منزل بڑھتی ہے اور بچوں کے 12 سے 20 تک پارے حفظ ہو جاتے ہیں تو اس دوران کئی بچے نفس و شیطان کی حیلہ بازیوں میں آجاتے ہیں اور ایک تعداد ہے جو حفظ مکمل کیے بغیر مدرسہ چھوڑ جاتے ہیں جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ آپ نے کتنے پارے حفظ کر کے مدرسہ چھوڑا ہے تو عموماً اس طرح کے بچوں نے 12 سے 20 تک پارے حفظ کیے ہوئے ہوتے ہیں اور ان میں اکثر 14، 15، یا 16 پارے حفظ کر کے مدرسہ چھوڑنے والے ہوتے ہیں۔ لہٰذا مدرس کو چاہیے کہ جب بچہ مندرجہ بالا پاروں تک پہنچے تو اس کی منزل کی طرف خصوصی توجہ دیں کیونکہ مدرسہ چھوڑنے کا ایک بہت بڑا سبب منزل کی کمزوری بھی ہوتی ہے اور بچہ عُذر یہ بیان کرتا ہے کہ میں حفظ کر ہی نہیں سکتا، مجھے سکول میں داخل کروا دیں، حالانکہ اگر یہ حفظ کرنے کا اہل نہ ہوتا تو پھر 14، 15، یا 16 پارے اس نے کیسے حفظ کر لیے؟ منزل کی کمزوری کے علاوہ بھی بعض اوقات کسی وجہ سے

بچے کی 1 ہفتہ یا 15 دن کی چھٹیاں ہو جاتی ہیں تو اب بھی اگر بچے کو خصوصی شفقت دیتے ہوئے نہ سنبھالا گیا تو وہ مدرسہ چھوڑ جاتا ہے اور بعد میں حفظ شدہ پارے بھی بھول جاتے ہیں۔ لہٰذا مدرسین سے عرض ہے کہ جب بچوں کی منزل 12 سے 20 پاروں تک ہو جائے تو ان پر خصوصی توجہ دیجئے کہ اب اس بچے کی اہمیت آپ کے لیے بہت بڑھ گئی ہے کہ اس پر آپ نے بڑی محنت اور کوشش کی ہے لہٰذا اپنی محنت کو ضائع نہ ہونے دیجئے۔

دُرست مخارج سے نمازِ تراویح پڑھانے کا فقدان:

حفاظِ کرام کی ایک تعداد ہے جو کہ جہری نمازوں میں درست مخارج اور اچھے لہجے میں قرآنِ پاک کی تلاوت کرتے ہیں مگر یہی حافِظ صاحبان جب نمازِ تراویح میں قرآن سناتے ہیں تو مخارج کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہوتا، کثرت کے ساتھ لحنِ جلی اور لحنِ خفی کرتے ہیں جس کی وجہ سے گنہگار بھی ہوتے ہوں گے۔ اگر کسی حافظ صاحب سے اس حوالے سے بات کی جائے تو عموماً یہ جواب ملتا ہے کہ ہم کیا کریں؟ لوگ کہتے ہیں کہ نمازِ تراویح جلدی ختم کریں، فلاں مسجد میں تو نمازِ تراویح اِتنی جلدی ختم ہوتی ہے اور آپ بہت وقت لگاتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ **پیارے حافظ صاحب!** حروف کی صحیح ادائیگی ضروری ہے جیسا کہ امیر اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنی کتاب ''نماز کے احکام'' میں تحریر فرماتے ہیں: اکثر لوگ ت۔ط، س۔ص۔ث، ا۔ء۔ع، ھ۔ح، ض۔د، ذ۔ز۔ظ، ق۔ک میں کوئی فرق نہیں کرتے۔ یاد رکھیے! حروف بدل جانے سے اگر معنیٰ فاسد ہو گئے تو نماز نہ ہو گی۔[1]

لہٰذا مدرسین اسلامی بھائیوں سے مدنی التجا ہے کہ حفظ کے آغاز ہی سے بچوں کی

---

1 ... نماز کے احکام، ص ۲۰۹، مکتبۃ المدینہ کراچی۔

سبقی، منزل سننے میں اور آپس میں سبقی منزل کے دَور اور الگ سے تلاوت کرنے کے انداز کے حوالے سے بار بار تربیت فرماتے رہیں کہ جب بھی بچہ مدرس کو سبقی، منزل سنائے یا بچے کے ساتھ دَور کرے درست مخارج اور اچھے لہجے کے ساتھ ہی قرآن سنائے۔ جب شروع سے ہی بچے کی حدر کے انداز میں پڑھنے کی تربیت ہو گی اور اچھے لہجے کے ساتھ پڑھنے کی عادت ہو گی تو امید ہے کہ حفظ کرنے کے بعد بھی یہ عادت قائم رہے گی۔ عموماً اس حوالے سے زیادہ خرابی اُس وقت آتی ہے جب بچے آپس میں دَور کرتے ہیں تو جلدی جلدی ایک دوسرے کو سناتے ہیں جس کی وجہ سے یہ عادت ایسی پکی ہو جاتی ہے کہ جب تراویح کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو بہت تیز پڑھتے ہیں اور کئی حروف چبا جاتے ہیں۔ اس حوالے سے شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنی تصنیف فیضانِ سنت صفحہ 1097 تا 1099 میں اپنی کُڑھن کا اظہار کرتے ہوئے ایسے حفاظ کو سمجھاتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: افسوس! آج کل دینی مُعامَلات میں سُستی کا دور دورہ ہے عُموماً تراویح میں قرآنِ پاک ایک بار بھی صحیح معنوں میں ختم نہیں ہو پاتا۔ قرآنِ پاک ترتیل کے ساتھ یعنی ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا چاہیے، مگر حال یہ ہے کہ اگر کوئی ایسا کرے تو لوگ اس کے ساتھ تراویح پڑھنے کے لیے تیار ہی نہیں ہوتے۔ اب وہی حافظ پسند کیا جاتا ہے جو تراویح سے جلدی فارغ کر دے۔ یاد رکھیے! تراویح کے علاوہ بھی تلاوت میں حَرف چبا جانا حرام ہے۔ اگر جلدی جلدی پڑھنے میں حافظ صاحب پورے قرآنِ مجید میں سے صرف ایک حرف بھی چبا گئے تو ختمِ قرآن کی سنّت ادا نہ ہو گی لہٰذا کسی آیت میں کوئی حرف "چَب" گیا یا اپنے "مَخرج" سے نہ نکلا تو لوگوں سے شرمائے بغیر پلٹ جایئے اور درست پڑھ کر پھر

آگے بڑھیے۔ایک افسوس ناک امر یہ بھی ہے کہ حفاظ کی ایک تعداد ایسی ہوتی ہے جسے ترتیل کے ساتھ پڑھنا ہی نہیں آتا۔تیزی سے نہ پڑھیں تو بیچارے بھول جاتے ہیں،ایسوں کی خدمت میں ہمدردانہ مشورہ ہے:لوگوں سے نہ شرمائیں،خدا کی قسم! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضگی بہت بھاری پڑے گی لہٰذا بلا تاخیر تجوید کے ساتھ پڑھانے والے کسی قاری صاحب کی مدد سے از ابتدا تا انتہا اپنا حفظ دُرُست فرمالیں۔مَد و لِین کا خیال رکھنا لازمی ہے نیز مَد، غنّہ، اِظہار، اِخفا وغیرہ کی بھی رعایت فرمائیں۔صاحبِ بہارِ شریعت صدر الشریعہ بدرالطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: فرضوں میں ٹھہر ٹھہر کر قِراءت کرے اور تراویح میں متوسّط (یعنی درمیانہ) انداز پر، رات کے نوافل میں جلد پڑھنے کی اجازت ہے مگر ایسا پڑھے کہ سمجھ میں آ سکے یعنی کم سے کم مدّ کا جو درجہ قاریوں نے رکھا ہے اس کو ادا کرے ورنہ حرام ہے۔اس لیے کہ ترتیل سے (یعنی خوب ٹھہر ٹھہر کر) قرآن پڑھنے کا حکم ہے۔پارہ 29 سورۂ مزمل کی چوتھی آیت میں ارشادِ ربانی ہے: ﴿وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ؕ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔

میرے آقا اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کمالین علیٰ حاشیہ جلالین کے حوالے سے ”ترتیل“ کی وضاحت کرتے ہوئے نقل کرتے ہیں: ”یعنی قرآنِ مجید اس طرح آہستہ اور ٹھہر کر پڑھو کہ سننے والا اس کی آیات و الفاظ گن سکے۔“ نیز فرض نماز میں اس طرح تلاوت کرے کہ جدا جدا ہر حرف سمجھ آئے، تراویح میں متوسط طریقے پر اور رات کے نوافل میں اتنی تیز پڑھ سکتا ہے جسے وہ سمجھ سکے۔مدارک التنزیل میں ہے: قرآن کو

آہستہ اور ٹھہر کر پڑھو، اس کا معنٰی یہ ہے کہ اطمینان کے ساتھ حروف جُدا جُدا، وقف کی حفاظت اور تمام حَرَکات کی ادائیگی کا خاص خیال رکھنا ہے ”تَرْتِیلًا“ اس مسئلہ میں تاکید پیدا کر رہا ہے کہ یہ بات تلاوت کرنے والے کے لیے نہایت ہی ضروری ہے۔

کاش کہ نمازِ تراویح ہو یا فرض نماز یا سنتیں، نوافل یا ویسے ہی تلاوت کرنے کا موقع ہو ہمیں اچھے لہجے میں درست مخارج کے ساتھ تلاوت کرنا نصیب ہو جائے۔ آمین

خوش اِلحانی و عمدگی سے قراءت کرنا:

تین فرامینِ مصطفےٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم: (1) ”قرآنِ پاک کو اپنی آوازوں سے مزیّن کرو۔“[1] (2) ”اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جتنا خوش الحانی کے ساتھ تلاوتِ قرآن کا حکم دیا اتنا کسی اور چیز کا نہ دیا۔“[2] (3) ”جو خوش الحانی سے قرآن نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔“[3]

سیدنا ابن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی خوش الحانی:

ایک روز حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرتِ عبداللّٰہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے ارشاد فرمایا: ”میرے سامنے تلاوت کرو۔“ عرض کی: میں آپ کے سامنے کیا پڑھوں آپ پر ہی تو قرآن اُترا ہے۔ ارشاد فرمایا: ”میں چاہتا ہوں کہ دوسرے سے سنوں۔“ چنانچہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ تلاوت کرتے رہے اور رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی چشمانِ مبارکہ سے آنسو بہتے رہے۔[4]

---

1 . . . ابوداود، کتاب الوتر، باب استحباب الترتیل فی القراءة، ۲/۱۰۵، حدیث: ۱۴۶۸۔

2 . . . مسلم، کتاب صلاة المسافرین وقصرها، باب استحباب تحسین ۔۔۔الخ، ص ۳۹۷، حدیث: ۱۸۴۵ مفهوما، بیروت۔

3 . . . بخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالی: واسروا قولکم۔۔۔الخ، ۴/۵۸۶، حدیث: ۷۵۲۷۔

4 . . . بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب البکاء عند قراءة القرآن، ۳/۴۱۸، حدیث: ۵۰۵۵ ملخصا۔

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی خوش اِلحانی:

حضور نبیِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرتِ سیِّدُنا ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی قراءت سن کر ارشاد فرمایا: ”اے داوٗد عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سی خوش آوازی عطا ہوئی ہے۔“[1] جب یہ بات حضرتِ سیِّدُنا ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو پہنچی تو انہوں نے عرض کی: ”یا رسولَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ سن رہے ہیں تو میں مزید خوش اِلحانی سے پڑھتا۔“[2]

خوش نصیب قاریٔ قرآن:

حضرتِ سیدنا قاری ہیثم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں خواب میں پیارے مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زیارت سے مشرف ہوا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ”تو ہی ہیثم ہے جو خوش الحانی سے قرآن کی تلاوت کرتا ہے؟“ میں نے عرض کی: جی ہاں۔ تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجھے دعا سے نوازتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”اللّٰہ تجھے جزائے خیر عطا فرمائے۔“ مروی ہے کہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان جب اکٹھے ہوتے تو کسی ایک سے کہتے کہ ”قرآن کی کوئی سورت سناؤ۔“[3]

قرآن پڑھتے ہوئے رونا مستحب ہے:

کاش! کہ ہمارے مدرسین اور بچوں کو یہ جذبہ نصیب ہو جائے کہ جب کبھی اکٹھا ہونے کا موقع ملے تو اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے کے بجائے ہم تلاوت کرنے میں مصروف

---

1. ... بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب حسن الصوت بالقراءۃ، ۳/۴۱۶، حدیث: ۵۰۴۸۔
2. ... قوت القلوب، الفصل التاسع عشر، کتاب الجهر بالقرآن ... الخ، ۱/۱۱۲، مرکز اہلسنت برکات رضا۔
3. ... احیاء العلوم، ۱/۸۴۵۔

ہو جائیں، ایک تلاوت کرے اور باقی توجہ سے سنیں یا باری باری سب تلاوت کریں اور یوں صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے مبارک دور کی یادیں تازہ ہوتی رہیں اور کاش کہ انداز ایسا ہو کہ تلاوت کرنے والا بھی رو رو کر تلاوت کرے اور سننے والے بھی اشک بار ہوں کیوں کہ قرآن پڑھتے ہوئے رونا مستحب ہے۔ مصطفٰے جانِ رحمت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”قرآن پڑھو اور روؤ اگر تمہیں رونا نہ آئے تو رونے جیسی صورت بنالو۔“[1] حضرتِ صالح مری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے خواب میں حضور نبیِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سامنے قرآنِ پاک کی تلاوت کی تو آپ نے اِسْتِفْسار فرمایا: ”اے صالح! یہ تلاوتِ قرآن ہے تو رونا کہاں ہے؟“[2] حضرتِ سیدنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ”جب تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لیے سجدۂ تلاوت کرو تو سجدہ کرنے میں جلدی نہ کرو یہاں تک کہ رونے لگو، اگر تم میں سے کسی کی آنکھ نہ روئے تو اس کے دل کو رونا چاہیے۔“ بتکلّف رونے کا طریقہ یہ ہے کہ دل میں غم کو حاضر کرے کہ اس سے رونا پیدا ہوتا ہے۔ حضور نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”قرآن غم کے ساتھ نازل ہوا، لہٰذا جب تم اس کی قراءت کرو تو غم ظاہر کرو۔“[3]

ایامِ عذر میں مدرسات بچیوں کو کیسے پڑھائیں؟

دعوتِ اسلامی کے زیرِ اہتمام بچیوں کے بھی کثیر مدارس المدینہ ہیں۔ جن میں مدرسات ہی بچیوں کو پڑھاتی ہیں۔ بالغہ طالبات کو مدرِّسات مدنی قاعدے کے مفرد

---

1 ... ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا، باب فی حسن الصوت بالقرآن، ۲/۱۲۹، حدیث: ۱۳۳۷۔

2 ... احیاء العلوم، ۱/۸۳۶۔

3 ... مجمع الزوائد، کتاب التفسیر، باب القراءۃ بالحزن، ۷/۳۵۱، حدیث: ۱۱۶۹۴ مفہوما، دار الفکر بیروت۔

حُروف اور کلمے تو پڑھا سکتیں ہیں مگر پوری آیت نہیں پڑھا سکتیں اِسی طرح ناظرہ وحفظ کی آیات بھی نہیں پڑھا سکتیں اور چھو بھی نہیں سکتیں۔ لیکن بچی کا ناظرہ و حفظ قرآنِ کریم سن سکتی ہیں اور غلطی بھی بغیر آیت پڑھے بتا سکتیں ہیں۔ لہٰذا مدرسہ کو چاہیے کہ روٹین سے بچیوں کا قاعدہ وناظرہ اور حفظ کا سبق، سبقی، منزل سنتی رہیں، جہاں جہاں غلطی ہو تو کلمہ توڑ توڑ کر غلطی بتائیں۔

عذر والی طالبات کیا کریں؟

اب رہا یہ مسئلہ کہ بالغہ طالبات عذر کے دنوں میں کیا کریں؟ کیونکہ انہیں قرآنِ پاک پڑھنے اور چُھونے کی بھی اجازت نہیں۔ اس حوالے سے درج ذیل طریقوں پر عمل کرکے سبقی منزل کو مضبوط رکھا جا سکتا ہے تاکہ سبقی منزل کمزور نہ ہو۔

(1) مثلاً عذر والی طالبہ کا سبقی پارہ اگر 26واں پارہ ہے تو وہ کلاس کی کسی بھی بچی جس کی سبقی 26واں پارہ ہو وہ اپنی سبقی اس عذر والی طالبہ کو سنائے اور اسی طرح عذر کے دنوں میں 26واں پارہ روزانہ سبقی کے طور پر کسی نہ کسی بچی کا سنتی رہے۔ (2) عذر والی طالبہ کا منزل کا پارہ اگر 25واں ہے تو کلاس کی جس بچی کا منزل پارہ 25 واں ہے وہ اپنی منزل کا پارہ اس عذر والی طالبہ کو سنائے اور پھر اسی طرح ترتیب سے ہر روز اس عذر والی طالبہ نے جو پارے حفظ کیے ہوں کلاس میں سے جس بچی نے ان پاروں میں سے کوئی پارہ حفظ کیا ہو مدرسہ اس بچی کی ذمہ داری لگائے کہ وہ اپنی منزل کا پارہ اس عذر والی طالبہ کو سنائے اور عذر والی طالبہ لفظ توڑ توڑ کر غلطی بتائے۔ (3) عذر والی طالبہ نے چونکہ خود سبق، سبقی، منزل نہیں سنانا ہوتا اس لیے مدرسہ کو چاہیے کہ وہ عذر والی طالبہ کو مصروف

رکھے اور منزل کے ایک سے زیادہ پارے سننے کے لیے عذر والی طالبہ کو دے اور توجہ کے ساتھ سننے کی تلقین کرے تاکہ سننے کی وجہ سے عذر والی طالبہ کی منزل بھی پختہ ہو۔(4)اگر عذر والی طالبہ کے حفظ شدہ پارے کلاس میں کسی بچی کے نہ ہوں تو اُن پاروں کی آڈیو ریکارڈنگ سننے کی ذمہ داری بھی لگائی جا سکتی ہے کہ روزانہ 2یا3پاروں کی ریکارڈنگ ہینڈ فری لگا کر کلاس میں بیٹھ کر عذر والی طالبہ سُنے۔(5)گھر میں بھی عذر والی طالبہ منزل کو یاد رکھنے کے لیے آڈیو ریکارڈنگ سن کر اپنے پاروں کو مضبوط کر سکتی ہیں۔ (6)عذر کے دنوں میں طالبہ کو پاروں کے رکوع نمبر بھی یاد کرائے جاسکتے ہیں۔(7)عذر کے دنوں میں طالبہ کو فرض علوم سے متعلق اسلامی بہنوں کی نماز، پردے کے بارے میں سوال جواب اور اسلام کی بنیادی باتیں کتاب میں سے مطالعہ بھی مفید رہے گا۔

مار پیٹ کے بغیر کیسے پڑھائیں؟

امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ مار پیٹ کرنے والے مدرسین کو نصیحتیں کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ✿ اساتذۂ کرام کو تاکید ہے کہ طالبِ علم کیسا ہی جرم کرے ڈنڈے سے مارنا تو کُجا اس کو ہاتھ بھی نہ لگائیں۔ ✿ بوقتِ سزا یہ ذہن میں رہنا چاہیے کہ اگر اس جگہ میرا بیٹا ہوتا تو میرے جذبات کیا ہوتے؟ ✿ اپنی ذات کے لیے یا کسی کے اُکسانے پر سزا دینے والے کو قبر و قیامت کی ہولناک سزا کو نہیں بھولنا چاہیے۔ ✿ مار دھاڑ کے علاوہ بھی کوئی ایسی سزا مت دیجئے جو طالبِ علم کو آپ سے باغی بنا دے۔ بار بار ڈانٹ ڈپٹ سے طالبِ علم ڈھیٹ ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے اُستاد سے متنفر بھی ہو سکتا ہے۔ ✿ اگر قصور وار طالب علم کو سزا دینی ضروری ہو جائے تو اُسی کی بھلائی کی نیت سے اس کی صحت و قوتِ

برداشت کے مطابق اِس طرح کی سزائیں دی جاسکتی ہیں۔ مثلاً کلاس میں مہذب الفاظ کے ساتھ اِحساس دلانا، کھڑا رکھنا، کلاس کے باہر کھڑا کر دینا، کھڑا کر کے دونوں ہاتھ اُونچے رکھوانا(دیوار کے ساتھ ٹیک نہ لگے اور ہاتھوں میں خم بھی نہ رکھے اس کا خیال رکھیے) وغیرہ۔[1]

یہ بات تو طے شدہ ہے کہ طالب علموں پر شیطان بہت زیادہ حملہ آور ہوتا ہے، بچے کا ایک دن مدرسے نہ جانا اور اس کے سبق کا ناغہ ہو جانا شیطان کے لیے بڑی خوشی کا باعث ہوتا ہے، لہٰذا نفس وشیطان کے اِس وار کو ناکام بنانے کے لیے سبق میں سُستی کرنے والے بچوں کی یوں تادیب بھی کی جاسکتی ہے: ۞ 313، 500، بار درودِ پاک پڑھیں۔ ۞ 500 بار سُبْحَانَ الله، اَلْحَمْدُ لِلّٰه یا اَللهُ اَکْبَر پڑھیں۔ ۞ (وقت مکروہ نہ ہو تو) 4 رکعت نوافل ادا کریں۔ ۞ 70 بار استغفار پڑھیں۔ ۞ منزل کے 2 اضافی پارے دیکھ کر تلاوت کریں، وغیرہ وغیرہ۔ امید ہے اِس طرح شیطان کا منہ کالا ہو گا اور آئندہ بچے کی سُستی میں کمی آئے گی۔ (اوراد و وظائف تادیب کے طور پر کبھی کبھار کروانے سے ہی فائدہ ہوتا ہے۔)

سمجھائیے کہ سمجھانا مفید ہے:

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

وَّ ذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۵۵﴾ (پ ۲۷، الذّٰریٰت: ۵۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور سمجھاؤ کہ سمجھانا مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے۔

اِس آیت کے تحت تفسیر صراط الجنان میں ہے: معلوم ہوا کہ نیک کاموں کی ترغیب دیتے اور بُرے کاموں سے منع کرتے رہنا چاہیے، اس کا ایک فائدہ یہ ہے کہ جسے سمجھایا

---

[1] ... راہنمائے مدرسین، ص ۹، مکتبۃ المدینہ کراچی۔

جائے اس کے بارے میں اُمید ہوتی ہے کہ وہ بُرے کام چھوڑ کر نیک کام کرنے لگے گا اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ نیکی کی دعوت دینے اور بُرائی سے منع کرنے کی ذمہ داری پوری ہو جاتی ہے۔[1]

عموماً مدارس المدینہ میں اجتماعی طور پر سمجھانے کا سلسلہ ہوتا ہے مگر انفرادی طور پر سمجھانے کا فقدان ہے۔ مثلاً بچے نے سبق، سبقی، منزل میں اَغلاط کیں تو ڈانٹ ڈپٹ کر کے بچے کو بٹھا دیا جاتا ہے عموماً سمجھانے کا ذہن نہیں ہوتا یا اگر ایک بار سمجھا دیا تو دوسری بار سمجھانے کا ذہن نہیں ہوتا جس کی وجہ سے بچے اِصلاح سے محروم رہ جاتے ہیں اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اگلے دن بچہ پھر وہی اَغلاط کرتا ہے تو اب مدرس پریشان ہو کر یا غصّے میں آ کر بچے کو سزا دیتا ہے۔ مدرس کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو نارمل رکھے اور بچوں کو زیادہ سے زیادہ سمجھانے کا ہی سلسلہ رکھے اور بچوں میں یہ اِحساس پیدا کرے کہ وہ مدرسۃ المدینہ میں پڑھنے کے لیے آئے ہیں، انہیں اپنا ناظرہ یا حفظ جلد از جلد مکمل کرنا ہے اس کے لیے انہیں اپنے سبق، سبقی یا منزل کو اچھی طرح یاد کر کے سنانا ہو گا۔ وغیرہ

بچوں کو سمجھانے کے حوالے سے مدرسۃ المدینہ کے ایک ناظم صاحب کا انداز بہت اچھا نظر آیا۔ مثلاً کسی مدرس نے بچے کو اس لیے ناظم صاحب کے دفتر میں بھیجا کہ سبق میں اغلاط تھیں۔ تو ناظم صاحب بچے کو کچھ اس طرح احساس دلاتے کہ ”سب بچوں نے اپنا دُرست سبق سنایا اور اُن کو اگلے دن کا سبق ملا مگر آپ نے اچھے طریقے سے یاد نہیں کیا جس کی وجہ سے آپ کا سبق کچا ہوا، سب بچے کل اپنا نیا سبق سنائیں گے جبکہ آپ پھر اُسی

---

1 ... تفسیر صراط الجنان، پ ۲۷، الذّٰریٰت، تحت الآیۃ: ۵۵، ۹/ ۵۱۰۔

سبق کو دوبارہ سنائیں گے، آپ کا سبق ایک دن پیچھے رہ گیا۔ پھر آپ نے توجہ سے سبق یاد نہیں کیا جس کی وجہ سے قاری صاحب بھی آپ سے ناراض ہوئے، آپ کے والدین تک جب یہ بات پہنچے گی تو وہ بھی پریشان ہوں گے، زیادہ پڑھنے کی وجہ سے جو ثواب ملنا تھا اس سے بھی محرومی رہی، میرے سامنے بھی آپ کی اہمیت کم ہوئی، اگر آپ مسلسل کوشش کرتے جس طرح پہلے کر رہے تھے اور دُرست سبق سنا دیتے تو میرا اور آپ کا قیمتی وقت بھی اس کام میں صَرف نہ ہوتا، امید ہے کہ آپ آئندہ شکایت کا موقع نہیں دیں گے اور اب آپ نے یہ سبق اتنے اچھے انداز سے یاد کرکے سنانا ہے کہ آپ کے قاری صاحب میرے سامنے آکر آپ کی تعریف کریں کہ فلاں بچہ تو بہت اچھا ہو گیا ہے اب اس کے سبق میں کوئی غلطی نہیں ہے۔ وغیرہ

اِس انداز سے سمجھانے سے بہت فائدہ نظر آیا ہے۔ لہٰذا مدرسین سے التجا ہے کہ بچے کو اس کی غلطی پر سمجھائیں اور ڈانٹ ڈپٹ سے حتی الامکان گریز ہی فرمائیں۔ بعض مدرسین کی یہ عادت ہوتی ہے کہ بچوں کو بُرے القابات سے پکارتے ہیں یا طنزیہ جملے استعمال کرتے ہیں جس کی وجہ سے بھی بعض بچے Dis heart ہو جاتے ہیں۔ اس طرح کے معاملات سے بچنا بھی ضروری ہے جس سے متنفر ہو کر بچے مدرسہ چھوڑ جائیں یا دعوتِ اسلامی سے ہی بد ظن ہو جائیں، ویسے بھی نرمی سے جو کام لیا جا سکتا ہے وہ سختی سے نہیں لیا جا سکتا، سختی سے عموماً نقصان ہی ہوتا ہے، احادیثِ مبارکہ میں بھی نرمی اور بُردباری کے کثیر فضائل بیان ہوئے ہیں۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

نرمی کے فضائل:

نرمی کے چار حروف کی نسبت سے چار فرامینِ مصطفٰے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم: **(1)** ”بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ نرمی فرمانے والا ہے اور نرمی کو پسند فرماتا ہے اور جو انعام نرمی پر عطا فرماتا ہے وہ سختی پر عطا نہیں فرماتا۔“[1] **(2)** ”جو نرمی سے محروم کیا گیا وہ تمام بھلائی سے محروم کر دیا گیا۔“[2] **(3)** ”جس چیز میں نرمی ہوتی ہے اسے زینت بخشتی ہے اور جس چیز سے نرمی نکل جاتی ہے اُسے عیب دار کر دیتی ہے۔“[3] **(4)** ”جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی گھر والوں کو پسند فرماتا ہے تو اُن میں نرمی پیدا فرما دیتا ہے۔“[4]

چھٹیاں کنٹرول کرنے کے طریقے:

مدارس المدینہ کے مدرسین کی ایک تعداد ہے جنہیں مدنی منوں سے یہ شکایت ہوتی ہے کہ بچے چھٹیاں بہت کرتے ہیں جس سے تعلیم کا حرج ہوتا ہے۔اس سلسلے میں چند ہدایات پر عمل کرکے بچوں کی چھٹیاں کنٹرول کی جاسکتی ہیں:

(1) فرمانِ امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ: ”ترغیب کے لیے خود سراپا ترغیب بن جائیے۔“ تجربہ یہی ہے کہ جو مدرسین خود چھٹی نہیں کرتے اُن کی کلاس کے بچے بھی بہت کم چھٹیاں کرتے ہیں، جو مدرسین خود بلاوجہ چھٹیاں کرتے ہیں تو وہ اپنے بچوں کو چھٹیاں نہ کرنے کی ترغیب کیسے دلائیں گے؟ بچوں پر اُن کی ترغیب کا اثر نہیں ہوگا۔اگر

---

1. ۔ ۔ ۔ مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب فضل الرفق، ص ۱۰۷۲، حدیث: ۶۶۰۱۔
2. ۔ ۔ ۔ مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب فضل الرفق، ص ۱۰۷۲، حدیث: ۶۵۹۸۔
3. ۔ ۔ ۔ مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب فضل الرفق، ص ۱۰۷۳، حدیث: ۶۶۰۲۔
4. ۔ ۔ ۔ مسند امام احمد، مسند السیدۃ عائشۃ رضی اللہ عنہا، ۹/۳۴۵، حدیث: ۲۴۴۸۱، دار الفکر بیروت۔

آپ چاہتے ہیں کہ بچے چھٹیاں نہ کریں تو سب سے پہلے خود چھٹیاں کرنا چھوڑ دیں اور پھر بچوں کو ترغیب دلائیں۔

(2)بچوں کو اس طرح ترغیب دلائی جائے کہ چھٹی کرنے پر آپ تلاوتِ قرآن کے کثیر ثواب سے محروم ہو سکتے ہیں، کیونکہ جو بچہ روزانہ مدرسۃ المدینہ میں آتا ہے مثلاً اگر وہ 16 لائنیں سبق سناتا ہے، ایک پارہ سبقی اور ایک پارہ منزل سناتا ہے، اسی طرح سبقی منزل میں دور کا سلسلہ ہوتا ہے اور سبقی، منزل سنانے سے پہلے کم از کم ایک ایک بار پارے کو پڑھنا ہوتا ہے یوں تقریباً ہر بچہ روزانہ مدرسے کے اوقات میں 6 پاروں سے زیادہ قرآنِ مجید کی تلاوت کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔ قرآنِ مجید، فُرقانِ حمید ربّ تعالیٰ کا مبارک کلام ہے، اس کا پڑھنا ثواب، پڑھانا ثواب، اس کا سننا ثواب، سنانا بھی ثواب کا کام ہے۔ قرآنِ پاک کا ایک حرف پڑھنے پر 10 نیکیوں کا ثواب ملتا ہے، فرمانِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: "جو شخص کتابُ اللّٰہ کا ایک حرف پڑھے گا اس کو ایک نیکی ملے گی جو دس کے برابر ہو گی۔ میں یہ نہیں کہتا کہ الٓمّٓ ایک حرف ہے، بلکہ اَلِف ایک حرف، لام ایک حرف اور میم ایک حرف ہے۔"[1] یوں احساس و ترغیب دلانے سے چھٹیوں پر کنٹرول ہو سکتا ہے۔

(3)چھٹیاں کنٹرول کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ جو بچے چھٹیاں نہیں کرتے مدرس ان بچوں کی اس طرح حوصلہ افزائی کرے کہ حاضری رجسٹر پر ہر بچے کی کیفیت کے کالم میں حوصلہ افزائی کے نہ صرف الفاظ لکھے بلکہ پوری کلاس کے سامنے بیان بھی کرے۔ مثلاً محمد کاشف عطاری نے 6 ماہ سے کوئی چھٹی نہیں کی مرحبا! صد مرحبا! محمد اسد

---

1 . . . ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء فی من قرأ حرفا من القرآن... الخ، ۴/۴۱۷، حدیث: ۲۹۱۹۔

عطاری نے گزشتہ 2 ماہ سے کوئی چھٹی نہیں کی، سُبْحَانَ اللہ، محمد حماد عطاری نے ایک ماہ سے کوئی چھٹی نہیں کی مَاشَاءَ اللہ اور ساتھ ہی مکتبۃ المدینہ کا پاکٹ سائز رسالہ تحفے میں بھی دے دیجئے۔اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ حوصلہ افزائی کی وجہ سے جس بچے نے ایک ماہ میں کوئی چھٹی نہیں کی وہ دوسرے ماہ بھی چھٹی نہیں کرے گا اور 2 ماہ والا بچہ 3 ماہ پر آئے گا اور چھ ماہ والا مزید آگے چھٹیاں نہیں کرے گا۔ کیوں کہ بچے کو یہ پتا ہے کہ حاضری رجسٹر پر میرے حاضری کے کالَم میں یہ لکھا ہوا ہے کہ میری 1 ماہ سے کوئی چھٹی نہیں ہے اور مجھے تحفہ بھی ملا ہے، اس طرح کی حوصلہ افزائی سے بھی چھٹیوں پر کنٹرول ہو جائے گا۔ لاہور کے مدرسۃ المدینہ کے ایک قاری صاحب نے یہ طریقہ اپنایا تو اُن کی کلاس کے بچے چھٹی نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ کئی بچے ایسے تھے جنھوں نے مکمل حفظ کیا مگر کوئی چھٹی نہیں کی اور بعض کا 12 ماہ سے زیادہ عرصہ گزر گیا مگر انہوں نے کوئی چھٹی نہیں کی، بعض نے 6 ماہ سے کوئی چھٹی نہیں کی اور مکمل کلاس کی کیفیت یہ تھی کہ 3 ماہ سے کسی بچے نے کوئی چھٹی نہیں کی تھی۔

(4) بعض قاری صاحبان کا یہ جذبہ ہوتا ہے کہ ہماری کلاس کا کوئی بھی بچہ چھٹی نہ کرے، یہ جذبہ تو بہت اچھا ہے لیکن وہ قاری صاحبان غلطی یہ کرتے ہیں کہ صحیح عذر ہونے کے باوجود چھٹی نہیں دیتے، جس سے بچوں کا ذہن خراب ہو جاتا ہے اور وہ جہاں آدھے دن کی چھٹی کرنی تھی وہاں پورے دن کی چھٹی کر لیتے ہیں کہ قاری صاحب نے آدھی چھٹی تو دینی نہیں ہے چلو پوری چھٹی کر لیتے ہیں، اگر صحیح عذر کی صورت میں بچے کو مدرسے میں آکر اپنی حاضری لگوانے کے بعد رخصت دے دی جائے تو بھی غیر حاضریوں پر کافی کنٹرول کیا جاسکتا ہے اور اس طرح بچہ اگلے دن مدرسہ میں آجاتا ہے۔

(5) بعض اوقات کسی وجہ سے ایک چھٹی کرنی ہوتی ہے مگر زیادہ ہو جاتی ہیں، وہ اس طرح کہ جس دن چھٹی کی اس دن گھر میں عموماً سبق، سبقی اور منزل یاد کرنے کی ترکیب نہیں ہوتی جس کی وجہ سے اگلے دن کی بھی چھٹی ہو جاتی ہے کیونکہ سبق یاد نہیں کیا ہوتا اور بعض اوقات یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ مزید زیادہ دن بلکہ ایک ایک ہفتہ کی چھٹیاں چل رہی ہوتی ہیں کیوں کہ اب چھٹیاں زیادہ ہو گئی ہیں اور سرپرست کو ساتھ لے جانے کی حاجت ہوتی ہے اور سرپرست کی اپنی مصروفیت کی وجہ سے اُن کو مدرسے جانے کا وقت نہیں مل رہا ہوتا جس کی وجہ سے بعض اوقات بچہ مدرسہ ہی چھوڑ دیتا ہے۔ لہٰذا بچوں کی اس طرح تربیت کیجئے کہ معمولی بیماری یا شادی بیاہ وغیرہ کے معاملے میں اگر چھٹی کی حاجت ہو تو ہاف ڈے رخصت لے لیں یا مدرسہ آکر سبق وغیرہ سنا کر رخصت لے لیں یا پھر مدرسہ آکر حاضری لگوا کر واپس چلے جائیں مگر پورے دن کی چھٹی نہ ہو، اس کے کثیر فوائد ہیں، مدارس المدینہ میں بعض بچوں کی مدرسے میں حاضری کے اعتبار سے کارکردگی حیران کن ہے، کیسی ہی مجبوری کیوں نہ ہو بڑے بڑے خوشی، غمی کے مواقع پر بھی مدرسۃ المدینہ میں پڑھنے کے لیے آجاتے ہیں مکمل قرآنِ پاک حفظ ہو جاتا ہے مگر اُن کی کوئی چھٹی نہیں ہوتی اِس کی چند مثالیں پیشِ خدمت ہیں۔

۞ لاہور کے مدرسۃ المدینہ کا ایک بچہ جس کے والد صاحب انتقال کر گئے مگر وہ مدرسۃ المدینہ میں پڑھنے کے لیے آئے ہوئے تھے۔ مدرسۃ المدینہ کے ناظم صاحب نے خود ہی انہیں رخصت دی کہ آپ گھر چلے جائیں۔

۞ لاہور ہی کے مدرسۃ المدینہ کا ایک بچہ جس کا ایکسیڈنٹ ہو گیا، شدید چوٹیں آئیں

پٹیاں کی ہوئیں تھیں مگر مدرسۃ المدینہ میں آگیا، مدرسۃ المدینہ سے چھٹی نہیں کی کہ میری مدرسے میں غیر حاضری نہ لگ جائے، مدرسۃ المدینہ کے ناظم صاحب نے حاضری لگوا کر بچے کو رخصت دے دی۔

❁ چھٹی نہ کرنے کا جذبہ مرحبا! ایک مدرسۃ المدینہ میں دو بھائی پڑھتے تھے ان کے کسی عزیز کی اسلام آباد میں شادی تھی وہ ایک دن ہاف ڈے رخصت لے کر ٹرین کے ذریعے اسلام آباد چلے گئے اور رات کو بارات میں شرکت کی اور اگلے دن دوپہر کو ولیمے میں شرکت کی اور بائی ائیر واپس آگئے اور چھٹی سے پہلے مدرسہ پہنچ گئے۔ یوں لاہور سے اسلام آباد میں دو دن شادی میں شرکت کی اور مدرسہ میں غیر حاضری بھی نہیں ہوئی۔ مدارس المدینہ میں اس طرح کی کئی مثالیں ہیں کہ بچے اپنا ناظرہ اور حفظ چھٹی کیے بغیر مکمل کرلیتے ہیں۔ مدرسین اور ناظمین کی بھی ایک تعداد ہے جو سالہا سال مدارس المدینہ سے چھٹی نہیں کرتے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مدرسین اور بچوں کی چھٹی نہ کرنے کی 2018 کی کارکردگی:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ سن 2018 میں 548 بچوں نے بغیر چھٹی کے حفظ و ناظرہ مکمل کرنے کی سعادت حاصل کی اور ایسے مدرسین و ناظمین جنہوں نے چھٹی نہیں کی ان کی تعداد 337 ہے حالانکہ خوشی و غمی کے کئی ایسے مواقع آتے ہیں جس میں شرکت کرنا بہت ضروری ہوتا ہے مگر یہ مدرسینِ کرام اپنے ذاتی معاملات پر بچوں کی تعلیم کو ترجیح دیتے ہیں۔ جبکہ دعوتِ اسلامی کے مدارس المدینہ میں پڑھانے والے مدرسین کو سالانہ 12

چھٹیاں کرنے کی اجازت بھی ہوتی ہے مگر بچوں کی تعلیم کے حرج کے پیشِ نظر انہوں نے ایک بھی چھٹی نہیں کی، ان تمام بچوں اور مدرسین کی کوششیں صد کروڑ مرحبا۔

بچوں کی اہمیت و حوصلہ افزائی:

قاری صاحبان اپنی کلاس کے ہر ہر بچے کو اہمیّت دیں کسی بھی بچے کو نظر انداز نہ کریں کیونکہ ہو سکتا ہے یہ جو دیکھنے میں بظاہر ایک عام بچہ ہے ہو سکتا ہے کہ مستقبل کے بہت بڑے مفتی ہوں یا کوئی بہت اچھے مبلغ دعوتِ اسلامی ہوں یا کوئی دعوتِ اسلامی کے رکنِ شوریٰ ہوں۔ ہمارے اسلاف اپنے شاگردوں کو کتنی اہمیت دیتے تھے اور کس انداز میں حوصلہ افزائی فرماتے تھے اس ضمن میں ایک حکایت پیشِ خدمت ہے:

مصنفِ آبِ کوثر مفتی محمد امین صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ محدثِ اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی رہائش گاہ پر نلکا (Hand Pump) لگ رہا تھا، آپ درسِ حدیثِ پاک سے فارغ ہو کر گھر تشریف لائے اور نلکا لگانے والوں سے فرمایا کہ اب چھٹی کرو کہ آرام کا وقت ہے، ظہر کے بعد کام مکمل کر لینا۔ ان کے جانے کے بعد آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے مجھے اور میرے بڑے بھائی حضرت مولانا حاجی محمد حنیف صاحب کو بلوایا اور فرمایا کہ مستری نلکا لگانے کے لیے ریت نکال رہے تھے ظہر کے بعد آئیں گے اب تم دونوں ریت نکالو۔ ابھی ہم دونوں بھائیوں نے ایک بالٹی ریت نکالی تھی کہ آپ نے فرمایا کہ اب رہنے دو۔ یہ سن کر ہم دونوں شرمندہ ہوئے کہ شاید کام صحیح نہیں کر سکے۔ آپ ہماری شرمندگی بھانپ گئے اور فرمایا: یہ جن کا کام ہے وہی کریں گے۔ تم دونوں کو اس لئے بلایا تھا کہ تمہارے ہاتھ لگ جائیں گے تو اِنْ شَآءَ اللہ تعالٰی

پانی میٹھا نکل آئے گا۔[1]

مدرسۃ المدینہ کے ایک مدرس کی حوصلہ افزائی کا نہایت ہی پیارا انداز دیکھا گیا ہے کہ وہ بچے کی پہلے اچھی کارکردگی کو ناظم اور سرپرست کے سامنے بیان کرتے اور کبھی بچے کی سبق نہ یاد کرنے یا سبقی منزل کی غلطیوں کی کمزوری بیان کرنا مقصود ہوتا تو یوں بیان کرتے کہ **"یہ بچہ بہت اچھا ہے، سبق بہت اچھا سناتا ہے، سبقی بھی اچھی سناتا ہے اور ڈسپلن کی بھی اچھی کیفیت ہے، یونیفارم بھی صاف ستھرا ہوتا ہے مگر آج منزل میں انہوں نے اتنی غلطیاں کی ہیں، اگر منزل کی غلطیاں دُور کرلیں تو اِن کی کارکردگی کو چار چاند لگ جائیں گے۔"** یوں شکایت کم اور حوصلہ افزائی زیادہ محسوس ہوتی، بچہ دل برداشتہ بھی نہیں ہوتا اور سبق یا منزل کی کمزوری بھی دُور ہو جاتی۔ اس مدرس میں دوسری خصوصیت یہ تھی کہ اپنی کلاس میں آنے والے کسی بچے کو مدرسہ نہیں چھوڑنے دیتے تھے۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوا کہ بچہ مدرسہ چھوڑ کر چلا گیا لیکن قاری صاحب اس بچے کو واپس لے آئے، چند بچے دورانِ حفظ کئی بار مدرسہ چھوڑ گئے لیکن اُس قاری صاحب نے بھی ہمت نہ ہاری اور اُنہیں دوبارہ مدرسے میں لے آتے اور رب تعالیٰ کے کرم سے اُن بچوں کو حفظ کروانے میں کامیاب ہو گئے۔ اللہ کریم انہیں مزید برکتیں عطا فرمائے، اُن کی اِن کوششوں کو قبول فرمائے۔ آمین

حفظ و ناظرہ کا سالانہ تکمیلی شیڈول:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کے مدارس المدینہ میں ہر سال ہزاروں بچے اور

---

1 ... فیضان محدثِ اعظم پاکستان، ص ۳۷، مکتبۃ المدینہ کراچی۔

بچیاں حفظ و ناظرہ مکمل کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ مدارس المدینہ مجلس کی طرف سے باقاعدہ تکمیلی شیڈول بنایا گیا ہے جس میں مدارس المدینہ میں ہر مدرس، ناظم، کابینہ ناظم، زون ناظم، ریجن ناظم و نگران مجلس کو باقاعدہ ایک ہدف دیا گیا کہ ایک سال میں ہر مدرس اور دیگر ذمہ داران کو اپنے مدارس سے کتنے حفاظ اور ناظرہ مکمل کرنے والے بچے دینے ہیں 2019 کا تکمیلی شیڈول درج ذیل ہے:

تجدید اجارہ پر تکمیلی کیفیت مدرسۃ المدینہ للبنین کے اہداف 2019

نمبر شمار	ذمہ داری	رزلٹ کارکردگی		حفظ		ناظرہ		جزوقتی رزلٹ کارکردگی		ناظرہ جزوقتی	
		بہتر	ممتاز	بہتر	ممتاز	بہتر	ممتاز	بہتر	ممتاز	بہتر	ممتاز
1	مدرس	70	80	4	6	12	16	65	75	7	8
2	ناظم	70	80	4	4	10	12	65	75	5	6
3	کابینہ ناظم	70	80	3	4	10	12	65	75	4	5
4	زون ناظم	70	80	2	3	8	10	65	75	4	5
5	صوبائی ناظم	70	80	2	3	7	8	65	75	3	4
6	پاکستان ذمہ دار	70	80	1	2	6	7	65	75	2	3

تجدید اجارہ پر تکمیلی کیفیت مدرسۃ المدینہ للبنات کے اہداف 2019

نمبر شمار	ذمہ داری	رزلٹ کارکردگی		حفظ		ناظرہ		جزوقتی رزلٹ کارکردگی		ناظرہ جزوقتی	
		بہتر	ممتاز	بہتر	ممتاز	بہتر	ممتاز	بہتر	ممتاز	بہتر	ممتاز
1	مدرسہ	70	80	4	5	10	12	65	75	6	8
2	ناظمہ	70	80	3	4	8	10	65	75	5	6
3	کابینہ ناظمہ	70	80	2	3	8	10	65	75	4	5
4	زون ناظمہ	70	80	2	3	6	8	65	75	4	5
5	پاکستان ذمہ دار	70	80	1	2	5	6	65	75	3	4

مدارس المدینہ میں اکثر مدرسین ایسے ہیں جو ممتاز کیفیت میں اپنی کارکردگی پوری کرتے ہیں اور بعض مدرسین کی کارکردگی تو واقعی ایسی ہوتی ہے جو قابلِ رشک ہوتی ہے۔

حفاظ وناظرہ خواں بنانے والے ٹاپ 26 مدرسین 2018

حفاظ وناظرہ خواں بنانے والے ٹاپ 26 مدرسین 2018 (مدرسۃ المدینہ پاکستان)

نمبر شمار	زون	مدرس	مدرسۃ المدینہ	تعداد	زون	مدرس	مدرسۃ المدینہ	تعداد
1	ہجویری	عمران عطاری	گلزار حبیب	28	عطاری	عاصم عطاری	گلشن راوی	94
2	ترمذی	محمد اسلم عطاری	پھگواڑی	15	ہجویری	عرفان عطاری	نورانی مسجد	70
3	چشتی	مزمل عطاری	کھڑیانوالہ	14	سہروردی	محمد اقبال	اشاعت الاسلام	63
4	ہجویری	علی حسن عطاری	جمال مصطفٰے	14	ترمذی	محمد کاشف عطاری	عطار نگر	56
5	چشتی	عبد الجبار عطاری	عثمان ٹاؤن	13	ہجویری	عتیق عطاری	فیضان مدینہ شیخوپورہ	54
6	چشتی	ظہیر عطاری	تاجدار مدینہ	12	ہجویری	شفیق عطاری	گلزار حبیب	53
7	چشتی	عثمان عطاری	سدھار	12	حسینی	افتخار شاہ	فیضان مدینہ میانوالی	52
8	چشتی	محمد علی رضوی	فیضان مدینہ اوکاڑہ	12	چشتی	محمد اسلام عطاری	بانگے والی مسجد	51
9	ہجویری	سلیم عطاری	گلستان مدینہ	12	ہجویری	امجد عطاری	فیضان مدینہ شیخوپورہ	49
10	ہجویری	عدنان عطاری	پرانا کاہنہ	12	ترمذی	عبد الماجد عطاری	فیضان مدینہ گوجرانوالہ	44
11	ہجویری	حسن سعید عطاری	گھیانہ	12	چشتی	محمد اعظم عطاری	فیضان مدینہ سردار آباد	41
12	ہجویری	یامین عطاری	گلشن راوی	12	چشتی	یعفور عطاری	فیضان مدینہ سردار آباد	40
13	ہجویری	جمیل عطاری	فیضان مدینہ شیخوپورہ	12	ہجویری	زم زم عطاری	عامر ٹاؤن	40
14	صدیقی	محمد کامران عطاری	پھالیہ	11	چشتی	محمد عرفان عطاری	میاں چنوں	39
15	سہروردی	غلام شبیر	عثمان پورہ	11	ہجویری	بلال عطاری	فیضان مدینہ کاہنہ	39
16	ترمذی	محمد ذیشان عطاری	مغلاں مسجد علی پور	11	سہروردی	عثمان سلیم	فیضان مدینہ	38
17	فاروقی	محمد سعید	گلزار حبیب	11	ہجویری	بلال عطاری	گڑھی شاہو	38
18	صدیقی	سخاوت علی بٹ	اگوکی	11	صدیقی	محمد امین عطاری	فیضان مدینہ کنجاہ	38
19	صدیقی	نصیر احمد	مسجد بلال سیالکوٹ	11	ترمذی	محمد عمران عطاری	عرفات کالونی	37
20	صدیقی	لیاقت علی	دھیدو والی ڈسکہ	11	چشتی	وسیم عطاری	آدم چوک	37
21	چشتی	محمد عمیر عطاری	پینسرہ	11	ترمذی	محمد عظیم عطاری	تلونڈی	36
22	چشتی	شاہسوار	چیچہ وطنی	11	چشتی	لیاقت عطاری	گلزار مدینہ عارف والا	36
23	چشتی	محمد انور عطاری	عثمان ٹاؤن	11	چشتی	یاسر عطاری	97 گوجرہ	36
24	چشتی	محمد عمران عطاری	کھڑیانوالہ	11	ہجویری	صابر عطاری	شان عطار	36
25	چشتی	محمد آکاش عطاری	فیضان مدینہ سمندری	11	ہجویری	اخلاق عطاری	سوڈیوال	36
26	غزالی	قمر عثمان	گوندل	11	ہجویری	محمد آصف عطاری	طفیل مسجد	35

کامیابی کے لیے اِستقامت ضروری ہے:

کسی بھی کام میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے مستقل مزاجی اور اِستقامت کا ہونا

ضروری ہوتا ہے۔ بزرگوں کا یہ مقولہ بھی خوب ہے: ''اَلْاِسْتِقَامَۃُ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ یعنی استقامت کرامت سے بڑھ کر ہے۔''[1] مدارس المدینہ میں بھی وہی مدرسین زیادہ حفظ و ناظرہ کی تکمیل کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں جو استقامت کے ساتھ ایک ہی مدرسۃ المدینہ میں ایک لمبے عرصے تک پڑھانے میں کامیاب ہوتے ہیں۔

استقامت سے محرومی کے نقصانات:

بعض مدرسین کی طرف سے آئے دن اس طرح کے مطالبات آتے رہتے ہیں مثلاً ❁ میرے گھر کے قریب مدرسۃ المدینہ کھل چکا ہے، میرا گھر کے قریب والے مدرسے میں تبادلہ کر دیجیے۔ ❁ میں گھر سے 4 کلو میٹر کے فاصلے سے روزانہ بہت دُور سے آتا ہوں جبکہ ایک مدرسۃ المدینہ ہمارے گھر سے 3 کلو میٹر پر بھی واقع ہے میرا گھر کے قریب والے مدرسے میں تبادلہ کر دیجیے۔ ❁ مجھے اِس مدرسۃ المدینہ میں مسائل ہیں مجھے فُلاں مدرسۃ المدینہ میں شفٹ کر دیجیے۔ ❁ میری فلاں مدرس یا ناظم سے ذہنی ہم آہنگی نہیں ہو رہی مجھے فُلاں مدرسۃ المدینہ میں شفٹ کر دیجیے۔ ❁ اس مدرسۃ المدینہ میں بچے کمزور ہیں اس لیے میرا رزلٹ بہتر یا ممتاز نہیں آتا لہٰذا مجھے فلاں مدرسۃ المدینہ میں بھیج دیجیے۔ ❁ میرا اس مدرسۃ المدینہ میں دل نہیں لگ رہا اس لیے مجھے فلاں مدرسۃ المدینہ میں بھیج دیجیے۔ ❁ یہاں سہولیات بہت کم ہیں فلاں مدرسۃ المدینہ میں زیادہ ہیں اس لیے مجھے وہاں شفٹ کر دیجیے۔ ❁ یہاں کا موسم سرد یا گرم ہے۔ ❁ یہاں کا ماحول ٹھیک نہیں ہے وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ اگر ہم اپنے اَسلاف کو دیکھیں کہ کن مشکلات میں انہوں

---

[1] ... جنت کے طلبگاروں کے لیے مدنی گلدستہ، ص ۲۲، مکتبۃ المدینہ کراچی۔

نے دِینی ادارے قائم کیے اور پھر زندگی بھر اُسی ادارے میں خدمتِ دِین میں مصروف رہے اور ہمارے اَسلاف کی ایک تعداد ہے کہ جن کے مزارات اسی مدرسہ کے احاطہ میں اپنی برکتیں لُٹاتے نظر آتے ہیں۔ کیا ان بزرگوں کو مسائل کا سامنا نہیں کرنا پڑتا تھا؟ کیا انہیں پریشانیاں لاحق نہیں ہوتی تھیں؟ کیا یہ تمام حضرات اپنے اپنے گھروں کے قریب والے مدرسوں یا درسگاہوں میں پڑھاتے تھے؟ نہیں ہرگز نہیں بلکہ انہیں جہاں خدمتِ دِین کا موقع ملتا تھا وہیں اپنا گھر بساتے تھے اور بعضوں کے وہیں مزار بھی بنتے تھے۔ امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی ذاتِ مبارکہ کو دیکھ لیجئے کہ جب عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ باب المدینہ کراچی کا تعمیراتی کام مکمل ہوا تو اس کی آبادکاری کے لیے آپ نے اپنا گھر ہی تبدیل کرلیا اور فیضان مدینہ کے قریب پیر کالونی میں رہائش اختیار فرمالی۔

مسائل کے باوجود استقامت:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ مدارس المدینہ میں بھی مدرسین کی ایک تعداد ہے جو دوسرے شہروں سے آکر مدرسۃ المدینہ میں پڑھا رہے ہیں یا نظامت کے فرائض سر انجام دے رہے ہیں اور جس مدرسۃ المدینہ میں مجلس نے تقرر کردیا وہیں پر نہ صرف اپنی خدمات سر انجام دے رہے ہیں بلکہ انہوں کبھی یہ مطالبہ بھی نہ کیا کہ مجھے یہاں مسائل ہیں، مجھے فلاں مدرسۃ المدینہ میں بھیج دیں۔ حالانکہ بعض جگہوں پر شروع میں تو ان کو بہت زیادہ مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے مگر وہ خوش دلی وخوش اسلوبی کے ساتھ ان مسائل کا سامنا کرتے ہیں اور مسائل وپریشانیوں کی وجہ سے راہِ فرار اختیار نہیں کرتے اور ایک وقت آتا ہے کہ ان کے وہ مسائل بھی حل ہوجاتے ہیں اور وہ وہاں کے ماحول میں بھی ڈھل جاتے ہیں۔

بلاوجہ تبادلوں کے نقصانات:

تبادلے کا زیادہ مطالبہ عموماً نئے مدرسین کی طرف سے آتا ہے جو پڑھانے میں اِتنے ماہر نہیں ہوتے اور چھوٹی چھوٹی باتوں سے پریشان ہو جاتے ہیں۔ بار بار کے تبادلوں سے بچوں کی تعلیم کا بہت حرج ہوتا ہے، بالخصوص شعبہ حفظ میں تو کئی بچے مدرسہ چھوڑ جاتے ہیں، کئی بچوں کی منزلیں کمزور ہو جاتی ہیں، جس مدرس کا تبادلہ ہوتا ہے اس کا دوسری کلاس کے بچوں کی نفسیات کو سمجھنے میں وقت لگتا ہے اور اس کلاس میں جو قاری صاحب آئیں گے وہ بھی بچوں کو اُسی انداز سے پڑھا پائیں یہ بھی ضروری نہیں ہوتا۔ بلکہ بعض اوقات تبادلوں پر تبادلے ہو رہے ہوتے ہیں کہ ان قاری صاحب کا بھی مدرسے میں دل نہیں لگا، دو ماہ بعد یہ بھی تبادلے کا مطالبہ کر رہے ہوتے ہیں اور یوں بچوں کی تعلیم کا زبردست نقصان ہو رہا ہوتا ہے اور بعض اوقات یوں بھی ہوتا ہے کہ ایک تبادلے کی وجہ سے کئی تبادلے ہو رہے ہوتے ہیں۔ یعنی ایک مدرس چند کلو میٹر گھر کے قریب تو ہو جاتے ہیں مگر ان کی وجہ سے 2 سے 3 یا 4 درجات کے بچے ڈسٹرب ہوتے ہیں وہ اس طرح کہ ایک مدرس کی جگہ بنانے کے لیے دوسرے مدرس کا تبادلہ کرنا پڑتا ہے جس کلاس میں یہ مدرس جائیں گے اس کے لیے وہ بچے نئے ہوں گے اور جس جگہ سے مدرس تبادلہ کروا کر آئیں گے وہاں کے بچوں کے لیے بھی وہ مدرس نئے ہوں گے اور اس سے سرپرست بھی بدظن ہوتے ہیں حالانکہ تبادلہ مدرس کے اصرار پر کیا جارہا ہوتا ہے۔ لہٰذا تمام مدرسین سے التجا ہے کہ جو جہاں پڑھا رہا ہے وہاں ذوق و شوق کے ساتھ پڑھاتے رہیں اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مسائل بھی حل ہو جائیں گے اور دل بھی لگ ہی جائے گا۔ پھر بھی اگر مسائل ہوں تو اپنے ذمہ داران سے رابطہ کر کے مسائل حل کیجیے،

فی الفور تبادلہ کروانا مسائل کا حل نہیں۔ بالفرض اگر آپ کے کہنے پر تبادلہ ہو بھی گیا اور جہاں تبادلہ ہوا اگر وہاں بھی اسی طرح کے مسائل ہوئے تو اب کیا کریں گے؟

جن مدرسین کا گھر مدرسۃ المدینہ سے دور ہو ضرورتاً اُن کو گھر کے قریب بھی کیا جاتا ہے لیکن ہر ایک کو گھر کے قریب کرتے جائیں گے تو دُور دراز کے مدارس المدینہ میں کون پڑھائے گا اور بہت سارے اسلامی بھائی اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ عرصہ دراز سے ایک ہی مدرسۃ المدینہ میں پڑھانے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ کاش! ہر مدرس و ذمہ دار کی یہ سوچ بن جائے کہ مجھے میری مجلس جہاں رکھے جو ذمہ داری دے میں ہر قسم کی قربانی دینے کے لیے تیار رہوں گا۔ اگر مدرسۃ المدینہ گھر سے دور بھی ہوا تو دل لگا کر پڑھانے کی کوشش کروں گا بلا وجہ وبلا ضرورت تبادلے کا مطالبہ نہیں کروں گا۔

مُدَرِّسین وبچوں کی تربیت کے لیے ہدایات

کیا آپ کو واقعی دعوتِ اسلامی سے پیار ہے؟

شیخِ طریقت امیر اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: اگر آپ کو واقعی دعوتِ اسلامی سے پیار ہے تو ہر مدنی منّے اور طالب علم کو خائفِ خدا، عاشقِ مصطفےٰ، والدین کا فرمانبردار، سنجیدہ، با اَخلاق، زبان اور آنکھ کے قفلِ مدینہ کا عامل اور دعوتِ اسلامی کا شیدا بنانے کے لیے اپنی تمام تر صلاحیتیں لگا دیجیے۔ ”مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔“ اس مدنی پھول کو اپنے اور ایک ایک بچے کے ذہن میں ایسا راسخ کر دیجئے کہ وہ اس مدنی مقصد کو اپنی زندگی کا اُصول بنالے۔ اس طرح اِنْ شَآءَاللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کی اپنی دعوتِ اسلامی کے مدنی کام کو پرواز کے مدنی پر لگ جائیں گے۔ مدرس

پڑھانے میں خواہ کتنا ہی ماہر ہو بیشک اس کا درجہ پڑھائی کے معاملے میں اوّل آتا ہو مگر میرے نزدیک وہی مدرس کامیاب ہے جو دعوتِ اسلامی کے دیے ہوئے مدنی ذہن کے مطابق طلبہ کی اَخلاقی تربیت کرنے میں بھی کامیاب رہے۔[1]

پیارے پیارے مدرسین اسلامی بھائیو! مندرجہ بالا فرامین میں امیر اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے ہر ہر مدرس کو بچوں کی اِصلاح کے لیے بہت بڑا کام دے دیا ہے۔ اگر ان اُصولوں کی روشنی میں ہمارے مدرسین بچوں کی تربیت کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو ہر ہر بچہ سنتوں کا پیکر بن کر معاشرے میں اُبھرے گا اور ہر طرف سنتوں کی بہاریں دکھائی دیں گی اور اس میں بہت بڑا کردار ہمارے مدرسین کا ہو گا۔ لیکن افسوس! ابھی تک ہم 100 فیصد ان اُصولوں پر عمل کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے اگرچہ کسی حد تک مدرسین کوشش بھی کرتے ہیں لیکن معاشرے کی حالت آپ کے سامنے ہے، ہر طرف گناہوں کی یلغار ہے اور معاشرے کی اکثریت اس کی لپیٹ میں ہے اور بچے بھی انہیں گھرانوں سے مدرسۃ المدینہ میں آتے ہیں اور گھروں میں بھی عموماً مذہبی ماحول نہیں ہوتا تو ایسی صورتِ حال میں مدرسۃ المدینہ کے مدرسین کی ذمہ داری اور بڑھ جاتی ہے کہ ناظرہ قرآن اور حفظِ قرآن کی تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ بچوں کے اَخلاق سنوارنے کے لیے بھی ایسے اقدامات کیے جائیں کہ ہر ہر بچہ حافظِ قرآن بننے کے ساتھ ساتھ نمازی اور سنتوں کا پیکر بھی بنے۔ اس کے لیے روزانہ کی بنیاد پر بچوں کی اخلاقی تربیت کرنا ضروری ہے، ذیل میں چند تربیتی عنوانات پیش خدمت ہیں:

---

1 ... رہنمائے مدرسین، ص۸ ملخصاً۔

عشق رسول پیدا کیجیے:

پیارے پیارے مدرسین اسلامی بھائیو! اپنی کلاس بلکہ مدرسے کے ہر ہر بچے کے دل میں عشقِ رسول کی شمع روشن کیجیے، سرکارِ دوعالَم نورِ مجسم شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت سکھایئے کہ اس کا حکم تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا۔ چنانچہ نبی پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ تربیت نشان ہے: اپنی اَولاد کو تین باتیں سکھاؤ: (1) "حُبِّ نَبِیِّکُمْ یعنی اپنے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبّت۔ (2) وَحُبِّ اَھْلِ بَیْتِہٖ یعنی اَہلِ بیت کی محبّت۔ (3) وَقِرَاءَۃِ الْقُرْاٰنِ اور تلاوتِ قُرآن۔"[1] حضور کی محبت اَحکامِ شرعیہ پر عمل کرنے کا جذبہ پیدا کرتی ہے، سنتوں کا عامل بناتی ہے، بچوں میں عشقِ رسول پیدا کرنے کے لیے انہیں حضور پُرنُور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اَوصافِ حمیدہ بیان کیجیے، اُنہیں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سیرتِ طیبہ کے حالات وواقعات سنایئے، صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اور بزرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ الْمُبِیْن کے عشقِ رسول کے واقعات سنایئے۔

بڑوں کا ادب سکھایئے:

بڑوں کا ادب کرنے کے حوالے سے بچوں کا اس طرح ذہن بنایئے کہ دینِ اسلام ہمیں چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کے ادب واحترام کا درس دیتا ہے، جو بڑوں کا ادب کرتا ہے وہ معاشرے میں عزت ووقار کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت بیٹھ جاتی ہے، بڑوں اور بزرگوں کا ادب نہ کرنا شیطانِ لعین کا کام ہے۔ اسی نے سب

[1] ... جامع صغیر، حرف الهمزة، ص ۲۵، حدیث: ۳۱۱، دار الکتب العلمیة بیروت۔

سے پہلے بے ادبی کی اور بارگاہِ الٰہی سے ذلیل ورُسوا کر کے نکالا گیا، حالانکہ اس سے پہلے اس کی سرکشی ونافرمانی ظاہر نہیں تھی بلکہ اس نے ہزاروں سال ربِّ کائنات کی عبادت کی، اپنی عبادت وریاضت اور علمیّت کے سبب مُعَلِّم الْمَلَکُوْت یعنی فرشتوں کا استاد بن گیا مگر جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نبی حضرتِ سیدنا آدم عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی بے ادبی کی تو اس کی ہزاروں سال کی عبادت وریاضت بے کار ہوگئی، ذِلّت ورُسوائی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اُس کا مقدر بن گئی، لعنت کا طوق اس کے گلے میں پڑ گیا اور وہ جہنم کے دائمی یعنی ہمیشہ رہنے والے عذاب کا مستحق ٹھہرا۔[1]

محفوظ سدا رکھنا شہا! بے ادبوں سے
اور مجھ سے بھی سَرزد نہ کبھی بے ادبی ہو

سچ بولنا سکھائیے:

پیارے پیارے مدرسین اسلامی بھائیو! جھوٹ کی نحوست بہت عام ہو رہی ہے، فی زمانہ جھوٹ بولنا گویا جرم ہی نہیں سمجھا جاتا، گھر ہو یا کاروبار بات بات پر جھوٹ بولنا ایک عام سی بات ہوگئی ہے، اب تو موبائل وغیرہ پر جھوٹے لطیفے چٹکلے بھی عام ہو چکے ہیں، بلکہ مَعَاذَ اللہ پورے سال میں ایک دن یکم اپریل کو تو باقاعدہ جھوٹ بولنے کی مہم چلائی جاتی ہے، جھوٹے مذاق کیے جاتے ہیں جس سے بسا اوقات مالی نقصان کے ساتھ ساتھ جانی نقصان بھی ہوتے ہیں، اسی لیے بچوں کو یہ ذہن دینا نہایت ضروری ہے کہ ہمیشہ سچ ہی بولنا چاہیے، اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ بچوں کو سچ بولنے کے دِینی ودُنیوی فوائد اور جھوٹ

---

1 ... تکبر، ص ۱۱ مفہوماً، مکتبۃ المدینہ کراچی۔

بولنے کے دِینی و دُنیوی نقصانات بتائے جائیں۔

سچ بولنے کے دِینی و دُنیوی فوائد:

❁ قرآن واَحادیث میں سچ بولنے کے فضیلت بیان کی گئی ہے۔ ❁ سچ بولنا جنت میں لے جانے والا عمل ہے۔ ❁ سچ بولنے والے کا سچ قیامت میں اس کے کام آئے گا اور اسے جنت میں داخل کیا جائے گا۔[1] ❁ سچ کا صلہ یعنی بدلہ ربّ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔[2] ❁ ربّ تعالیٰ نے سچوں کے ساتھ ہونے کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔[3] ❁ سچ بولنے والوں کے لیے ربّ تعالیٰ نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔[4] ❁ سچ بولنے میں ربّ تعالیٰ اور اس کے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رضا و خوشنودی ہے۔ ❁ سچ بولنے والے سے اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم محبت فرماتے ہیں۔[5] ❁ سچ بولنے والے کو جنت کی ضمانت دی گئی ہے۔[6] ❁ سچ بولنے والے پر رب تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ ❁ سچ بولنے سے محبت پیدا ہوتی ہے اور نفرت ختم ہوتی ہے۔ ❁ سچ بولنا نیکی کی طرف اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔[7] ❁ سچ بولنے والے کو دنیا کی کسی محرومی کا احساس نہیں ہوتا۔[8] ❁ سچ بولنے میں ہی نجات ہے۔[9] ❁ مشہور مفسرِ قرآن،

---

1 ... پ۷، المائدہ:۱۱۹۔

2 ... پ۲۱، الاحزاب:۲۴۔

3 ... پ۱۱، التوبہ:۱۱۹۔

4 ... پ۲۲، الاحزاب:۳۵۔

5 ... مجمع الزوائد، کتاب علامات النبوۃ، باب منہ فی الخصائص، ۸/۴۸۴، حدیث:۱۴۰۱۶۔

6 ... ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب الصدق۔۔۔الخ، ۱/۲۴۵، حدیث:۲۷۱، دارالکتب العلمیۃ بیروت۔

7 ... بخاری، کتاب الادب، باب قول اللہ تعالیٰ: یایھا الذین اٰمنوا۔۔۔الخ، ۴/۱۲۵، حدیث:۶۰۹۴۔

8 ... مسند امام احمد، مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص، ۲/۵۹۱، حدیث:۶۶۶۴۔

9 ... مکارم الاخلاق، باب فی الصدق۔۔۔الخ، ص۱۱۱، حدیث:۱۳۷، دارالکتب العلمیۃ بیروت۔

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ۞ جو شخص سچ بولنے کا عادی ہو جائے، اللہ اسے نیک کار (نیک کام کرنے والا) بنادے گا۔ ۞ اس کی عادت اچھے کام کرنے کی ہو جائے گی۔ ۞ اُس کی برکت سے وہ مرتے وقت تک نیک رہے گا۔ ۞ برائیوں سے بچے گا۔ ۞ جو اللہ کے نزدیک صدیق (سچا) ہو جائے اس کا خاتمہ اچھا ہوتا ہے۔ ۞ وہ ہر قسم کے عذاب سے محفوظ رہتا ہے۔ ۞ ہر قسم کا ثواب پاتا ہے۔ ۞ دنیا بھی اسے سچا کہنے، اچھا سمجھنے لگتی ہے۔ ۞ اُس کی عزت لوگوں کے دلوں میں بیٹھ جاتی ہے۔[1]

جھوٹ بولنے کے دینی و دُنیوی نقصانات:

۞ جھوٹ بولنا جہنم میں لے جانے والا عمل ہے۔ ۞ جھوٹ بولنا گناہ کی طرف اور گناہ جہنم کی طرف لے جاتا ہے۔ ۞ جھوٹ بولنے والے سے اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کا رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ناراض ہوتے ہیں۔ ۞ جھوٹ بولنے والا رب کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے۔ ۞ جھوٹ بولنے میں ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔ ۞ جھوٹ بولنے والے کے بُرے خاتمے کا خوف ہے۔ ۞ جھوٹ گمراہی کا سبب بنتا ہے۔ ۞ جھوٹے شخص کا جھوٹ کبھی نہ کبھی پکڑا جاتا ہے۔ ۞ جھوٹ بولنے سے نفرت پیدا ہوتی اور محبت ختم ہوتی ہے۔ ۞ جھوٹا شخص جھوٹ بول بول کر فاسق و فاجر بن جاتا ہے۔ ۞ جھوٹ دیگر ہزاروں گناہوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔ ۞ جھوٹ بولنا شیطانی کام ہے کہ سب سے پہلے جھوٹ شیطان نے بولا۔ ۞ جھوٹ بولنے والے سے لوگ نفرت کرنے لگتے ہیں۔ ۞ جھوٹ بولنے والے پر لوگ اعتماد نہیں کرتے۔ ۞ جھوٹ بولنے والے کا ضمیر مطمئن نہیں ہوتا۔

1 ... مرآۃ المناجیح، ۶/ ۴۵۲، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔

❁ جھوٹ بولنے والے کے چہرے سے نورانیت ختم ہو جاتی ہے۔ ❁ جھوٹ بولنے والا خود کو اور دیگر لوگوں کو بھی دھوکہ دیتا ہے۔ ❁ جھوٹ بولنا منافقت کی علامت ہے۔ ❁ قرآن میں جھوٹوں پر اللّٰہ کی لعنت کی گئی ہے۔ الغرض جھوٹ بولنے میں نقصان ہی نقصان اور سچ بولنے میں فائدہ ہی فائدہ ہے۔

سنتیں اور آداب سکھائیے:

اے عاشقانِ رسول مدرسین اسلامی بھائیو! بچوں کو حضور نبی رحمت شفیع اُمّت صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی پیاری پیاری سنتیں اور اسلامی آداب بھی ضرور سکھائیے۔ شروع سے ہی ان کی یہ عادت بنانے کی کوشش کیجئے کہ یہ اپنے معمولات کو سنت کے مطابق سر انجام دیں۔ مثلاً جب آپ انہیں اُلٹے ہاتھ سے کوئی چیز لیتے یا دیتے ہوئے دیکھیں، یا الٹے ہاتھ سے کھانا کھاتے دیکھیں تو سیدھا ہاتھ استعمال کرنے کی ترغیب دلائیں، پانی پیتے وقت بیٹھ کر اور 3 سانسوں میں پینے کی ترغیب دلائیں، جوتا پہنتے وقت پہلے سیدھے پاؤں میں ڈالنے کا کہیں، ملاقات کے وقت سلام و مصافحہ کی نہ صرف ترغیب دلائیں بلکہ انہیں عملی مشق (Practice) بھی کروائیں، اسی طرح گفتگو کرنے کے آداب، چلنے پھرنے اور لباس پہننے کی سنتیں اور آداب بھی موقع بہ موقع سکھاتے رہیں۔ کلاس کے بچوں کی سنتوں اور آداب کے حوالے سے تربیت کے لیے شیخِ طریقت امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْعَالِیَه کے ان کتب و رسائل "سنتیں اور آداب"، "163 مدنی پھول" اور "101 مدنی پھول" کا مطالعہ کیجئے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سچے واقعات سنائیے اور پڑھائیے:

پیارے پیارے مدرسین اسلامی بھائیو! بچوں کی تعلیم و تربیت میں سچے واقعات یا سچی کہانیوں کا بڑا اہم کردار ہوتا ہے کیونکہ اِن کا اثر جلد اور دیرپا ہوتا ہے، عموماً بچوں کو اِن میں دلچسپی بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اس لیے اپنے بچوں کو تربیت والے سچے واقعات یا سچی کہانیاں ضرور سناتے اور پڑھاتے رہیں۔ اس کے لیے مکتبۃ المدینہ کے کتب و رسائل بالخصوص بچوں کی کہانیوں پر مشتمل رسالے بنام "جھوٹا چور"، "فرعون کا خواب"، "نور والا چہرا"، "بیٹا ہو تو ایسا"، "دودھ پیتا مدنی منا" کا مطالعہ انتہائی مفید ہے۔ ماہنامہ فیضانِ مدینہ میں بھی بچوں کی تربیت کے حوالے سے مختلف موضوعات پر مشتمل تربیت کے رنگ برنگے مدنی پھول شامل ہوتے ہیں انہیں بھی اپنے مطالعہ میں شامل کرلیجئے۔

مدنی چینل کی ترغیب دلائیے:

بچوں کو مدنی چینل اور مدنی مذاکرہ دیکھنے کی ترغیب دلاتے رہیے۔ بالخصوص وہ سلسلے جو بچوں کی تربیت سے متعلقہ ہیں مثلاً روشن مستقبل، بچوں کا سنتوں بھرا اجتماع اور غلام رسول کے مدنی پھول وغیرہ دکھایئے اور مدنی مذاکرہ دیکھنے کی ترغیب دلایئے کہ بچوں سے متعلقہ بھی اس میں مدنی پھول ہوتے ہیں۔

دُرودِ پاک کی ترغیب دلائیے:

جب بھی حضور نبی رحمت شفیع اُمّت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نامِ نامی اِسمِ گرامی اور ذِکر شریف آئے، خود بھی درود شریف پڑھنے کی عادت بنائیں اور بچوں کو بھی اِس کی ترغیب دِلائیں۔ ہمارے اَسلافِ کرام (بزرگانِ دِین) اپنی اولاد کی ایسی تربیت کیا کرتے

تھے کہ بچپن ہی سے وہ عشقِ رسول صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی چلتی پھرتی تصویر اور کثرت سے دُرود و سلام پڑھنے کے عادی ہو جاتے۔ چنانچہ حضرتِ علامہ عبد الوہاب شعرانی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰى عَلَيْه فرماتے ہیں: شیخ نور الدین شونی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰى عَلَيْه نے مجھے بتایا کہ میں بچپن میں شونی (نامی شہر) میں جانور چرایا کرتا تھا، مجھے رسولِ پاک صاحبِ لولاک صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم پر درود شریف پڑھنے سے اِس قدر محبت تھی کہ میں اپنا کھانا بچوں کو دے کر اُن سے کہتا کہ یہ کھالو پھر میں اور تم سب مل کر حضورِ اکرم نورِ مجسم صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم پر درود شریف پڑھیں گے۔ چنانچہ ہم دِن کا اکثر حصہ رسولِ پاک صاحبِ لولاک صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم پر درودِ پاک پڑھتے ہوئے گزار دیتے۔[1]

لٰہذا مدرسین کو بھی چاہیے کہ روزانہ بچوں سے درودِ پاک سے متعلق پوچھتے رہیں کہ کل کس بچے نے کتنا درودِ پاک پڑھا؟ مثلاً 313 بار 500 بار یا 1000 بار پڑھنے کی ترغیب دلاتے رہیں اور اس کی فضیلت بھی بیان کرتے رہیں۔ اس طرح بار بار ترغیب دلانے اور پوچھ گچھ سے بچوں کی درودِ پاک پڑھنے کی عادت بن جائے گی۔ درود پاک کے فضائل وترغیب کے لیے مکتبۃ المدینہ کی ان کتب کا مطالعہ بہت مفید ہے: "ضیائے درود و سلام"، "19 درود و سلام"، "گلدستہ درود و سلام"، "40 فرامین مصطفٰے" اور "آب کوثر"۔

اِطاعت کو اپنا شعار بنائیے:

رسولِ اکرم شاہِ بنی آدم صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اگر تم پر کوئی نک کٹا حبشی غلام بھی حاکم (نگران) بنا دیا جائے جو تم کو اللہ پاک کی کتاب کے مطابق چلائے تو اس

1 . . . طبقات کبری للشعرانی، ص ۲۳۳، الجزء الثانی، دار الفکر بیروت۔

کی بات سنو اور اطاعت کرو۔"[1] لہٰذا! جب تک مجلس آپ کو شریعت کے مطابق کوئی کام کرنے کو کہے، بلا چون وچرا اس کو بجالائیے۔ کسی بھی تحریک یا ادارے کے ذمہ دار کی اہم ترین خصوصیت "اِطاعت" ہے۔

مسلسل کوشش ومحنت کیجئے:

پیارے پیارے مدرسین اسلامی بھائیو! عربی کا مشہور محاورہ ہے کہ "مَنْ جَدَّ وَجَدَ یعنی جس نے کوشش کی اس نے پالیا۔" یعنی بغیر کوشش ومحنت کے کچھ حاصل نہیں کیا جا سکتا ہے، زندگی میں کامیابی کی قیمت مسلسل کوشش کرنے کی صورت میں ادا کرنا پڑتی ہے۔ لہٰذا قرآنِ پاک پڑھانے میں خوب کوشش اور محنت کریں، آپ کی کوشش ومحنت رائیگاں یعنی ضائع نہیں جائے گی بلکہ آپ کو اِس کا بہترین صلہ کامیابی کی صورت میں ربّ تعالیٰ کے فضل سے ضرور ملے گا۔ یاد رکھیے دن رات کی مسلسل کوشش انسان کو ناکامی کے گڑھے سے نکال کر کامیابی کی بلندیوں پر پہنچا دیتی ہے، بڑے بڑے اَہداف مسلسل کوشش کی برکت سے پایۂ تکمیل تک پہنچ سکتے ہیں۔

جذبہ پیدا کیجئے:

کامیابی پانے کے لیے اپنے کام کو کر گزرنے کا بھرپور جذبہ پیدا کیجئے، پھر مشکل کام بھی بآسانی پایۂ تکمیل تک پہنچ جائے گا۔ بزرگانِ دین کے ایسے واقعات کا مطالعہ کیجئے جس میں انہوں نے اپنے جذبے کے بل بوتے پر ناممکن کو بھی ممکن بنا دیا جیسا کہ لشکرِ اسلام کے عظیم سپہ سالار حضرتِ سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بارے میں منقول ہے کہ

---

[1] ... مسلم، کتاب الامارۃ، باب وجوب طاعۃ الامراء فی غیر معصیۃ۔۔۔الخ، ص ۷۸۹، حدیث: ۴۷۶۲۔

جنگِ یرموک میں ساٹھ ہزار کی فوج کے مقابلے میں صرف ساٹھ افراد کے ساتھ شریک ہوئے اور پورا دن سخت مقابلہ کرتے ہوئے پانچ ہزار کو واصلِ جہنم کیا اور باقیوں کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔[1]

مشاورت کیجئے:

پیارے پیارے مدرسین اسلامی بھائیو! کسی بھی کام میں مشاورت سے کم وقت میں اچھے اور مثبت نتائج حاصل ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا بچوں کی تعلیمی و اخلاقی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے اپنے سے سینئر مدرسین و ناظمین جو پڑھانے میں زیادہ ماہر ہیں اُن سے اپنی کلاس کے اُن بچوں کے حوالے سے مدنی مشورہ کیجئے جن کو پڑھانے کے حوالے سے آپ کو مشکلات کا سامنا ہے۔ سرکارِ مدینہ قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص کسی کام کا اِرادہ کرے اور اُس میں کسی مسلمان سے مشورہ کرے اللہ پاک اسے درست کام کی ہدایت دے دیتا ہے۔“[2]

وقت کی قدر کیجئے:

وقت اللہ تعالٰی کی بہت بڑی نعمت ہے، اپنے وقت کی قدر کیجئے کہ جو وقت گزر گیا وہ کبھی دوبارہ واپس نہیں آسکتا، وقت ضائع کرنا ناکامی کا سبب ہے، کامیاب لوگ وقت کے قدردان ہوتے ہیں، لہٰذا اپنا ذہن بنا لیجئے کہ سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ کے بلا ضرورت استعمال کے ذریعے یا فضول کھیل کود کے ذریعے، موبائل پر فضول باتیں کر کے اپنے قیمتی

---

1 . . . فتوح الشام، جبلۃ بن الایھم، ص ۱۵۹، ۱۶۰، الجزء الاول، بیروت، فیضان فاروق اعظم، ۲/۴۰۱، مکتبۃ المدینہ۔

2 . . . معجم اوسط، باب المیم، من اسمہ موسی، ۶/۱۵۲، حدیث: ۸۳۳۳، دار الکتب العلمیۃ بیروت۔

وقت کو ضائع نہیں کرنا، بلکہ رب تعالیٰ کی اس نعمت کو اللہ پاک کی یاد، تلاوتِ قرآن، درود شریف پڑھنے اور نیکی کی دعوت دینے میں صَرف کرنا ہے۔اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

محاسبہ کیجئے:

محاسبہ کرنا کامیابی اور کامیاب لوگوں کا وطیرہ ہے، اگر کوئی شخص اپنا محاسبہ نہیں کرتا تو چاہے وہ کسی بھی شعبے سے تعلق رکھتا ہو، کسی بھی کام سے تعلق رکھتا ہو اسے کماحقہ کامیابی نہیں مل سکتی، محاسبہ کرنے کے کثیر فوائد ہیں، محاسبہ کرنے سے بندے کو فائدہ زیادہ اور نقصان کم اٹھانا پڑتا ہے، محاسبہ کرنے سے کارکردگی مزید بہتر ہوتی ہے، محاسبہ کرنے سے کمزوریاں کھل کر سامنے آجاتی ہیں اور انہیں دور کرنا بہت آسان ہو جاتا ہے، محاسبہ کام میں نکھار پیدا کرتا ہے، محاسبہ خود اعتمادی میں اضافہ کرتا ہے، محاسبہ نقصان کے ازالے پر ابھارتا ہے، محاسبہ شکر کرنے کا جذبہ دلاتا ہے، کسی بھی مدرس کا خود کا محاسبہ کرنا نہ صرف اس کی اپنی ذات بلکہ اس کی کلاس کے بچوں اور اس کے مدرسے کے لیے بھی بہت مفید ہے، لہٰذا تمام مدرسین اسلامی بھائیوں کو چاہیے کہ اپنا محاسبہ کریں۔ آپ اپنا محاسبہ کئی طریقے سے کرسکتے ہیں۔

(1) یومیہ محاسبہ: ❁ روزانہ ایک وقت مخصوص کرلیں۔ ❁ اور اس میں اپنی اور اپنی کلاس کی اِنفرادی واجتماعی کارکردگی پر غور کریں کہ ❁ آج میری کلاس کے کتنے بچوں نے بالکل صحیح سبق سنایا؟ ❁ کتنوں کا سبق کمزور تھا؟ ❁ سبق کی کمزوری کی کیا وجوہات تھیں؟ ❁ انہیں کیسے دور کیا جائے؟ ❁ کتنوں نے بغیر غلطی کے سبقی سنائی؟ ❁ کتنوں نے بغیر غلطی کے منزل سنائی؟ ❁ جن کی سبقی منزل کمزور تھی اسے کیسے پکا کیا جائے؟ ❁ کیا

اقدامات کیے جائیں؟ ❁ ان کا ذہن کیسے بنایا جائے؟ ❁ کلی طور پر میری آج کی کارکردگی کیسی رہی؟ ❁ اگر کمزور تھی تو اسے بہتر کیسے بنایا جائے اور ❁ بہتر تھی تو اسے ممتاز کیسے بنایا جائے؟ ❁ اور اگر ممتاز تھی تو اسے برقرار رکھنے کے لیے کیا اقدامات کیے جائیں؟ ❁ اس پر غور کریں اور اس ممتاز کارکردگی کی نعمت پر رب تعالیٰ کا شکر ادا کریں تاکہ اس نعمت میں اضافہ ہو۔ ❁ آج میں نے کتنے بچوں کی اَخلاقی حوالے سے تربیت کی؟ ❁ آج کتنے بچوں کی حوصلہ افزائی کی؟ ❁ کل فلاں فلاں بچے کا سبق، سبقی یا منزل اتنے فیصد کمزور تھی، آج اس میں کتنا فرق آیا؟ ❁ بہتر ہوئی یا ویسے ہی تھی؟ ❁ کیا اقدامات کیے جائیں کہ اس میں بہتری آئے؟ یوں محاسبہ کرنے کے بعد مزید اچھی نیتیں کرلیں کہ کل اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ایک نئے جوش اور نئے جذبے کے ساتھ کلاس کا آغاز کروں گا، آج کے دن جو کمزوریاں رہ گئی تھیں، کل اِن کو دور کرنے کی بھرپور کوشش کروں گا۔ فیصد کے اعتبار سے اپنی کارکردگی لکھ لیجئے اور اگلے دن کی کارکردگی کے ساتھ اس کا موازنہ بھی کیجئے یوں آپ دن بدن بہتری کی جانب بڑھتے ہی جائیں گے۔ آخر میں ربّ تعالیٰ سے اخلاص کی دعا کیجئے، ربّ تعالیٰ سے مدد و نصرت طلب کیجئے۔

(2) ہفتہ وار محاسبہ: دنوں سے مل کر ہفتہ بنتا ہے، آپ کا یومیہ محاسبہ ہفتہ وار محاسبے کو مضبوط کرے گا، ہفتہ وار محاسبے میں پورے ہفتے کی کارکردگی کا تفصیلی جائزہ لیجئے کہ اس ہفتے میری کلاس کے کتنے بچوں نے ممتاز، بہتر، کمزور کیفیت پر سبق سنایا؟ سبقی یا منزل سنائی؟ ان کی کمزوریوں کو کیسے دور کیا جائے؟ ان کی کارکردگی میں مزید کیسے بہتری لائی جائے؟ اس پورے ہفتے میری کلاس کی کارکردگی کتنے فیصد رہی؟ وغیرہ

(3)ماہانہ محاسبہ: ماہانہ محاسبہ نہایت ہی اہمیت کا حامل ہے کہ عموماً مدرسے میں مجلس کو بھی ماہانہ کارکردگی پیش کی جاتی ہے، اگر آپ نے یومیہ اور ہفتہ وار محاسبہ کرکے اپنی کارکردگی کو بہتر بنایا ہوگا تو ماہانہ محاسبہ کرکے آپ کو خوشی حاصل ہوگی کہ آپ کی کلاس کی ماہانہ کارکردگی بہت بہتر ہوئی ہے، بصورت دیگر آپ کو سخت محنت و کوشش کرنا ہوگی، ماہانہ محاسبہ میں پوری کلاس کی ماہانہ کارکردگی کا جائزہ لیجئے کہ پورے ماہ میں کتنے بچوں نے بغیر غلطی کے سبق، سبقی یا منزل سنائی؟ مہینے کی ابتداء میں کتنے بچوں میں سبق، سبقی یا منزل کے حوالے سے کمزوریاں تھیں لیکن مہینے کے آخر میں ان کی کارکردگی میں کتنی بہتری آئی؟ مزید بہتری کے لیے کیا اِقدامات کیے جائیں؟ وغیرہ

(4)سہ ماہی، ششماہی، نوماہی وسالانہ محاسبہ: ماہانہ محاسبے کی طرح ہر تین ماہ، چھ ماہ، نو ماہ یا سال کے بعد بھی اپنا محاسبہ کیجئے کہ پہلے میری تعلیمی و اخلاقی کارکردگی کتنے فیصد تھی؟ اب اس میں کتنا فرق آیا ہے؟ کمزوریوں کو کیسے دور کیا جائے؟ مزید بہتری کے لیے کیا کیا اقدامات کیے جائیں؟

(5)پورے کیریئر کا محاسبہ: بسا اوقات پورے کیریئر کا بھی محاسبہ کرتے رہنا چاہیے کہ مجھے مدرستہ المدینہ کی فیلڈ میں آئے ہوئے کتنا عرصہ ہوچکا ہے؟ جب میں آیا تھا اس وقت مجھ میں کون کون سی صلاحیتیں تھیں؟ اب ان صلاحیتوں میں کتنا اضافہ کرنے میں کامیاب ہوا ہوں؟ اس وقت میری کارکردگی کیا تھی؟ اور اب اس کارکردگی میں کیا فرق آیا ہے؟ اگر پہلے سے بہتر ہے تو ربّ تعالٰی کا شکر ادا کیجئے اور اگر کوئی فرق نہیں آیا یا کمزور ہوئی ہے تو اس کے اسباب پر غور کیجئے اور ان کا سدباب کرکے اسے ممتاز کیفیت میں لانے

کی بھرپور کوشش کیجئے۔ یوں بھی محاسبہ کیا جاسکتا ہے کہ اب تک مجھے 10 سال ہو چکے ہیں اور ان 10 سالوں میں میرے پاس کلی طور پر 200 بچوں نے پڑھا، ان میں سے کتنے بچے ممتاز رہے؟ کتنے بہتر اور کتنے کمزور؟ جو بچے کمزور تھے ان کی وجوہات پر غور کیجئے اور اب جو بچے موجود ہیں ان میں وہ کمزوریاں پیدا نہ ہونے کا عہد کیجئے۔ یاد رکھیں دوبارہ محاسبے کا دورانیہ پہلے والے سے جتنا کم ہو گا اتنے ہی فوائد زیادہ ہوں گے یہی وجہ ہے کہ بعض بزرگانِ دین روز محاسبہ کی ترغیب دلایا کرتے تھے۔ محاسبہ کرنے پر جو کمزوریاں سامنے آئیں ان کے اسباب اور ان کی وجوہات پر غور کرکے انہیں دور کرنے کی بھرپور کوشش کیجئے یا مزید ترقی کے لیے ایسے سینئر و تجربہ کار مدرسین سے مشاورت کیجئے جنہیں اس فیلڈ میں ایک عرصہ ہو چکا ہے اور ان کی کارکردگی بھی ممتاز ہے، ان کے تجربات سے فائدہ اٹھائیے صحابیِ رسول کاتبِ وحی حضرتِ سیدنا امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ”جو آدمی تجربات سے فائدہ نہ اٹھائے وہ بلند مقام حاصل نہیں کر سکتا۔“[1]

مدارس المدینہ کی اصطلاحات

نمبر شمار	اصطلاحات	وضاحت
1	مدرسۃ المدینہ	دعوتِ اسلامی کے زیرِ انتظام چلنے والے مدرسہ کو ”مدرسۃ المدینہ“ کہتے ہیں۔
2	مُدرِّس / قاری / مُدرِّسہ	مدرسۃ المدینہ میں پڑھانے والے اسلامی بھائی کو ”مدرِّس / قاری“ اور اسلامی بہن کو ”مدرِّسہ“ کہتے ہیں۔
3	ناظم / ناظمہ	مدرسۃ المدینہ کے تمام تر نظام کو مجلس مدرسۃ المدینہ کے طے شدہ

1 ... احیاء العلوم، ۳/ ۵۶۹۔

		اُصولوں کو نفاذ کرانے والے اسلامی بھائی کو "ناظم" اور اسلامی بہن کو "ناظمہ" کہتے ہیں۔
4	مُفتِّش / مُفتِّشہ	مدرسۃ المدینہ میں پڑھنے والے بچوں اور بچیوں کے سہ ماہی، نوماہی، سالانہ اور فائنل امتحان لینے والے اسلامی بھائی کو "مُفتِّش" اور اسلامی بہن کو "مُفتِّشہ" کہتے ہیں۔
5	کابینہ ناظم / ناظمہ	15 تا 20 مدارس المدینہ پر بنائی گئی ایک کابینہ کو مجلس مدارس المدینہ کے دیئے گئے طریقہ کار کے مطابق دیکھنے والے اسلامی بھائی کو "کابینہ ناظم" اور اسلامی بہن کو "کابینہ ناظمہ" کہتے ہیں۔
6	زون ناظم / ناظمہ	مدارس المدینہ کے اعتبار سے بنائی گئی 3 یا اس سے زائد کابینہ کو مجلس مدارس المدینہ کے طریقہ کار کے مطابق دیکھنے والے اسلامی بھائی کو "زون ناظم" اور اسلامی بہن کو "زون ناظمہ" کہتے ہیں۔
7	ریجن ناظم / ریجن ناظمہ (رُکنِ مجلس)	ریجن سطح پر مدارس المدینہ کے نظام کو دیکھنے والے اسلامی بھائی کو "ریجن ناظم" اور اسلامی بہن کو "ریجن ناظمہ" (رُکنِ مجلس) کہتے ہیں۔
8	نگرانِ مجلس	دعوتِ اسلامی کے تحت چلنے والے مدارس المدینہ کے شعبہ جات میں سے کسی بھی شعبے کو دیکھنے والے اسلامی بھائی کو "نگرانِ مجلس" کہتے ہیں۔
9	دُعائے مدینہ	مدرسۃ المدینہ میں کلاسز کے آغاز سے پہلے اَسمبلی ہوتی ہے جس میں دعائیہ اشعار پڑھے جاتے ہیں اُسے "دُعائے مدینہ" کہتے ہیں۔
10	خادِم	مدارس المدینہ میں صفائی اور دیگر کام کاج کرنے والے اسلامی بھائی کو "خادم" کہتے ہیں۔
11	سرپرست	مدرسۃ المدینہ میں پڑھنے والے بچے کے والد صاحب یا گھر کی طرف سے جو بھی اسکی ذمہ داری لے اسے "سرپرست" کہا جاتا ہے۔
12	سرپرست اِجتماع	مدارس المدینہ میں تین ماہ میں ایک بار بچے کی تعلیمی اور اخلاقی کارکردگی کے جائزے کے لیے والدین و سرپرست کو بلایا جاتا ہے۔ اس کو "سرپرست اجتماع (Parent's Day)" کہتے ہیں۔

13	کلاس جائزہ	ناظمِ مدرسۃ المدینہ روزانہ کسی ایک کلاس میں جا کر بچوں کا امتحان لیتے اور دیگر معاملات دیکھتے ہیں اس کو " کلاس جائزہ " کہا جاتا ہے۔
14	مدرسہ جائزہ	مدارس المدینہ میں کابینہ یا زون ناظم اپنے جدول کے مطابق ہر ماہ مختلف مدارس میں جا کر تعلیمی، تنظیمی و اخلاقی معاملات کو چیک کرتے ہیں اسے " مدرسہ جائزہ " کہتے ہیں۔
15	اسٹاف	مدرسۃ المدینہ میں پڑھانے اور دیگر کام کرنے والے اسلامی بھائیوں اور بہنوں کو " اسٹاف " کہتے ہیں۔
16	اِجتماعِ تقسیمِ اسناد	مدارس المدینہ میں حفظ و ناظرہ مکمل کرنے پر جو سالانہ تقریب ہوتی ہے اسے " اجتماعِ تقسیمِ اسناد " کہتے ہیں۔
17	سبق	مدارس المدینہ میں بچے / بچیاں روزانہ مدنی قاعدہ، ناظرہ یا حفظ کی جو نئی لائنیں یاد کر کے سناتے ہیں اُسے " سبق " کہتے ہیں۔
18	سبقی	سبق سے متّصل ایک پارہ تا سوا پارہ " سبقی " کہلاتی ہے۔ (حفظ میں سبق سے متصل کم از کم ایک پارہ سبقی ہونا ضروری ہے۔)
19	منزل	سبق اور سبقی کے علاوہ دیگر پڑھے ہوئے قرآنِ پاک کے پارے یا مدنی قاعدے کی تختیوں کو " منزل " کہتے ہیں۔
20	کچا پارہ	وہ پارہ جو یاد کرنے کے بعد بچہ کسی وجہ سے بھول گیا ہو اسے " کچا پارہ " کہتے ہیں۔
21	کچا پکا پارہ	وہ پارہ جو بچے کو کچھ یاد ہو اور کچھ بھولا ہوا ہو اسے " کچا پکا پارہ " کہتے ہیں۔
22	کچا سبق	اغلاط کے ساتھ سبق سنانا یا سبق سناتے ہوئے بار بار اٹکنا " کچا سبق " کہلاتا ہے۔
23	کچا پکا سبق	وہ سبق جو بچے نے یاد تو کیا ہو لیکن پکا یاد نہ ہو عارضی طور پر ذہن نشین ہو گیا ہو۔ کچھ وقت کے بعد اگر دوبارہ سنا جائے تو نہ سنا سکے تو اس کو " کچا پکا سبق " کہتے ہیں۔
24	غلطی	سبق، سبقی، منزل سنانے کے دوران لحنِ جلی اور

		لحن خفی کرنے کو "غلطی" کہتے ہیں۔
25	اٹکن	سبق، سبقی، منزل سنانے کے دوران پڑھتے پڑھتے رُک جانا کہ پیچھے آیت سے پڑھانا پڑے یا خود ہی پچھلی آیت سے دوبارہ پڑھنا "اٹکن" کہلاتا ہے۔
26	پکی غلطی	سبق، سبقی، منزل سنانے کے دوران بچہ لحنِ جلی یا خفی کر کے آگے چلا گیا پھر اُس کو ایک یا دو آیتیں پیچھے پڑھایا گیا مگر بچے نے پھر وہی غلطی کی تو یہ "پکی غلطی" کہلاتی ہے۔
27	کچی غلطی	سبق، سبقی، منزل سنانے کے دوران بچہ لحنِ جلی یا لحنِ خفی کر کے آگے چلا گیا اس کو ایک یا دو لائنیں پیچھے لگایا گیا اگر بچے نے غلطی دُرست کر لی تو یہ "کچی غلطی" کہلاتی ہے۔
28	سبقی پارہ ٹیسٹ	مدرسۃ المدینہ میں حفظ یا ناظرہ کا کوئی بچہ پارہ مکمل کرتا ہے تو اُسی دن یا اگلے دن اس پارے کا ٹیسٹ ہوتا ہے اسے "سبقی پارہ ٹیسٹ" کہتے ہیں۔
29	دَور	ایک بچہ دوسرے بچے کی سبقی، منزل سنے وہی بچہ اب اس کی سبقی، منزل سنے اِس کو "دَور" کرنا کہتے ہیں۔
30	پہلا پاؤ	پارے کو چار حصوں میں تقسیم کریں تو پارے کا پہلا ربع "پہلا پاؤ" کہلاتا ہے۔
31	آدھا پارہ	پارے کو دو حصوں میں تقسیم کریں تو پہلا نصف پہلا "آدھا پارہ" اور دوسرا نصف دوسرا "آدھا پارہ" کہلاتا ہے۔
32	تیسرا پاؤ	پارے کے چار حصوں میں سے تیسرا حصہ "تیسرا پاؤ" کہلاتا ہے۔
33	مکمل پارہ	قرآنِ پاک کے تیس حصّے ہیں ہر حصّہ ایک "مکمل پارہ" کہلاتا ہے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

فہرست

یادداشت

دورانِ مطالعہ ضرورتاً انڈر لائن کیجئے، اِشارات لکھ کر صفحہ نمبر نوٹ فرما لیجئے۔ اِنْ شَآءَ اللہ علم میں ترقی ہوگی۔

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

زمین میں نور آسمانوں میں ذخیرہ

حضرتِ سیدنا ابوذر رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: **یارسولَ اللّٰه** صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم! مجھے وصیت فرمایئے تو آپ نے ارشاد فرمایا: ”قرآن کی تلاوت کو خود پر لازم کرلو کیونکہ یہ تمہارے لئے زمین میں نور اور آسمانوں میں ذخیرہ ہوگی۔“

(الترغیب والترہیب، کتاب قراءۃ القرآن،
باب الترغیب فی قراءۃ القرآن، ۲/۲۲۷ برقم: ۱۰ ملخصا)



978-969-722-104-2

01012998

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی کراچی

UAN +92 21 111 25 26 92 0313-1139278

www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net

feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net